سلسلہ مسیحی کتب دینیات نمبر ۱۱

کُلسیوں

کے نام

پولس رسول کا خط

مصنف۔ پادری بی۔ ایم۔ اسلم

اُردو ٹیکسٹ بُک کمیٹی

گوجرانوالہ تھیالوجیکل سمینری

بار اوّل　　جون ۱۹۷۳ء　　تعداد ایک ہزار

COMMENTARY ON COLLOSSIANS

By

REV. B. M. ASLAM

Published for the

URDU TEXT BOOK COMMITTEE

of the

GUJRANWALA THEOLOGICAL SEMINARY

by

Rev. W. G. YOUNG

And Printed by

MODERN ISLAH ART PRESS - GUJRANWALA.

The Publication of this Book has been Aided by a grant from the Theological Education Fund of the World Council of Churches.

تعارف

ہمارے سلسلہ مسیحی کتبِ دینیات میں یہ پہلی کتاب ہے جسے ہماری سیمنری کے ایک سابقہ طالب علم نے لکھا۔ پادری بی۔ ایم۔ اسلم صاحب نے ۱۹۴۹ میں سیمنری سے جی۔ ٹی۔ ایچ کی سند حاصل کی اور اس وقت سے اب تک یونائیٹڈ پریسبیٹیرین کلیسیائے پاکستان میں پاسبانی خدمت پر مامور ہیں۔ جی۔ ٹی۔ ایچ کے لئے کلسیوں کے خط پر تفسیر ان کا پراجیکٹ تھا جس میں انہوں نے محنت شاقہ سے کام لیا اور اس میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ اور پادری اقبال نثار صاحب؛ اور پادری سموئیل ڈی چند صاحب کی نظرِ ثانی کے بعد اُسے اشاعت کے لئے منظور کر لیا گیا۔

مجھے یقین ہے کہ یہ کتاب نہ صرف سیمنری کے طلباء بلکہ دیگر مشنریوں اور استادوں کے لئے جو خداوند کا کلام پیش کرتے ہیں، سود مند ثابت ہو گی۔

ولیم۔ جی۔ ینگ
بشپ آف سیالکوٹ
ایڈیٹر
سلسلہ مسیحی کتبِ دینیات
گوجرانوالہ سیمنری

فہرست مضامین

فہرست مضامین

دیباچہ

محلِ وقوع :-

کلسّے ایشیائے کوچک کے رومی صوبے فرُوگیہ کا ایک شہر تھا، جو دریائے لُوکس کے مشہور شہروں میں سے ایک تھا۔ دریائے لُوکس جنوب مشرق سے شمال مغرب کی طرف بہتا تھا۔ وادیٔ لُوکس کے مشہور شہر لودیکیہ اور ہراپلس دریائے لوکس کے دونوں کناروں پر آمنے سامنے آباد تھے۔ یہاں سے بارہ یا تیرہ میل اُوپر عین وہاں جہاں دو ندیاں آپس میں ملتی تھیں، دریائے لُوکس کے جنوبی کنارے پر کلسّے کا شہر آباد تھا۔ اور کیڈمس کے پہاڑ سے تین میل دُور ١٠٠١٣ فٹ کی بلندی پر واقع تھا۔ یہ شہر افسس سے مشرق کی طرف ایک سَو میل دُور اُس تجارتی شاہراہ پر تھا جو دریائے لُوکس پر سے گزرتی ہوئی ملک کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک اِفسس سے دریائے فرات کی وادی تک قطع کرتی تھی۔

کلسّے کا شہر تاریخی لحاظ سے وادیٔ لُوکس کا قدیم شہر تھا۔ جس کو ساتویں اور آٹھویں صدی کے دوران سراسانی حکومت و اہلِ مشرق، اہلِ اسلام، نے تباہ کر دیا اور شہر کو بھی نیست و نابود کر دیا۔ اب یہ جگہ غیر آباد ہے۔ مگر اِس کے کھنڈرات دریافت کئے جا چکے ہیں۔ جو مغرب میں آج کل ایشیاء کائنر کی کہلاتا ہے۔ اور ترکی کے شہر ڈینزلی DENIZLI کے مشرق کی طرف دس میل دُور ہے اِس کا محلِ وقوع مسٹر ہیملٹن نے دریافت کیا۔ جس میں کلیسیائی کھنڈرات، ایک بڑے مقبرہ کا سنگِ بنیاد اور قبرستان کے خاص شکل

کے پتھر ملے ہیں۔ زمانۂ وسطیٰ کے دوران اِس جگہ کا نام کونے پڑ گیا، اور اب کوناسس کہلاتا ہے۔

اہمیت :-

تاریخ اِس بات کی شاہد ہے کہ کلسے کا شہر تجارتی لحاظ سے اور اپنی شان و شوکت میں خاص اہمیت کا حامل تھا۔ یہاں کا بڑا کاروبار ایک خاص قسم کی اُون تھا جو غالباً ارغوانی رنگ کی ہوتی تھی، جس سے یہ جگہ مشہور تھی۔ پانچویں صدی قبل از مسیح میں ہیرودوتس کہتا ہے کہ "یہ ایک فروگیہ کا بہت بڑا شہر ہے"۔ اِس صدی کے شروع میں خینوفن بیان کرتا ہے کہ "یہ ایک وسیع دولت مند اور گنجان آباد شہر ہے"۔ ۴۸۱ ق م میں جب خیرکس نے یونان کے خلاف چڑھائی کی تو وہ اپنے لشکر کے ساتھ یہاں ٹھہرا۔ سائرس اصغر ۴۰۱ ق م میں یہاں سے روانہ ہوا۔ ایک جغرافیہ دان سٹرابو لکھتا ہے کہ "ابتدائی مسیحیت کے وقت یہ ایک چھوٹا سا شہر کہلاتا تھا"۔ نیز کلسے کا شہر پولُس رسول کے زمانے کی ابتدائی کلیسیائی کا جائے مقام تھا۔ یہاں پر مقدس پولُس کی تعلیم کو تیمتھیس کے ذریعے اور اپفراس کی کوشش سے پہنچایا گیا تھا۔ جو کلسے کا باشندہ تھا۔ بالخصوص یہاں کی مسیحی کلیسیا اپفراس کی محنت اور کوشش کا نتیجہ تھی۔ پولُس رسول نے نہ تو اس کلیسیا کی بنیاد رکھی اور نہ ہی کبھی خود وہاں گیا تھا۔ مگر اُس نے اپفراس سے کلیسیائی حالات معلوم کر کے کلسے کی کلیسیا کو خط لکھا۔

کلسے کا شہر وادیٔ لوقس کی کلیسیائی زندگی میں ایک خاص اہمیت رکھتا تھا۔ یہ ہراپلس سے تیرہ میل اور لودیکیہ سے دس میل دور تھا۔ اس کی تاریخ کا بڑا حصہ اِن دونوں شہروں سے وابستہ ہے۔ کیونکہ لودیکیہ کی کلیسیا دریائے لوقس کی وادی کی تمام کلیسیاؤں کی نمائندگی کرتی ہے (مکاشفہ ۱: ۱۱؛ ۳: ۱۴)

کیونکہ اِس کے ہمسایہ شہر اہمیت میں بڑھ گئے تھے اور اُن کی نسبت کلسے کی اہمیت کم تھی۔ گویا اِس کلیسیا کی تکمیلی اہمیت کی دلالت (کلسیوں ۴: ۱۲-۱۳؛ مکاشفہ ۱: ۱۱، ۳: ۱۴) سے واضح ہے۔

کلسے کی کلیسیا :-

کلسے کا شہر غیر قوم فروگین لوگوں کا آبائی وطن تھا (کلسیوں ۱: ۲۷)، مگر یہاں پر یونانی اور یہودی بھی آباد تھے۔ یہ ایک تجارتی جگہ تھی۔ اِس لئے یہاں کئی یونانی اور یہودی تاجر آکر آباد ہو گئے تھے۔ نیز قسطنطین اعظم نے اپنے زمانہ میں دو ہزار یہودی خاندان بابل اور مسوپتامیہ سے لا کر لدیہ اور فروگیہ میں آباد کئے۔ بدیں وجہ یہاں کے باشندوں کی مخلوط آبادی تھی۔

کلسے کا مذہب :-

یہاں کے لوگوں کا مذہب غیر واضح اور مبہم سا تھا۔ لوگ فرشتوں کی پرستش کرتے تھے۔ کیونکہ وُہ ان کو خدا اور انسان کے درمیانی سمجھتے تھے۔ فرشتوں میں سب سے بڑا دیوتا میکائیل کو مانا جاتا تھا جو کلسے شہر کا بچانے والا دیوتا کہلاتا تھا۔ اُن لوگوں میں یہ روایت مشہور تھی کہ میکائیل ایک بڑے طوفان کے وقت شہر کو بچانے کے لئے لوگوں پر ظاہر ہوا۔ طوفان کی زد سے شہر کو بچا لیا اور یہ اُن کا ایمان تھا۔

کلسے کی کلیسیا پر یہودی اُستادوں کا فطرتاً اثر تھا۔ کیونکہ تاجر لوگ ارغوانی رنگ کی اُون کی تجارت کے لئے آتے تھے اور کچھ یہودی تاجر وہاں پر ہی مستقل رہائش اختیار کر چکے تھے۔ نیز یہاں کے بہت سے مسیحی یہودیوں کے علاوہ غیر اقوام بھی تھے۔ فروگیہ کے رہنے والے وہمی اور متعصب تھے اور اُن میں کچھ یونانی تاجر بھی تھے۔ اس لئے فیلسوفی کے لبادے میں مذہبی

خیالات پیش کئے جاتے تھے۔ یہ سب یونانیوں کی طرح تحقیق اور بحث کے شائق تھے۔ (مقابلہ اعمال ۱۷: ۲۱) لیکن وہاں یہودی بھی تھے، جو دوسرے باشندوں پر بہت اثر رکھتے تھے۔ اِس لئے اِس مخلوط آبادی کے زیرِ اثر کلیسیائی زندگی میں مسیحی ایمان کو خطرہ لاحق ہوا، اور ایک خاص قسم کی بدعت کا آغاز ہو گیا، جس کی خبر اپفراس کے ذریعے مقدس پولس رسول تک پہنچی۔

کلسے کی بدعت :-

کلسیوں کے خط کا بنظرِ غائر مطالعہ کرنے سے اُن خطرات اور جھوٹے اُستادوں کی جھوٹی تعلیم کو معلوم کیا جا سکتا ہے، جن کے بارے میں کلسّے کی کلیسیا کو متنبہ کیا گیا ہے۔ بزرگ لائٹ فٹ بیان کرتا ہے کہ "پولس کی زبان میں جو کلسّے کی کلیسیا کو خطاب کیا گیا ہے۔ اِس میں درہم برہم کرنے والے دو عناصر کی موجودگی کا احساس ہوتا ہے۔

۱۔ یہودیت ۲۔ غناسطیت

جو اس معاشرے میں مسیحی ایمان کی پاکیزگی اور عمل کو دھمکی دیتے ہیں۔ یہ عناصر قابلِ امتیاز ہیں جو دونوں فریقین کی تعلیم میں پائے جاتے ہیں۔" یہودیت کے زیرِ اثر یہودی رسُوم کو لبندیت ماننے پر اصرار کیا جاتا تھا (کلسیوں ۲: ۱۶ - ۲۰)، یہودیت کے ساتھ اُس زمانہ کا فلسفہ جو حکمت، معرفت کا علم، بھید اور سمجھ پر مبنی تھا۔ لائٹ فٹ اِس کے بارے میں بتاتا ہے کہ یہ غلط تعلیم نذیری اور ربیانی فرقہ کی تھی، جو یہودی فرقہ تھا۔ یہ تعلیم عیسوی سے بیشتر فلسطین کے باہر عام تھی۔ دُوسری صدی کے مصنف یہ بدعت فلاسفروں کے سکول سے منسوب کرتے ہیں۔ یہ بدعت معرفت کا علم اور معموری (کلسیوں ۲: ۸)، فرشتوں کی عبادت (کلسیوں ۲: ۱۸)، جسمانی ریاضت اور بدن کی حقارت کی تعلیم (کلسیوں ۲: ۲۳) پر مشتمل تھی۔

یہ سب کچھ نو مریدوں کو "بھید" کے طور پر سکھایا جاتا تھا۔ (کلسیوں ۲: ۲۰، ۲۱) یہ تمام احکام ایک خاص قسم کی بدعت تھی جو غناسطیت تھی یہ بدعتی تعلیم پہلی صدی کے آخری ایام میں زوروں پر تھی۔ اِس سے پہلے بھی اس قسم کے نئے خیالات اور نئے نظریات دور دور تک پھیلے ہوئے تھے۔ اِس میں ایشیائے کوچک کے تمام مذاہب کے عناصر کو یکجا کیا گیا تھا۔ گویا اِس میں جادوگری رسُوم اور طریقِ ربل اور تحقیقِ کائنات کے بارے میں یہودی مذہب کے خیالات اور یونانی منطق سے حاصل کردہ عقائد کو مربوط و مخلوط کیا گیا تھا۔ پس پولس رسُول نے اِس بدعتی تعلیم کی اس طرح تردید کی کہ:-

۱۔ مسیح کی انجیل ہی میں حقیقی حکمت پائی جاتی ہے (کلسیوں ۲: ۲-۴)

۲۔ مسیح ہی اکیلا قابلِ قبول درمیانی ہے (کلسیوں ۱: ۱۵-۲۰)

۳۔ جسمانی ریاضت غلط اور بے سُود ہے (کلسیوں ۲: ۲۰-۲۳)

۴۔ تمام مسائل کا حل مسیح میں نئی زندگی ہے (کلسیوں ۳: ۱-۵)

۵۔ یہ خوشخبری چند برگزیدہ لوگوں کا "بھید" نہیں بلکہ عالمگیر ہے۔ (کلسیوں ۱: ۲۶ تا ۲۸، ۳: ۱۱)

خط کا مصنّف :-

خارجی ثبوت :-

خارجی شہادتیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ کلسیوں کے نام خط پولس رسُول ہی نے لکھا ہے۔ جدید علماء بھی اسی روایت پر اتفاق کرتے ہیں۔ قدیم مسیحی مصنّفین بھی اِس کی تائید کے حق میں ہیں۔ یعنی اگنیشیش، پولیکارپ اپنے خطوط میں اِس خط کا اقتباس کرتے ہیں (پولیکارپ ۱۰: ۱، کلسیوں ۱: ۲۳) جسٹن مارٹن اپنی کتاب "ڈائے لاگ" میں کلسیوں ۱: ۱۵) کو اقتباس کرتا ہے۔ مارشن اپنے "خطوط کے مجموعے" میں اِس خط کو پولس رسُول کا

خط بیان کرتا ہے۔ "مرٹورین فرگمینٹ" میں اس خط کو پولس کا خط بتایا گیا ہے۔ آئرینیس اپنی تصنیفات میں اس کو پولس کے خط کے نام سے اقتباس کرتا ہے۔ اسکندریہ کا کلیمنٹ، اوریجن اور ٹرٹولیئن بھی پولس کو ہی اس خط کا مصنف تسلیم کرتے ہیں۔

داخلی ثبوت :-

غناسطیت اور تنقیدی لوگوں کا اعتراض ہے کہ یہ پولس رسول کا خط نہیں۔ کیونکہ اس خط کا اسلوبِ تحریر اور اندازِ بیان نیز ذخیرۂ الفاظ پولس کے دوسرے خطوط سے مختلف ہے۔ اس خط میں ۳۴ الفاظ ایسے ہیں، جو نئے عہدنامہ کی دوسری کتابوں میں نہیں ملتے۔ یہ یقینی امر ہے، کہ پولس نے افسیوں اور کلسیوں کے خطوط ایک ہی وقت میں تحریر کئے تھے۔ اس حقیقت کو ان دونوں خطوط کی مشابہت سے سمجھا جا سکتا ہے۔ فلیمون کے خط کی صحت پر کسی شک کی گنجائش نہیں۔ اس لئے یہ کلسیوں کے خط کی صحت کا درست اور واضح ثبوت ہے۔ بالخصوص اس لئے کہ دونوں میں اُنیمس کا ذکر ہے۔ (کلسیوں ۴ : ۹، فلیمون ۱۰ آیت) اگر پولس نے یہ خطوط ایک ہی وقت میں تحریر نہ کئے ہوتے، جبکہ اُنیمس کلسے جا رہا تھا تو یہ ذکر بے محل اور بے ربط ہوتا۔ نیز اس خط کے نئے الفاظ اور طرزِ تحریر مختلف ہونے کی وجہ صرف نئے مسائل پر بحث ہے۔ نئے الفاظ اور محاورات جن کو اور خطوط میں استعمال کیا گیا۔ شاید اس میں اس لئے استعمال کئے گئے ہیں کہ یہ وہی الفاظ ہیں جو اپفراس نے کلسیوں کی تکلیف اور بدعت کو بیان کرتے ہوئے استعمال کئے تھے۔ مندرجہ بالا دلائل کی بناء پر یہ حقیقت قابلِ قبول ہے، کہ اس خط کا مصنف پولس رسول ہی ہے۔

حالات، جگہ اور سنِ تصنیف

حالات :-

اس خط کو سمجھنے کے لئے ان حالات کو جاننا نہایت ضروری ہے۔ جن حالات میں یہ خط تحریر ہوا۔ چونکہ خط کا پس منظر اور تحریر کا محرک حالات کی ترجمانی کرتا ہے۔ ایسے حالات یوں ہیں کہ کچھ کلیسیائیں ایسی تھیں، جن کے پاس پولس رسول خود کبھی نہ گیا تھا اور نہ ہی جسمانی طور پر ان کو جانتا تھا۔ مگر کسی نہ کسی وسیلہ اُس کی بشارت کی تعلیم سے کلیسیاؤں نے خداوند یسوع مسیح کو قبول کر کے کلیسیائی وجود کا ثبوت دیا۔ اور پولس ان کے متعلق سن کر خوش ہوتا، خداوند کا شکر بجا لاتا اور ان میں دلچسپی رکھتا تھا۔ جن میں سے ایک کلسے کی کلیسیا تھی جو افسس سے مشرق کی طرف ایک سو میل کے فاصلہ پر تھی۔ جب پولس افسس میں تھا تو لوگ اُس علاقے کے دوسرے شہروں سے افسس میں آتے جاتے تھے۔ ان میں سے کئی پولس کی بشارت کو سننے آتے تھے۔ اس حقیقت کو لوقا یوں بیان کرتا ہے کہ "پولس دو برس تک یہاں رہا۔ یہاں تک کہ آسیہ کے رہنے والوں کیا یہودی کیا یونانی سب نے خداوند کا کلام سنا۔" (اعمال ۱۹ : ۱۰) یہاں دور دور سے تاجر لوگ تجارت کے لئے، سیاح لوگ سیر و سیاحت کے لئے اور کئی ارتمس دیوی کے مندر میں پوجا کے لئے آتے تھے۔ بالخصوص سالانہ عید پر تو جمِ غفیر ہوتا تھا۔ کئی لوگ پولس کو سننے آتے تھے۔ ان میں سے کچھ مسیح پر ایمان لا کر بشارت کو اپنے ساتھ گھروں میں لے جاتے تھے۔ ایسے لوگوں میں سے کلسے کا رہنے والا اپفراس بھی تھا۔ (کلسیوں ۴ : ۱۲ - ۱۳) جس نے بعد میں اپنی

وفاداری اور دیانت داری کی بنا پر خادم کی حیثیت اختیار کی۔ پولس نے اُس کو کلسے میں مددگار کے طور پر بھیجا، جس نے کلسے میں انجیل کی منادی کی اور وہاں پر ایک کلیسیا قائم کی (کلسیوں ۱: ۷، ۴: ۱۲-۱۳، فلیمون ۲۳ آیت) نیز قیاس کیا جاتا ہے کہ کلسے کا ایک امیر آدمی فلیمون افسس میں پولس کی بشارت کو سن کر مسیح خداوند پر ایمان لے آیا۔ جس کے ساتھ پولس کے دوستانہ تعلقات استوار ہو گئے اور وہ اپنی تبدیلی کے وقت ایک سنجیدہ اور سرگرم مسیحی بن گیا۔ وہ دل سے مسیحی بھائیوں کی مدد کرتا تھا۔ اُس کا گھر مسیحی عبادت کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ (فلیمون ۲-۵ آیات) گویا کلسے میں مسیحی کلیسیا کا وجود قائم ہو چکا تھا۔

پولس کو افسس سے گئے ہوئے تقریباً پانچ سال گزر چکے تھے۔ اُس عرصے میں یہودی اُستادوں کا اور یونانی فلسفے کا کلیسیا پر کافی اثر ہو چکا تھا گویا اس مخلوط سے تاثرات میں ایک بدعت کا آغاز ہو گیا، جس میں مسیحی ایمان کی پاکیزگی اور سادگی کو سخت خطرہ لاحق ہوا۔ اندریں حالات اپفراس نے خود کو مقابلہ کرنے کے قابل نہ پا کر رسول سے صلاح و مشورہ کی ٹھانی۔ اس امدادی مشورہ کے لئے اپفراس کو پولس رسول کی تلاش میں رُوم جانا پڑا۔ کیونکہ پولس وہاں پر شاہی قیدی کی حیثیت سے نظر بند تھا۔ جہاں اُس نے اپنے یہودیہ والے مقدمہ کی اپیل شہنشاہ رُوم کے سامنے کی ہوئی تھی۔ مقدمہ کے فیصلہ کے انتظار میں اُس کو تقریباً دو سال ہونے والے تھے۔ اور اُس کو خداوند کے گھر کی امید میں اپنی رہائی کا یقین تھا۔ بے شک وہ شاہی پہرے میں ایک مکان میں محدود تھا۔ مگر اُس کو آزادی تھی کہ وہ اپنے عقیدت مندوں اور تمام ملنے والوں سے ہر وقت ملاقات کر سکتا تھا۔ اُن عقیدت مندوں میں سے وادیٔ لوقس کا مبشر اپفراس بھی رُوم میں پولس کے پاس جا پہنچا تا کہ اپنے

روحانی رہنما سے اپنی تکلیف کی حقیقت بیان کرے اور مدد کے لئے درخواست کرے۔ پس اُس نے اُس علاقے کی تمام کلیسیاؤں کی ترقی سے آگاہ کیا۔ مگر اُس کی کچھ باتیں حوصلہ افزائی کی تھیں، اور کچھ افسوسناک۔ کیونکہ کلسے میں جھوٹے اُستادوں کی جھوٹی تعلیم سے بہت اثر ہو رہا تھا جو تعلیم مسیح کی انجیل کے بالکل خلاف تھی۔ کیونکہ وہ تعلیم رُوحانی قید کے لئے مسیحی آزادی کو ترک کرتی تھی۔ کلسے کو خط لکھنے کا محرک یہی تھا۔ انہی مسائل کا جواب پولس نے مسیحی تعلیم میں دیا جو کلسیوں کے خط میں مندرج ہے۔ مندرجہ بالا حالات کی بنا پر پولس رسول نے کلسیوں کے نام خط لکھنے کا تہیہ کر لیا۔ لیکن چونکہ اپفراس خود بھی روم میں قید ہو گیا۔ اِس لئے پولس کو کلسیوں کے نام خط تخکس کے ہاتھ بھیجنا پڑا۔ جس کے ساتھ ایک نومرید اپنے مالک سے مفرور اُنیسمس بھی تھا، جو کلسے کو واپس اپنے آقا کے پاس جا رہا تھا (کلسیوں ۴: ۷-۹، فلیمون ۱۲ آیت)

جگہ اور سنِ تصنیف

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کلسیوں کے نام خط کہاں سے اور کب لکھا گیا اِس بحث میں ہم اُن ہم عصر خطوط کو بھی یاد کرتے ہیں۔ یعنی فلپیوں، اِفسیوں، کلسیوں اور فلیمون یہ چاروں خطوط اسیری کے خطوط کہلاتے ہیں جو ایک ہی جگہ سے اور وہاں کی اسیری کے دوران ہی مرقوم ہوئے ابتدائی شہادتیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ کلسیوں کا خط رُوم سے اور اُس اسیری کے دوران تحریر ہوا۔ جبکہ پولس رومی شہری ہونے کی حیثیت سے قیصر کے سامنے اپنے مقدمہ کی اپیل کئے ہوئے تھا۔ اور شاہی قیدی کے

طور پر روم میں نظر بند اور مقید تھا۔ کئی موجودہ عالم اپنے مدلّل بیان سے ثابت کرتے ہیں کہ پولس نے یہ خط روم کی اسیری میں سے نہیں لکھا بلکہ یا تو اُس نے قیصریہ کی اسیری میں سے لکھا یا افسس کی اسیری میں سے لکھا۔ پس خیال غالب ہے کہ مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر یہ خط روم سے اور روم کی اسیری کے دوران لکھا گیا۔ جب کہ وہ اپنے یہودیہ والے مقدمہ کی اپیل قیصر روم کے سامنے کئے ہوئے تھا۔ اس حقیقی اور بیّن ثبوت کو انیسمس کا قصہ واضح اور عیاں کرتا ہے، جس کے حق میں مندرجہ ذیل وجوہات قابلِ قبول ہو سکتی ہیں :۔

۱۔ مفرور غلام انیسمس قیصریہ کی طرف بھاگ کر یقینی طور پر اپنے آپ کو نہیں بچا سکتا تھا۔ وہاں سے اُس کے جلدی پکڑے جانے کا امکان تھا۔ کیونکہ جس نے اپنے مالک سے بھاگ جانے کی جرأت کی وہ باشعور بھی نظر آتا ہے (فلیمون ۱۳ آیت) تاکہ اپنے بچاؤ کی درست پناہ ڈھونڈے۔ جہاں اُس کے مالک کی پہنچ کم ہو۔ پھر قیصریہ کی قید میں رسُول کے ساتھ ملاقات نہایت مشکل تھی۔ کیونکہ پولس وہاں پر قیدخانہ میں تھا۔ جہاں عام آدمی اُس کو نہیں مل سکتا تھا۔ پھر اس طرح کا مفرور نفسیاتی طور پر ایسی جگہوں سے خود ہی رُوپوش رہتا ہے. پس رُوم کی اسیری ہی ان حالات کے لیئے ممکن ہے۔

۲۔ رُوم میں پولس کو اپنی رہائی کی یقینی توقع تھی۔ اس لیئے پولس فلیمون سے درخواست کرتا ہے کہ میرے ٹھہرنے کے لیئے جگہ تیار کرنا (فلیمون ۲۲ آیت) مگر قیصریہ میں پولس کو ایسی اُمید نہ تھی۔ تب ہی اُس نے قیصر کے سامنے اپنے مقدمہ کی اپیل (اعمال ۲۵ : ۱۱) لہٰذا پولس نے کلسیوں کے نام خط قیصریہ کی اسیری میں سے نہیں لکھا۔

۳۔ کچھ عالموں کا خیال ہے کہ پولس نے افسس کی اسیری میں سے یہ خط تحریر کیا۔ لیکن یہ بھی قابلِ قبول جگہ نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ مفرور غلام انیسمس افسس میں نہیں جا سکتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ افسس کلسے سے دُور نہیں تھا۔ کلسّے کے بہت سے لوگ افسس میں آتے جاتے تھے۔ اور اُس کے مالک فلیمون کی آمدورفت بھی وہاں پر عام تھی۔ اس لیئے مفرور غلام کے لیئے لازمی تھا کہ وہ کسی دُور جگہ میں بھاگ جائے۔ تاکہ وہ پکڑا نہ جا سکے۔ پس ظاہر ہے کہ افسس بھی اس خط کی جائے تحریر نہیں ہے.

پس مندرجہ بالا وجوہات کی بناء پر کلسیوں کے خط کی جائے تحریر رُوم ہی ایسی جگہ ہو سکتی ہے۔ جہاں خط کا مصنّف شاہی قیدی کی حیثیت سے تھا۔ بے شک شاہی قیدی کی بنا پر شاہی پہرے میں ایک مکان میں محدود تھا۔ پھر بھی اُس کے عقیدت مندوں اور ملنے والوں کو اُس سے ملاقات کی عام اجازت تھی۔ (اعمال ۲۸ : ۳۰ - ۳۱) ان حالات میں ہی اپفراس اُس کے پاس پہنچ سکتا تھا، اور اُس کو تمام حالات سے آگاہ کر سکتا تھا، جو وادیٔ لوکس کی کلیسیاؤں کے تھے۔ جس سے پولس رسُول کے دل میں کلسے کی کلیسیا کو خط لکھنے کی تحریک پیدا ہوئی اور انیسمس بھی اُس کو ایسی جگہ ہی مل سکتا تھا اور رسُول کی رفاقت میں زیادہ وقت رہ کر اپنے حالات کو بالتفصیل بیان کرتے اور رسُول سے مسیح کی انجیل سُن کر مسیح خداوند پر ایمان لانے کا موقع حاصل کر سکتا تھا۔ پس جس کو پولس رسُول نے مسیحی ایمان کی پروردہ شخصیت بنا کر فرمانبرداری، اور وفاداری کے زیور سے آراستہ کر کے اور قائل کر کے اس کے مالک فلیمون کے پاس ایک تحریری التماس کے ساتھ واپس بھیجا۔ کیونکہ یہ دونوں خطوط ایک ہی جگہ سے اور ایک ہی وقت میں لکھے گئے۔ جن ہر دو (کلسیوں اور فلیمون) میں انیسمس کا ذکر ہے۔ نیز ثابت ہُوا کہ کلسیوں کا خط روم میں اور رُوم کی اسیری میں سے ہی لکھا گیا تھا۔ جبکہ

پولُس قیصر کے سامنے اپنے یہودیہ والے مقدمہ کی اپیل کئے ہوئے تھا۔ اور کرائے کے گھر میں (اعمال ۲۵ : ۳۰) پہرہ دینے والے سپاہی کے ساتھ روم میں مقیم رہے۔ اس اسیری کے مطابق کلسیوں کے نام خط کا سنِ تصنیف ۶۱ء یا ۶۲ء ہو سکتا ہے مگر اکثریت ۶۲ء کے حق میں ہے۔

مقصد:-

اِس خط کا اصلی مقصد جھوٹی تعلیم سے بچاؤ اور اُس کا جواب تھا۔ نیز کلیسیا کی مسیحی ایمان میں صحیح راہنمائی اور مسیحی عملی زندگی کی تعمیر تھا۔ پولُس کا مقصد اِس خط کو لکھنے میں دو بنیادی وجوہات پر مبنی تھا۔

۱۔ مسیح کی ذات سے اور اُس کے کام سے روشناس کرانا تھا۔

۲۔ مسیح عملی زندگی کا صحیح تصوّر پیش کرنا تھا اور اُس پر عمل پیرا ہونے کے لئے صلاح و مشورہ دینا تھا۔ روحانی تقویّت کے لئے کلسّے کے مسیحی ایمان داروں کی مدد کرنا تھا اور اُن کو نئی مسیحی زندگی کا احساس دِلا کر اِردگرد کے ماحول سے آگاہ کرنا اور بیدار کرنا تھا تاکہ وہ اپنے مستقبل کی اُمید کو سمجھ سکیں، جان سکیں اور اُس کا یقین کر سکیں۔

پہلا باب

کلسیوں کے نام خط کی تفسیر

۱۔ القابی سلام:- (۱: ۱-۲)

مقدّس پولُس رسُول نے اپنے خطوط مرقوم کرتے وقت یونانی خطوط نویسی کے نمونہ کو اپنایا۔ رسُول کلسیوں کو خط لکھتے ہوئے پہلے باب کی پہلی دو آیات میں القابی سلام کے ساتھ مخاطب ہوتا ہے۔ اُس زمانہ میں خط لکھنے کا انداز ہی ایسا تھا کہ سب سے پہلے خط کا مصنف اپنے آپ کو متعارف کراتا تھا۔ پھر جن سے خطاب کیا جاتا ہے اُن کا اظہار، اُس کے بعد دُعائے خیر لکھی جاتی۔ یہ خطوط نویسی کا ایک قدیم یونانی طریقہ تھا۔ تاکہ شروع میں راقم اور مکتوب الیہ ایک دوسرے سے روشناس ہو جائیں اور مکتوب الیہ کو خط کا مضمون سمجھنے میں آسانی ہو۔ کیونکہ اظہارِ تعلق سے مقصد کا انکشاف ہو سکتا ہے۔ نیز پڑھتے اور سنتے وقت راقم کے اختیار اور عزت و تکریم کو ملحوظ خاطر رکھا جا سکتا ہے۔ اِس طرح راقم اور مکتوب الیہ میں ایک دوسرے کی قربت کا احساس پیدا ہوتا ہے جس سے یہ تحریری ملاقات سکون اور خوشی کا باعث بنتی ہے۔

۱۔ آیت:- "پولُس کی طرف سے جو خدا کی مرضی سے مسیح یسوع کا رسُول اور بھائی تیمتھیس کی طرف سے ؂

مسیح یسوع کا رسول

جونہی ہم اِس خط کو پڑھنا شروع کرتے ہیں۔ خط کے مصنف سے متعارف ہوتے ہیں۔ خط کا مصنف مقدس پولس رسول اپنے آپ کو متعارف کراتے ہوئے "مسیح یسوع کا رسول" کہتا ہے۔ یونانی زبان میں رسول کے لئے لفظ اپوستولوس ہے جس کا مطلب "بھیجا ہوا" ہے۔ وہ جس کے پاس کسی کا پیغام ہو۔ جو شخص پیغام دینے والے کے نزدیک بھروسہ کے قابل ہو۔ یعنی جو پیغام اس کو دیا گیا ہے وہ دیانتداری سے پہنچائے گا۔ بالخصوص رسول اُسی آدمی کو کہا جاتا ہے جس کو مسیح خداوند نے خود انجیل کی منادی کے لئے بھیجا ہو۔ پس پولس رسول اپنے رسولی عہدے کی یاد دہانی اس وقت سے کرتا ہے جب دمشق کی راہ پر زندہ مسیح اُس کو ملا۔ جس نے اُس کی زندگی سراپا بدل ڈالی۔ اس لئے یہ اُس کا فخر اور پہچان کی نشانی تھی۔ کہ وہ مسیح خداوند کی طرف سے بھیجا ہوا ہے۔ وہ اپنے اِس عہدے کو "خدا کی مرضی سے" بیان کرتا ہے۔ کچھ مفسروں کا خیال ہے کہ پولس ان القاب سے اپنا اختیار اُن پر جتاتا ہے جو اُس پر اعتراض کرتے تھے (گلتیوں ۱:۱) جیسا کہ اِس اختیار کو اُس نے دوسرے خطوط میں بھی استعمال کیا ہے (۱کرنتھیوں ۱:۱، ۲کرنتھیوں ۱:۱، افسیوں ۱:۱، کلسیوں ۱:۱) بزرگ لائٹ فٹ یوں بتاتا ہے کہ پولس کا مطلب خدا کی مرضی سے یہ تھا کہ "اپنی ذات سے دستبردار ہونا اور خدا کے مفت فضل کو مشتہر کرنا"۔ گویا پولس اپنے قلم کے ساتھ اپنے دل کی گہرائیوں کا گہرا احساس لکھتا ہے۔ متعارفی کلمے میں تیمتھیس کو جو مسیح کا غلام ہے اپنا شریکِ کار خیال کرتا ہے جو اکثر اُس کے ساتھ ہوتا تھا۔ یہ لسترا کا باشندہ تھا جس کا باپ یونانی اور ماں یہودی تھی جو کہ پولس کے پہلے مشنری سفر میں مسیحی بن گیا تھا۔

(اعمال ۱۴: ۶-۲۰)

۲۔ آیت: مسیح میں اُن مقدّس اور ایماندار بھائیوں کے نام جو کلسے میں ہیں ہمارے باپ خدا کی طرف سے تمہیں فضل اور اطمینان حاصل ہوتا رہے۔

مسیح میں مقدّس اور ایماندار بھائی

اُس کے بعد پولس اپنے قارئین سے مخاطب ہے گویا پولس صبر و شکر سے معمور ہو کر پاکیزہ القاب کے ساتھ ملقب ہوتا ہے۔ "مسیح میں مقدس اور ایماندار بھائیوں کے نام" نئے عہدنامہ میں "مقدّس" کے لئے یونانی زبان کا لفظ "ہاگیائس" ہے، جس کا مطلب ہے "علیحدہ کئے ہوئے، پاک اور خدا کے لئے مخصوص اور روحانی طور پر زندہ ہے" "ایماندار بھائی" جس سے مسیحی رفاقت اور شراکت مراد ہے۔ روح میں یگانگت اور خدا کے گھرانے کے لوگ (کلیسیا کے شرکاء) مراد ہے یہ ایمان میں برادری اور برادرانہ محبت خدا کے لئے مخصوص اور وفاداری کا ثبوت ہے۔ "مسیح میں" پولس کا یہ بڑا دل پسند محاورہ ہے۔ جس کا مطلب کلیسیا یعنی مسیح کے بدن میں ہوتے ہوئے مسیح کے ساتھ شراکت ہے۔ یہ ایک الٰہی قانون ہے، جس سے ایماندار مسیح پر ایمان کے وسیلے مسیح کا ہو جاتا ہے۔ یہ مسیحی زندگی کا فوق الفطرت بھید ہے۔ جس میں روحانی قوت، پاکیزگی، محبت اور خوشی پائی جاتی ہے "کلسے میں" یہ کلسے کے اِن لوگوں کے لئے ہے۔ جنہوں نے مسیح یسوع کے نام کا بپتسمہ لیا ہے، جتنے مسیح کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ نیز جنہوں نے مسیح یسوع کو اپنا خداوند اور نجات دہندہ قبول کر لیا ہے اور مسیحی ایمان میں ثابت قدم ہیں۔

دُعائے خیر

القابی کلمے کے بعد رسُول اپنے پڑھنے والوں کو دُعائے خیر کہتا ہے :۔ "ہمارے باپ خدا کی طرف سے تمہیں فضل اور اطمینان حاصل ہوتا رہے۔" پولُس کلسے کی کلیسیا پر مشتمل یونانی اور یہودی شرکاء کا لحاظ کرتے ہوئے احتراماً دو لفظ دعائے خیر کے طور پر استعمال کرتا ہے۔

۱۔ "فضل" جس کے لئے یونانی زبان کا لفظ (خارس) ہے ۔ جس کا مطلب ہمدردی اور مہربانی ہے جو غیر قوم کی زبان کا لفظ ہے۔ پولُس اس لفظ میں خدا کی عجیب مہربانی جو مسیح میں گنہ گاروں کے لئے ہے، بیان کرتا ہے۔

۲۔ "اطمینان" جس کے لئے یونانی لفظ (ایرینے) ہے ۔جس کا مطلب سکون اور سلامتی ہے۔ یہ مشرقی سلام کا لفظ ہے۔ پولُس کی زبان میں یہ اطمینان اُن کے لئے ہے جو مسیح کے ہیں "
(یوحنا ۱۴ : ۲۷)

"ہمارے باپ خدا کی طرف سے" جو مسیح یسوع کا باپ ہے۔ وہ مسیح میں ایمان داروں کا باپ ہے ۔کیونکہ مسیح میں ایمان دار خدا کے فرزند کہلاتے ہیں (یوحنا ۱ : ۱۲)

ایمان کے سبب مسیح میں نئی انسانیت پہن کر پاکیزہ محبت، اور تابعداری کا رشتہ ہمارے اور خدا باپ کے درمیان اُستوار ہوتا ہے۔ اس لئے پولُس کلسے کی کلیسیا کو ایک بڑے اور گہرے بھید کی نشاندہی اور یاد دہانی کراتے ہوئے ان دو آیات میں القابی سلام سے مخاطب ہوتا ہے۔

۲۔ شُکر گزاری

(۱ : ۳ - ۸)

مقدس پولُس رسُول یونانی خطوط نویسی کے اسلوب تحریر کو مدِنظر رکھتے ہوئے القابی سلام کے بعد "شکرگزاری" کے کلمات کا آغاز کرتا ہے۔ اِس حصہ میں رسُول کلسے کی کلیسیا کے یسوع مسیح پر ایمان محبت اور مستقبل کی اُمید کے لئے خدا باپ کا شکر گزار ہوتا ہے پولُس کو یہ اندازِ تحریر بہت پسند ہے۔ کیونکہ وہ شکرگزاری کے حصہ میں کلیسیا کے اوصاف اور خصائل کی تعریف کرتا ہُوا قدرتی طور پر اپنے مقصد کی طرف بڑھتا ہے۔ گویا اس حصے میں مصنف اپنے پڑھنے والوں کے لئے شُکر گزاری سے بھرا ہُوا دل خدا باپ کے سامنے پیش کرتا ہے۔ نیز کلسے کی کلیسیا کے لئے اپنے دل کی گہرائیوں سے نکلے ہوئے گہرے احساسات، جذبات اور خیالات کا اظہار کرتا ہے۔ اس شکرگزاری کے ہر لفظ میں اس کا گہرا اور پاکیزہ محبت اُس کے دل اور دماغ کی ترجمانی کرتی ہے۔ پس مقدس رسُول شکرگزاری کا یوُں آغاز کرتا ہے :۔

۳۔ آیت :۔

ہم تمہارے حق میں ہمیشہ دعا کر کے اپنے خداوند یسوع مسیح کے باپ یعنی خدا کا شکر کرتے ہیں "

اِس شُکر گزاری کی دُعا میں لفظ "ھم" صیغہ جمع متکلم ہی استعمال کرتے ہوئے رسُول اپنے ساتھ تیمتھیس کو شامل کرتا ہے جو خط لکھتے وقت اُس کے ساتھ تھا۔ کیونکہ وہ دونوں ایک ہی

روح میں خدا کے سامنے جھکے ہوئے ہیں" "تمہارے حق میں" یہ الفاظ اس حقیقت کا انکشاف ہیں کہ ایمان داروں کو مسیح یسوع میں حق حاصل ہے۔ کہ وہ ایک دوسرے کے لئے خدا سے دعا کر سکتے ہیں۔ اور اپنی دعاؤں میں دوسروں کو خدا کے حضور پیش کر سکتے ہیں۔

"خداوند یسوع مسیح کے باپ یعنی خدا کا" اس سے پولس یہ ظاہر کرتا ہے کہ ہم اُس خدا کا شکر کرتے ہیں جس کو خداوند یسوع مسیح نے ہم پر ظاہر کیا۔ نیز اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ ہماری رسائی مسیح کے وسیلے خدا باپ تک ہے۔ کیونکہ مسیح یسوع خدا کو اپنا باپ کہتا ہے۔ تو مسیح پر ایمان رکھتے ہوئے ہم یقین کرتے ہیں کہ وہ ہمارا بھی باپ ہے۔ اس ایمان میں ہم دلیری اور آزادی کے ساتھ خدا باپ کے پاس ہر وقت جا سکتے ہیں۔ رسُول خدا کے اس عالمگیر انتظام کے لئے بھی شکر کرتا ہے کہ خدا نے اپنے بیٹے مسیح یسوع کے وسیلے گنہگاروں کے ساتھ میل ملاپ کر لیا ہے۔

۴۔ آیت:-

کیونکہ ہم نے سنا ہے کہ مسیح یسوع پر تمہارا ایمان ہے۔ اور سب مقدس لوگوں سے محبت رکھتے ہو۔

اس آیت میں رسُول کلسے کی کلیسیا کی دو مسیحی خوبیوں کے لئے خدا کا شکر کرتا ہے۔

و۔ ایمان کے لئے

"مسیح یسوع پر تمہارا ایمان" پولس کو اپفراس سے کلسے کے

متعلق جو باتیں معلوم ہوئیں۔ اُن میں کچھ افسردگی کی تھیں اور کچھ ایسی تھیں جن سے اُس کا دل خوشی سے بھر گیا۔ جب کہ اُس نے سنا کہ اُن کا ایمان مسیح خداوند پر ہے۔ یہ بات رسُول کے لئے بے حد خوشی کا سبب بنی جو اُس کی محنت اور خدمت کا نتیجہ اور پھل تھا۔ مسیح یسوع پر ایمان سے مراد مسیحی زندگی میں مسیح خداوند کے وسیلے اَن دیکھی چیزوں کا یقین جو ایمان سے حاصل ہوں گی۔ (یوحنا ۳ : ۱۵، رومیوں ۳ : ۲۵) نیز خدا کی طرف دل سے راغب ہونا، اور روحانی زندگی میں پوری دلچسپی رکھنا، بالخصوص رسُول کا مطلب یہ ہے ایمان کے وسیلے مسیح کے ساتھ شراکت رکھنا اور اس کے اظہار کے لئے بھائیوں سے رفاقت اور شراکت رکھنا، کیونکہ یہ مسیحی زندگی کی بنیاد ہے۔ جس کے لئے رسُول کلسیوں کی تعریف کرتا ہے۔

ب:- محبت کے لئے

"اور سب مقدس لوگوں سے محبت رکھتے ہو" مقدس لوگوں کی تعریف القابی سلام میں کی جا چکی ہے۔ مگر رسُول یہاں پر ایک اور بڑی حقیقت کو عیاں کرتا ہے۔ جو ایمان کا عملی اظہار ہے۔ خدا کے لوگوں سے محبت کرنا خدا سے محبت کرنا ہے اور خدا کی محبت کو ثابت کرتا ہے کہ خدا محبت ہے (۱-یوحنا ۴ : ۸) جو مسیح یسوع کا باپ ہے، وہ مسیح میں ایمان کے وسیلے ہمارا بھی باپ ہے۔ اور ہم اُس کے بیٹے ہیں۔ جب ہم بیٹے ہیں تو ہم میں باپ کے خصائل اور عادات موجود ہونے چاہئیں۔ پس جب خدا محبت ہے۔ تو ہم ایک دوسروں

سے محبت رکھ کر اُس کی محبت کا عملی ثبوت پیش کرتے ہیں ، جس سے یہ جانا جاسکتا ہے کہ ہم واقعی خدا کے فرزند ہیں اور خدا ہم میں رہتا ہے نیز ایک دوسرے سے محبت رکھنا مسیح کے حکم کی تابع فرمانی ہے۔ (۱یوحنا ۳ : ۲۳) محبت اخلاقی تعلیم کا پہلو بھی ہے ۔ اور یہ مسیح یسوع پر ایمان کا پھل ہے ۔ اس لئے ایمان اور محبت ایک حقیقی سکے کے دو رخ ہیں جو دائمی ہیں۔ پس کلسے کی کلیسیا کے اِس وصف کو سن کر رسُول کو انتہائی خوشی ہوتی ہے اور خدا کا شکر کرتا ہے کہ خدا کے خاص کام کا یہ اثر اور نتیجہ ہے۔

۵۔ آیت :۔

اُس اُمید کی ہوئی چیز کے سبب سے جو تمہارے واسطے آسمان پر رکھی ہوئی ہے جس کا ذِکر تم اُس خوشخبری کے کلامِ حق میں سن چکے ہو۔

(ج) اُمید کے لئے

یہاں رسُول کلسے کے مسیحیوں کی اُمید کے لئے خدا کا شکر کرتا ہے جو انہوں نے انجیل سے حاصل کی ہے ۔ اور اُس پر قائم ہیں ۔ مسیحی زندگی جس کی بنیاد ایمان پر ہے وُہ ایک مستقبل کی روشن اُمید پر قائم اور دائم رہتی ہے ۔ مسیحی زندگی کی اُمید آنے والی زندگی کے لئے آسمان پر ہے ۔ جہاں ایماندار مسیح خداوند کے ساتھ اُس کی وراثت کے حصہ دار ہوں گے ۔ گویا ایمان ، اُمید اور محبت (۱کرنتھیوں ۱۳ : ۱۳) تینوں دائمی اور مسیح کی خوشخبری کا مفہوم ہیں ، جو سچائی کے کلام کے وسیلے کلسیوں تک پہنچ چکی ہے ۔ اِنہی اوصاف کی بنا پر ہم خداوند مسیح کے

بدن کے زندہ اعضا بن سکتے ہیں ۔ مصنف اپنے پڑھنے والوں کو وہی خوشخبری یاد دلاتا ہے ۔ جس کی وُہ تعلیم پا چکے ہیں ۔ کیونکہ وُہ اپفراس کی دی ہوئی انجیلی تعلیم کی پورے بھروسے اور اعتماد کے ساتھ تائید کرتا ہے ۔ انجیل کی تعلیم یعنی خداوند یسوع مسیح کی خوشخبری جو گنہگاروں کی نجات کے لئے خدا کا مقررہ انتظام ہے ۔ خدا کا کامل مکاشفہ اور زندہ کلامِ حق جس پر وُہ ایمان لائے ہیں (فلپیوں ۱ : ۲۷)

۶۔ آیت :۔

جو تمہارے پاس پہنچی ہے ، جیسے سارے جہان میں بھی پھل دیتی اور ترقی کرتی جاتی ہے ۔ چنانچہ جس دِن سے تم نے اُس کو سُنا اور خدا کے فضل کو سچے طور پر پہچانا ، تم میں بھی ایسا ہی ترقی کرتی ہے۔

رسُول اُن کو یاد دِلاتا ہے کہ جس طرح تمہارے درمیان یہ خوشخبری پھلدار ہوئی ہے ، اسی طرح ساری دنیا میں پھلدار ثابت ہو رہی ہے۔ جہاں کہیں بھی یہ سنائی گئی ہے ۔ کیونکہ پولُس رسُول اُس وقت کی عالمگیر رومی حکومت میں دُور دراز یہ خوشخبری سُنا چکا تھا ۔ کلیسیائیں قائم ہو چکی تھیں ۔ جس کے عالمگیر پھل سے رسُول کا دِل اطمینان اور خوشی سے معمُور تھا ۔ گویا پولُس کے نزدیک یہ خوشخبری کے کلام کی خاصیت ہے کہ وُہ ہمیشہ ترقی کرتی اور بڑھتی ہے ۔ یہ خوشخبری مسیحی زندگی کا معمار ہے ، جس کے ذریعے مسیح میں نئی زندگی کی تعمیر ہوتی ہے ۔ یہ وہ حقیقی نُور ہے ، جس میں ذرہ بھر بھی تاریکی نہیں اور جس میں چلتے ہوئے انسان کے لئے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہ سکتی ۔ یہ خوشخبری ہمارے اندرون کا ایک آئینہ ہے جس میں دِلوں اور گردوں کو جانچا جا سکتا ہے ۔ یہ خوشخبری زندگی کا ایک پیمانہ ہے جس سے حقیقی مسیحی زندگی ناپی اور

تولی جا سکتی ہے جیسے بیلشضر کسدیوں کے بادشاہ کو ناپا اور تولا گیا "منے منے تقیل وفرسین" (دانی ایل ۵ : ۲۷) خدا تک رسائی رکھنے اور نیا مخلوق بننے کے لئے یہ وہ اکسیر ہے جس سے انسانی زندگیاں یکسر بدل جاتی ہیں۔ جو پولس رسول کا اپنا شخصی تجربہ ہے۔ یہ وہ خوشخبری ہے جس سے خدا کی مفت بخشش کی پہچان اور احساس ہوتا ہے۔ نیز مسیح کی خوشخبری میں ایمان، امید اور محبت تینوں دائمی اور مرکزی حقائق ہیں۔ جن کی تعلیم پولس کے دوسرے خطوط میں بھی واضح اور صاف ہے (رومیوں ۵ : ۱-۵، افسیوں ۲ : ۴-۵، گلتیوں ۵ : ۵-۶، ۱ تھسلنیکیوں ۱ : ۳، ۵ : ۸، عبرانیوں ۶ : ۱۰-۱۲)

۷۔ آیت :-

اُس کی تعلیم تم نے ہمارے عزیز ہم خدمت اپفراس سے پائی جو
ہمارے لئے مسیح کا دیانتدار خادم ہے ۔

اپفراس کی خدمت

مقدس رسول اپفراس کی خدمت کے لئے خدا باپ کا شکر گزار ہوتے ہوئے کلسے کی کلیسیا کو یاد دلاتا ہے کہ مسیح کی انجیل کو اُن تک پہنچانے والا اپفراس ہی ہے، جو رسول کی مانند خداوند یسوع مسیح کا غلام ہے۔ جس نے پوری وفاداری کے ساتھ مسیح کا پیغام اُن تک پہنچایا۔ گویا کلسے کی کلیسیا پولس کی نگاہ میں خداوند یسوع مسیح کی محبت اور اس کے خادم کی وفاداری کا ثبوت ہے۔ مسیح نے بڑی محبت کے تحت اس کلیسیا کو اپنا وفادار خادم دیا۔ جو اپنے کام اور خدمت میں دیانتدار نوکر تھا۔ رسول کلسے کے خادم اپفراس کی دیانتدارانہ خدمت کی داد

دے کر اور اس کی محنت کو یاد کر کے کلسے کی کلیسیا کی نگاہوں میں اپفراس کی قدر و قیمت اور عزت و وقار بڑھا رہا ہے۔ تاکہ وہ بھی خدا کے اس انتظام کے لئے دل سے شکرگزار ہوں۔ خدا اپنا پیغام ہم تک پہنچانے کے لئے جو ذرائع اور وسائل استعمال کرتا ہے یہ اس کی عین شفقت اور محبت کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ وہ چاہتا ہے کہ گناہ گار توبہ کرے، اور نجات پائے۔ پس ہم کو خدا کا دل سے شکرگزار ہونا چاہیئے۔ ان تمام مواقعوں کے لئے جو وہ اپنا پیغام ہم تک پہنچانے کی خاطر مہیا کرتا ہے۔ تاکہ اس کی روشنی میں چلیں۔

۸۔ آیت :-

اُسی نے تمہاری محبت کو جو روح میں ہے۔ ہم پر ظاہر کیا ۔

کیونکہ پولس رسول کو اپفراس سے ہی اُن کی موجودہ حالت معلوم ہوئی اس نے ان کی آپس کی محبت کے بارے میں بتایا جو اُن کی زندگیوں میں موجود تھی۔ رسول اس حقیقت کو اُن پر واضح کرنا چاہتا ہے کہ یہ محبت محض انسانی جذبہ نہیں ہے، بلکہ یہ پاک روح کی عملی شہادت ہے، جو اُن میں کام کرتا ہے، اور خدا کی محبت کو اُن کی زندگیوں میں مہیا کرتا تھا۔ اُن کی آپس کی محبت رسول کی دانست میں روح کا پھل ہے (کلسیوں ۱ : ۸) گویا مصنف کے نزدیک یہ ایک بڑی روحانی بخشش ہے (۲ کرنتھیوں ۱۳ : ۱۴) پس رسول نے اس خط میں اِن آیات کے ذریعے دنیا کے ہر مسیحی کے لئے شکرگزاری کا بہترین عملی نمونہ پیش کیا۔ آج ہمارے لئے یہ پیغام ہے کہ اس کو اپنائیں اور عملی زندگی سے ثابت کریں اور خداوند کے فضل اور محبت کے لئے جو اُس کے بیٹے ہمارے خداوند یسوع مسیح میں ہم سے ہے، خدا کے شکرگزار ہوں۔

۳- دُعا (مناجات)

(۹-۱۴)

مقدّس پولُس رسُول کلسے کی کلیسیا کی روحانی حالت پر اپنی خوشی کا اظہار کر چکا ہے۔ وہ خبر جو اُس نے اِپفراس سے اُن کے ایمان، اُمید اور محبت کے متعلق سُنی۔ اُس سے رسُول کا دِل اور دماغ اس بات کی طرف متوجہ ہے۔ کہ روحانی ترقی کے ذرائع اور وسائل خداوند کے پیدا کئے ہوئے ہیں، جو اُن کی مسیحی زندگی کو خوش گوار اور پھل دار بنا رہے ہیں۔ مقدس پولُس اُن کے لئے شکر گزاری سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ خدا کے سامنے اُسی وقت جُھک جاتا ہے اور اپنی دُعا میں خداوند سے اُن کے لئے مدد مانگتا ہے۔ ان خطرات کو یاد کرتے ہوئے جو جھوٹے اُستادوں کی جھوٹی تعلیم سے پیدا ہو رہے تھے۔ اور جن کا انہوں نے مسیحی ایمان میں مقابلہ کرنا تھا۔ پس رسُول اُن کو اپنی روزانہ دعاؤں میں یاد کرتا ہے۔ سو اِن آیات میں مرقوم دُعا سفارشی مناجات کی صورت میں ہے۔ نیز رسُول کے گہرے احساس سے معمور ہر مسیحی کے لئے یہ ایک مثالی دُعا ہے جو یہ جاننے اور سیکھنے کا متمنی ہے کہ دوسروں کے لئے کیا اور کیسے دُعا کی جائے؛ تب یہ آیات اُس کی راہنمائی کے لئے کافی ہیں۔ اِس دُعا میں مقدّس رسُول کلسیوں کے لئے تین آسمانی نعمتیں مانگتا ہے۔ جن کا ہونا ہر زندہ مسیحی کلیسیا کے پاس لازمی ہے۔

(ا)۔ خدا کی مرضی کا علم جو ہمارے ٹھیک مسیحی کردار کے لئے واحد حکمت

ہے (۹-۱۰ آیات)۔

(ب) مسیحی دوڑ دوڑنے کے لئے الٰہی قوت کا لباس (۱۱ آیت)

(ج) اور شکر گزاری کی روح خدا کی اُس محبت کے لئے جو مسیح یسوع میں ہمارے ساتھ ہے۔ (۱۲-۱۴ آیات)

ا- خداکی مرضی کا عِلم

(۹-۱۰ آیات)

۹- آیت :-

اِسی لئے جس دن سے یہ سُنا ہے، ہم بھی تمہارے واسطے یہ دُعا کرنے اور درخواست کرنے سے باز نہیں آتے کہ تم کمال روحانی حکمت اور سمجھ کے ساتھ اس کی مرضی کے علم سے معمور ہو جاؤ۔

جب پولُس نے اِپفراس سے بدعتی تعلیم کے بڑھتے ہوئے خطرے کو سُنا اور محسوس کیا تو اس گہرے احساس کے بڑے بوجھ سے رسُولِ خدا سے دُعا کرتا ہے۔ رسُول کی دعا کا محرک ایک بہت بڑا بوجھ تھا۔ جس کو حسبِ معمول اپنی روزانہ دُعاؤں میں خدا کے حضور پیش کرتا ہے (افسیوں ۱: ۱۶، اعمال ۲۰: ۳۱) وہ بوجھ کلسے کی کلیسیا کی روحانی تنزّلی تھی۔ کیونکہ جھوٹے اُستادوں کی تعلیم نے خطرات اُن کے سر پر منڈلا رہے تھے، جن سے مسیحی ایمان میں ایک کھوکھلا پن پیدا ہو رہا تھا۔ اُن کی روحانی حالت، روحانی تنزّلی کی طرف تیزی سے بڑھ رہی تھی۔ اور انہوں نے اپنی روحانی زندگی کو ایک

راستے پر گامزن کر لیا تھا۔ کیونکہ وہ پاکیزگی کا اظہار۔ مسیح کا کام اور خدا کی مرضی کے متعلق غلط تصور میں ڈھالے جا رہے تھے۔ ایسے موقع کی بڑی ضرورت کے مطابق پولس اپنی دعا میں کلسیوں کی روحانی ترقی کے واسطے روحانی حکمت کے لئے خدا سے درخواست کرتا ہے۔ "کہ تم کمال روحانی حکمت اور سمجھ کے ساتھ اس کی مرضی کے علم سے معمور ہو جاؤ۔" کیونکہ اس نازک مرحلے پر ان کو آسمانی حکمت کی نہایت ضرورت تھی۔ جس کا ذکر مقدس یعقوب اپنے خط میں بیان کرتا ہے۔ یعنی پاک۔ ملنسار، حلیم اور تربیت پذیر، رحم اور اچھے پھلوں سے لدی ہوئی بے طرف دار اور بے ریا (یعقوب ۳: ۱۷)
اس حکمت کی خواہش کے اظہار سے رسول ایک گہرے احساس کے ساتھ اپنے ضمیر کی آواز سے ایک بڑی حقیقت کا انکشاف کر رہا ہے۔ کہ ہم اپنی زندگی کو انسانی حکمت اور خدا کی قوت سے خداوند کے لائق نہیں بنا سکتے۔ جب تک ہم روحانی حکمت اور خدا کی قوت سے ملبس نہ کئے جائیں۔ کیونکہ انسانی فطرت اور انسانی کوشش ناکافی اور نااہل ہے۔ اس لئے رسول کی خواہش ہے کہ کلسے کی کلیسیا کے شرکاء اپنے لئے پاک روح کی راہنمائی میں سوچیں (اکرنتھیوں ۲: ۱۰، افسیوں ۴: ۱۴)، خدا کو جاننا اور سمجھنا ہی اس کی مرضی کا علم ہے۔ خدا کی مرضی کے علم سے ہی انسانی کردار کی اخلاقی اور معاشرتی تعمیر ہو سکتی ہے۔ خدا کی مرضی محبت پر مبنی ہے۔ کیونکہ خدا محبت ہے (۱ یوحنا ۴: ۸) اور خدا کا خوف علم کا شروع ہے (امثال ۱: ۷)۔

۱۰۔ آیت:۔

تاکہ تمہارا چال چلن خداوند کے لائق ہو اور اس کو ہر طرح سے پسند آئے اور تم میں ہر طرح کے نیک کام کا پھل لگے اور

چال چلن کے لئے دعا

مقدس رسول کی دعا ہے کہ "تمہارا چال چلن خداوند کے لائق ہو" اس کا مطلب یہ ہے کہ مالک کی پوری تابعداری اور وفاداری ہو۔ گویا عملی فرمانبرداری جب کہ خداوند یسوع مسیح بادشاہ کی حیثیت سے تمام مخلوقات کا محافظ اور حکمران ہے۔ اس لئے سب کے لئے اس کی مرضی ایک آئین ہے۔ جس پر باقاعدگی سے عمل کرنا ہر ایک ایماندار کا فرضِ اولین ہے۔ پس ہمیں چاہیئے کہ اپنے مالک خداوند یسوع مسیح کے حکم مطابق اپنی روحانی زندگی گزاریں۔ نیز ہماری مرضی ہمارے خیالوں اور ارادوں کا مالک وہی ہونا چاہیئے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ فرمانبرداری مالک کی پسندیدگی ہے۔ ہر طرح سے اور ہر بات میں مالک کے تابع رہنا نوکر کی خوشنودی اور آزادی ہے۔ جبکہ ہم اپنی زندگی کی تمام استعدادیں اور صلاحیتیں خداوند اپنے خدا کو سونپ دیتے ہیں۔ تو نہ صرف وہ ہمیں پسند کرتا ہے اور خوش ہوتا ہے۔ بلکہ ہماری خوشی اور پسندیدگی کو بھی برقرار رکھتا ہے۔
رسول کی یہ بھی دعا ہے کہ "تم میں ہر طرح کے نیک کام کا پھل لگے۔" انسان کی کمزور اور بگڑی ہوئی فطرت میں نیک کام کرنے کی صلاحیت تو پائی جاتی ہے۔ مگر اس کا پھل دار ہونا اور مسلسل رہنا ناممکن ہے۔ یہ بات عام مشاہدہ میں آ چکی ہے۔ نیکی کر کے بعد میں پچھتائے

یا اُس کو دوبارہ کرنے پر آمادہ نہ ہو۔ ایسی نیکی پھل دار نہیں ہو سکتی۔ پس مسیحی فرمان برداری سیکھ کر اپنی خودی اور بگڑی ہوئی فطرت کو مسیح کے ساتھ مصلوب کرتا ہے۔ مسیح میں زندہ ہو کر مسیح کو پہننا ہے جو پاک رُوح کی قوّت سے پھلدار بنا سکتا ہے۔ یعنی جن کا م لیا سے خدا کو خوشی اور تسلّی ہو سکتی ہے۔ رسُول اپنے شخصی تجربہ کی بنا پر اُن کے لئے الٰہی قوّت (پاک رُوح) کی خدا سے درخواست کرتا ہے۔ کہ اُن کی ترقی عملی بھلائی میں اور خدا کی پہچان میں صرف پاک رُوح کی مدد سے ہی ممکن ہے۔ اِس قوّت کے بغیر نہ تو نیک کام ہی بن پڑتے ہیں اور نہ ہی پھلدار ہو سکتے ہیں۔ خدا کے حقیقی علم کو جو خداوند یسوع مسیح ہے، جاننا یعنی اُس کے زندگی بخش مکاشفہ کو سمجھنا پاک رُوح کے بغیر ناممکن ہے۔ جب تک خدا کو نہ جانیں۔ کیونکہ خدا کو جاننا ہی ابدی زندگی ہے (یوحنا ۱۷: ۳) اور اُس کے حقیقی مکاشفے کو نہیں سمجھ سکتے جو اُس کی حقیقی مرضی ہے۔ خدا کی مرضی کو جاننے اور سمجھنے کے لئے تابعداری اور وفاداری کی روح ہونا لازمی اَمر ہے۔

(ب) عملی زندگی کے لئے الٰہی قوّت

۱۱- آیت :-

اور اُس کے جلال کی قدرت کے موافق ہر طرح کی قوّت سے قوی ہوتے جاؤ تاکہ خوشی کے ساتھ ہر صورت سے صبر اور تحمّل کر سکو۔

رسُول اپنی دعائیہ التماس میں "جلال کی قدرت" کا ذکر کرتا ہے

جو الٰہی قوّت کا منبع ہے۔ انجیل مقدس کی رُو سے جلال وُہ روشنی ہے۔ جس میں خدا رہتا ہے۔ اس کی پاکیزگی کی روشنی جو اُس سے منعکس ہوتی ہے۔ اِس لئے ایمان دار میں پاک رُوح کے وسیلے یہ خدا کی قوّت ہے جو اُس کی اپنی نہیں مگر اس میں کام کرتی ہے۔ اور یہی روحانی قوّت کا ایک پوشیدہ وسیلہ ہے، جو اُس کو روحانی ہونے اور روحانی طور پر قوی ہونے میں مدد دیتی ہے۔ اس قوّت سے ہی ایمان دار کو اپنی خودی پر اور ہر طرح کی کمزوری پر غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ اور وُہ خدا کی مرضی کے لئے فرمان برداری کا اہل بن جاتا ہے۔ جس کا پھل "خوشی کے ساتھ ہر صورت سے صبر اور تحمّل ہے۔" صبر کے لئے یونانی لفظ (ہوپوموینی)، جس کا مطلب ہے ثابت قدم۔ مستقل مزاج، بڑے استقلال کے ساتھ یکساں رہنے والا نیز یہ شہیدوں کی خوبی ہے۔ ایمان، اُمید اور محبّت کی راہ میں رُوح کی برداشت اور صبر ہے۔ یعنی بغیر کسی بڑبڑاہٹ کے سب کچھ سہنا ہے (متی ۱۰: ۲۲؛ لوقا ۸: ۱۵؛ رومیوں ۲: ۷؛ عبرانی ۱۲: ۱) "تحمّل" کے لئے یونانی زبان کا لفظ (مکروتھومیان)، جس کا مطلب ہے۔ صبر سے برداشت کرنا۔ گویا مسیح خداوند جیسی برداشت جس نے صلیبی موت گوارا کی اور گناہ گاروں کی زندگیوں میں وُہ اپنا تحمّل ظاہر کرتا ہے۔ (۱۔تیمتھیس ۱: ۱۶)، پولُس رسُول ان لفظوں کے استعمال سے اپنی دعا میں ایک بڑی ضرورت کی خواہش کر رہا ہے۔ جو مسیحی زندگی کو عملی جامہ پہنانے کے لئے نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ رسُول جانتا ہے کہ کلسیوں کو اس نازک مرحلے پر اس قوّت کی بڑی ضرورت ہے۔ تاکہ وُہ ہر حال میں اپنے خداوند یسوع مسیح پر کامل بھروسہ اور یقین رکھیں اور وُہ ہمارا مالک اور

منصف ہے۔ تاکہ دُکھ اور مصیبت کو وقتی اور عارضی جان کر مستقبل کی خوشی کے منتظر رہیں۔ اس سے ہی مسیح کی پیروی اور مسیحی عملی زندگی پھل دار ہو سکتی ہے، جس میں ہر مسیحی ایمان دار مسیح کی دوسری آمد کے انتظار میں اپنی عملی وفاداری کا ثبوت پیش کرتا ہے۔

۱۲- آیت:-

اور باپ کا شکر کرتے رہو، جس نے ہم کو اس لائق کیا کہ نور میں مقدسوں کے ساتھ میراث کا حصّہ پائیں۔

(ج) خدا کی محبّت کے لئے شکر گزاری کی روح

عملی زندگی کے لیے الٰہی قوّت مانگنے کے بعد رسُول دعا میں خدا سے التماس کرتا ہے کہ اُن میں شکر گزاری کی رُوح پیدا ہو" اور باپ کا شکر کرتے رہو۔"

رسُول کی دانست میں شکر گزاری مسیحی زندگی کی نمایاں خوبی اور عظیم نشان ہے، جس سے مسیحی لوگوں کی پہچان ہوتی ہے۔ پس رسُول چاہتا ہے کہ کلیسیا کی کلیسیا بالخصوص کرے کہ خدا نے اُن کے لئے نجات کا ایک بڑا کام کیا ہے۔ جس کا احساس ہر مسیحی میں ہونا چاہیئے۔ نجات مسیح میں نئی زندگی ہے، جو خدا کا عجیب معجزہ ہے اس نئی زندگی میں ہر حقیقی مسیحی ہمیشہ اپنے سامنے ایک روشن امید رکھتا ہے۔ اِن ہی حقائق کی بنا پر پولُس اُن کو اور ہمیں یاد دلاتا ہے کہ ہم باپ کا شکر کریں، جس نے ہم کو اس نجات بخش کام کے ذریعے اپنی مفت بخشش کے وسیلے اپنے خاندان میں فرزندوں کی حیثیت

بخشی ہے۔ جو اُس کے بیٹے ہمارے خداوند یسوع مسیح پر ایمان لانے سے ہم کو حاصل ہوتی ہے۔ (یوحنا ۱: ۱۲) اب ہم ایمان کے وسیلے خدا باپ کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ (۱ پطرس ۲: ۹) پس اس لائق ہم کو خدا نے بنایا ہے تاکہ ہم "نور میں مقدسوں کے ساتھ میراث کا حصّہ پائیں۔" یہاں نور سے مراد آسمانی دنیا ہے، جو ایک نورانی سلطنت ہے۔ جہاں پر خدا کی پاکیزگی اور راستبازی مقیم ہے جس میں مسیح کے لوگوں کے لئے جگہ رکھی گئی ہے (یوحنا ۱۴: ۱-۳) جنہوں نے مسیح کے خون میں اپنے جامے دھوئے ہیں اور جو ایمان کے وسیلے مسیح میں مقدس کئے گئے ہیں۔ وہ اُس نورانی وراثت کے حق دار ہیں جو خدا کے بیٹے مسیح کی ہے "وراثت" کا لفظ زمین پر حق کے طور پر قابض ہونے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ جو رُومی حکومت اپنے تجربہ کار سپاہیوں کو اُن کی فتح مندی اور کامیابی کے لحاظ سے لڑائی کے دنوں کے خاتمہ پر دیتی تھی۔ اسی طرح بادشاہوں کا بادشاہ اُن کو جو روحانی جنگ کامیابی کے ساتھ ختم کریں گے، نورانی وراثت دے گا جو خدا کی حضوری ہے۔ جہاں تک کسی کی رسائی نہیں ہو سکتی، نہ اُسے کسی انسان نے دیکھا، اور نہ دیکھ سکتا ہے۔

(۱ تیمتھیس ۶: ۱۶)

۱۳- آیت:-

اُسی نے ہم کو تاریکی کے قبضہ سے چھڑا کر اپنے عزیز بیٹے کی بادشاہی میں داخل کیا۔

یہاں پر رسُول شکر گزار ہونے کے لئے ایک بڑی حقیقت کو عیاں

کرتے ہوئے یاد دلاتا ہے کہ ہم تاریکی کی بادشاہت میں رہتے تھے، یعنی گناہ ہم پر حکومت کرتا تھا، اور ہم نے شیطان کے قبضے میں بدی کی

زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ ہم اس قدر مجبور اور بے بس تھے کہ ہماری رہائی اپنی طاقت اور کوشش سے ناممکن تھی۔ پس خدا ہی نے ہم کو اس تاریکی کے قبضہ سے چھڑایا۔ گویا ہم کو کمزور اور بگڑی ہوئی فطرت سے خلاصی بخشی جو ہمیں موت کی طرف لے جا رہی تھی۔ خدا کے بیٹے نے اپنی موت میں موت کو موت کے حوالے کر دیا۔ اور ہم کو زندگی کا مژدہ دیا۔ نیز ہم کو زندہ اور نئی فطرت عطا کی، جو گناہ پر غالب آسکے۔ یہ ہماری مخلصی کا کام خدا نے اپنے بیٹے میں پورا کیا۔ گناہ آلودہ جسم کو موت کے حوالہ کر دیا گیا۔ تاکہ ہم پر آئندہ کو گناہ حکومت نہ کرے اور تاریکی کے قبضہ میں نہ رہیں (۱ کرنتھیوں ۱۵: ۵۵-۵۶) نہ صرف ہمیں آزادی کیا بلکہ" اپنے عزیز بیٹے کی بادشاہی میں داخل کیا۔ جو دنیا کی بادشاہت سے بالکل فرق ہے، جس میں سلامتی، آزادی اور خوشی ہے، جو فتح مند یسوع اور یسوع کے فاتح لوگوں کی بادشاہت ہے۔ جہاں پر راستبازی اور پاکیزگی کا جھنڈا لہراتا ہے۔ خداوند یسوع مسیح اس بادشاہت کا بادشاہ ہے، جو سب طاقتوں پر غالب آیا ہے۔ وہ بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند ہے (مکاشفہ ۱: ۵، ۱ تیمتھیس ۶: ۱۵) اور ہم اُس کی بادشاہت کے لوگ ہیں۔ پس مسیح خداوند جو نہ صرف ہماری وراثت کا محافظ ہے؛ بلکہ ہمارا بھی مالک اور محافظ ہے۔

۱۴۔ آیت:-

جس میں ہم کو مخلصی یعنی گناہوں کی معافی حاصل ہے۔
مسیح خداوند کی بادشاہت چھڑاتے ہوئے یعنی مخلصی یافتہ لوگوں کی بادشاہت ہے، جن کی قیمت ادا کی گئی ہے۔ خدا نے اپنے پیارے

بیٹے کا قیمتی خون دے کر ہم کو خریدا ہے۔ خدا نے موسیٰ کے وقت بنی اسرائیل کو غلامی سے چھڑایا۔ اس کے بعد بابل کی اسیری سے رہائی بخشی، مگر مسیح کے ذریعے وہ حقیقی اور روحانی مخلصی تھی۔ جس کی منتظر خدا کی قوم تھی۔ یعنی خدا نے گناہوں کی معافی بخشی۔ کیونکہ گناہوں کی غلامی ہم کو خدا سے دور رکھتی تھی۔ ہم گناہ کی قید میں ہر طرح کے دُکھ اور مصیبت میں گراہ رہتے تھے۔ ہماری روحیں جن کی اصل خدا کی حضوری ہے۔ ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپ رہی تھیں۔ خدا جو ہمارا باپ ہے اور بنی نوع انسان سے محبت رکھتا ہے۔ اُس نے اپنی محبت کے اظہار میں اپنے بیٹے کو بھیجا۔ تاکہ ہم بچ جائیں (یوحنا ۳: ۱۶) خدا کی محبت کی خوبی یوں ظاہر ہوئی، کہ جب ہم گناہ گار ہی تھے۔ تو مسیح ہماری خاطر مؤا (رومیوں ۵: ۸) گناہ آلودہ فطرت کو موت کے حوالے کر کے ہم کو مخلصی بخشی۔ کیونکہ موت کا ڈنک گناہ ہے اور گناہ کا زور شریعت ہے اور اس گناہ کے مرنے سے ہم آزاد ہو گئے (۱ کرنتھیوں ۱۵: ۵۵-۵۶) خدا نے اپنی محبت کے ثبوت میں اپنے بیٹے کا خون ہمارے گناہوں کی قیمت ادا کر کے ہم کو مخلصی بخشی، یعنی ہمارا قرض ادا کر دیا گیا، اور ہمارا

ضمیر جو جرم کے احساس تلے دبا ہوا تھا، آزاد کر دیا گیا "گناہوں کی معافی"۔ پولس رسول کا مطلب ہے کہ ہمارے گناہ معاف کئے گئے ہیں۔ خدا نے مسیح میں اُن زنجیروں کو توڑ ڈالا، جو گناہ اور جرم کی زنجیریں ہم کو جکڑے ہوئے تھیں۔ نئے عہد نامہ میں گناہوں کی معافی کوئی آسان بات نہیں۔ یہ اس بات کی دلالت ہے کہ خدا پاک ہے اور معافی خدا کے نزدیک ایک پاک اور قیمتی چیز ہونی چاہیئے اور پولس ہم کو بتاتا ہے کہ اس معافی کی قیمت خدا کے پیارے بیٹے کی

زندگی تھی یعنی اُس نے اپنی جان صلیب پر دے کر ہم کو گناہوں کی معافی بخشی۔ رسول اِن دو آیات میں مسیح کے نجات بخش اور بحالی کے کام کو یاد دلاتے ہوئے ہماری توجہ مسیح پر مرکوز کرنا چاہتا ہے۔ کہ مسیح ہماری زندگی کا مالک اور بادشاہ ہے۔ اِس لئے وہ ہماری زندگیوں کا راہنما اور ہمارے خیالوں کا مرکز ہونا چاہیئے۔ اُس کے وسیلے سے ہم کو روحانی حکمت اور روحانی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ ایسی ہی نعمتوں اور برکتوں کو پولس کلسّے کی کلیسیا کے لئے دُعا میں خدا سے مانگ رہا ہے۔

مسیح کی ذات اور اُس کا کام

(۱: ۱۵-۲۳)

کلسیوں کے نام خط کا یہ حصہ علم الٰہی اور تنقیدی لحاظ سے بلند اہمیت کا حامل ہے، جس میں مقدّس پولس رسول نے خدا کے پاک روح کی راہنمائی میں مسیح کی فضیلت کو ثابت کیا ہے۔ اِس لئے یہ آیات ہم کو ایک افضل سچائی تک لے جاتی ہیں۔ کہ نجات کا دار و مدار صرف مسیح پر ہے۔ تاکہ کسی اور درمیانی کی ضرورت نہ ہے۔ کیونکہ کلسّے کے جھوٹے اُستاد قادرِ مطلق خدا اور مادی دنیا کے درمیان مسیح کو صرف درمیانیوں کے سلسلے میں سے ایک درمیانی تصوّر کر رہے تھے۔ جس میں وہ مسیح کی اور اس کے کام کی لاثانی فضیلت اور اہمیت کو گرا رہے تھے۔ مگر یہ گواہی اور خوشخبری فیصلہ کُن تھی۔ اور اب بھی ہے۔ کہ مسیح دنیا کا نجات دہندہ ہے۔ مسیح نے دنیا میں آکر جو کچھ کیا وہ سب کچھ دنیا کی نجات کے لئے کیا جو تمام دنیا کی نجات کے لئے کافی ہے۔ نیز پولس کو کامل یقین تھا کہ مسیح ہمارے اندازہ سے کہیں بڑھ کر ہے اس لئے پولس قارئین پر مسیح کے ابتدائی پس منظر کو بڑی صفائی سے آشکارا کرتا ہے کہ ساری مخلوقات کو خدا نے مسیح کے ذریعے تخلیق کیا۔ پس گِرے ہوئے اور بگڑے ہوئے انسان کی بحالی کا کام

بھی خدا نے مسیح میں ہی کیا۔ جو تمام مخلوقات کے واسطے ہے۔ اب مسیح کی نمایاں کاملیت کا ثبارت میں لاثانی ہے۔ جو خط کے اس حصے میں بخوبی عیاں ہے۔ کیونکہ اس حصہ میں مسیح کی ذات کی سب سے بلند حقیقت پائی جاتی ہے۔ بہ نسبت اُن حصص کے جو مسیح کے بارے میں پولُس کے دوسرے خطوط میں پائے جاتے ہیں۔ مسیح سے متعلق یہ حصّہ بالکل یوحنا رسُول کی انجیل کے مطابق ہے۔ اس بنا پر کچھ نقّاد اس کی اصلیت پر سوال اٹھاتے ہیں کہ پولُس رسُول اپنے دوسرے خطوط میں مسیح کے متعلق یہودی خیال کے تحت یسوع کا تصوّر خداوند کی حیثیت سے پیش کرتا ہے۔ مگر اس خط میں کلام (لوگوس) کے متعلق یونانی فلسفہ کے نظریہ کے لحاظ سے پیش کرتا ہے۔ یعنی خدا کا کلام جو شروع میں خدا کے ساتھ تھا، جس کے وسیلے خدا نے تخلیق کے کام کو سرانجام دیا۔ اس کے لئے نقّاد لوگ یہ دلیل پیش کرتے ہیں، کہ کلام کے ساتھ مسیح کی مشابہت پولُس کے زمانہ کے بعد کی اختراع ہے۔ اس لئے خط کا یہ حصّہ بعد کے کسی مصنّف کا تحریر کیا ہُوا معلوم ہوتا ہے۔ مگر اس دلیل کی تردید یُوں ہے :-

کہ ہم اس کے متعلق یہ نہیں جانتے کہ کلام (لوگوس) کا نظریہ کلیسیا میں پہلے پہل کب اختیار کیا گیا۔ لیکن یہ یقین کیا جاتا ہے کہ ابتدائی

کلیسیا یونانی خیال سے اپلوس جیسے اُستادوں کے ذریعے متاثر ہوئی جو پولُس کے ساتھیوں میں سے ایک ہم خدمت تھا۔ (ططس ۳ : ۱۳) اس لئے پولُس بھی یونانی تعلیم سے کافی واقف تھا۔ نیز لوقا طبیب بھی

جو یونانی عالم تھا۔ پولُس کا ساتھی اور ہم خدمت تھا۔ جس کے ذریعہ بالخصوص پولُس پر یونانی خیالات کا کافی اثر ہوا تھا۔ نیز پولُس اپنی تبدیلی سے پیشتر بھی یونانی تعلیم سے واقف تھا۔ کیونکہ اس تعلیم کی کمی اُس کے ابتدائی خطوط میں بھی نہیں ہے۔ وہ اس سے پیشتر بھی لوگوس (کلام) کے نظریہ کو پیش کر چکا ہے (اکرنتھیوں ۸ : ۶)۔ لیکن وہ اس حقیقی پیغام کو اپنے آخری سالوں میں کاملیت کے لبادے میں پیش کرتا ہے۔ نیز ایک اور بھی حقیقت قابلِ غور ہے کہ کلسے کی بدعت پولُس کے سامنے ایک نیا مسئلہ تھا۔ اس لئے اُس کو نجات کی حقیقت کو پیش کرنے کے لئے مسیح کی قدر و قیمت اور کامل ذات کا ثبوت پیش کرنا پڑا۔ اور اس کو بدعتی اور جھوٹی تعلیم کے مقابلہ میں مسیح کی سچائی اور کائناتی اہمیت کا دعویٰ کرنا پڑا کیونکہ جھوٹے اُستادوں کی تعلیم یہ تھی کہ کچھ ایسی طاقتیں ہیں جو فطری دنیا کو چلا رہی ہیں۔ اس لئے اُن پر بھروسہ کی ضرورت ایک لازمی امر ہے۔ اس طرح جھوٹے استاد مسیح کے نجات بخش کام کو ناکافی بتاتے تھے۔ ان وجوہات کی بنا پر پولُس رسُول نے جھوٹی تعلیم کے مقابلے میں محض نہ صرف مسیح کا تعلق نئی زندگی کے ساتھ بیان کیا، بلکہ مسیح کا تعلق ساری کائنات کے ساتھ ثابت کیا۔ نیز پولُس رسُول نے مدلّل بیان سے ثابت کیا کہ کائنات کے تمام پروگرام میں مسیح کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ تاکہ ہم اپنے آپ کو تمام دوسری طاقتوں سے آزاد رکھیں۔ پس کلسیوں کے خط کے اس حصّے کا بنظرِ

غائر مطالعہ کرنے سے یہ آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے کہ پولُس نے کیسے اپنی پوری کوشش سے لوگوس کے نظریہ کو سمجھانے میں ہماری

مدد کی۔ جس کے استعمال کے لئے اس سے پیشتر اس کو کم مواقع میسّر ہوئے تھے۔ رسُول مسیح کی ہستی کو بیان کرتے ہوئے کلام کے اس حصے میں تین بڑے عنوانات پر بحث کرتا ہے:۔

۱۔ مسیح اور مخلوقات (۱: ۱۵-۱۷)
۲۔ مسیح اور کلیسیا (۱-۱۸-۱۹)
۳۔ مسیح میں بحالی (۱: ۲۰-۲۳)

گویا اس سارے حصے کا مرکز مسیح ہے۔

(الف)

مسیح اور مخلوقات

(۱: ۱۵-۱۷)

پولُس رسُول مسیح کی ہستی کو بیان کرتے ہوئے خدا اور مخلوقات کے حوالہ کے ساتھ شروع کرتا ہے۔ جس میں وہ اپنے عملی ایمان کا اقرار کرتا ہے۔

۱۵۔ آیت:۔ وہ اندیکھے خدا کی صورت اور تمام مخلوقات سے پہلے مولُود ہے۔

مقدس پولُس اس حقیقت کا ذکر اس سے پیشتر کر چکا ہے کہ "مسیح خدا کی صورت ہے" (۲ کرنتھیوں ۴: ۴) جس سے مسیح کی الوہیت اور برتری صاف عیاں ہے۔ نیز پولُس رسُول خدا کی پاکیزگی کو مدِ نظر رکھ کر "اندیکھے خدا" کو ثابت کرتا ہے کہ وہ روح ہے (یوحنا ۴: ۲۴) جس کو کسی نے نہیں دیکھا (یوحنا ۴: ۲۰، استثنا ۴: ۱۲، ۱ تیمتھیس ۱: ۱۷، عبرانیوں ۱۱: ۲۷) گویا خدا غیرفانی، نادیدہ اور واحد خدا ہے۔ جس کو صرف بیٹے یعنی خداوند یسوع مسیح نے ظاہر کیا (یوحنا ۱: ۱۸) جو اندیکھے خدا کی صورت پر ہے۔ صورت کے لفظ میں (دوسرے کلام) نظریہ کی نسبت پولُس رسول کا خیال مسیح کے متعلق کہیں بلند ترین پایا جاتا ہے "صورت" کے لئے یونانی زبان کا لفظ (ایکون) ہے۔ جس کی تشریح بزرگ لائٹ فٹ یوں بیان کرتا ہے اور اس کی تشریح میں دو خیال پائے جاتے ہیں۔

۱۔ خدا کی نمائندگی۔ (۱ کرنتھیوں ۱۱: ۷) جس سے مراد ہے کہ باپ کی فطری خوبیاں بچے میں پائی جائیں گی۔ گویا ہم اندیکھے خدا کو بیٹے کے وسیلے جانتے ہیں۔ جو اُس کی صورت پر ہے۔ یعنی خدا نے مسیح میں اپنے آپ کو پیش کیا (یوحنا ۱۴: ۹-۱۱) خدا خود بیٹے میں ہو کر اپنے کام کو کرتا ہے یعنی بیٹا باپ کا نعم البدل، قدرت، حکمت اور ابدیت تھی۔ اس لئے پورے اختیار کے ساتھ (مرقس ۱: ۲۲) مسیح خدا کی نمائندگی کرتا ہے۔

۲۔ خدا کا مظہر:۔ وہ خدا جس کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا خدا کے بیٹے مسیح نے ظاہر کیا (یوحنا ۱: ۱۸) یوں مسیح خدا کا مظہر ہے۔ گویا خدا مسیح میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس لئے پولُس رسول بڑی دلیری اور یقین کے ساتھ کہتا ہے کہ خدا کے جلال کی پہچان کا نور یسوع مسیح کے چہرے سے جلوہ گر ہوتا ہے،

(۲ کرنتھیوں ۴ : ۶) عبرانیوں کا مصنف مسیح کی فضیلت کی اصل کو اور بھی صفائی سے منکشف کرتا ہے۔ کہ مسیح خدا کے جلال کا پرتو اور اس کی ذات کا نقش ہو کر سب چیزوں کو اپنی قدرت سے سنبھالتا ہے (عبرانیوں ۱ : ۳) مسیح نہ صرف اندیکھے خدا کا عکس ہے بلکہ حقیقت میں اس کا مظہر ہو کر اس کی نمائندگی کرتا ہے جس میں خدا کی حکمت، قدرت، محبت، ابدیت، زندگی اور سلامتی موجود تھی (یسعیاہ ۹ : ۷) مندرجہ بالا حقائق کی بنا پر مسیح "تمام مخلوقات سے پہلے مولود ہے" یہاں پر یونانی متن کا اصل مطلب مخلوقات کا پہلوٹھا ہے۔ لفظ "پہلوٹھا" کے لئے یونانی زبان کا لفظ (پروتوتوکوس) ہے۔ جس کا مطلب پہلوٹھا یعنی سب سے بڑا ہے۔ پس پہلوٹھا مسیح کے لئے استعمال کیا گیا ہے جو کلامِ حق اور حقیقی مسیح ہے۔ اس لئے یہ لفظ حقیقت کے دونوں رُخ واضح کرتا ہے۔

۱۔ اوّلیت:۔ یعنی وقت اور عزت و وقار کے لحاظ سے اس کا درجہ اوّل ہے۔ نیز مسیح مخلوقات سے پہلے ہے۔ کیونکہ وہ مخلوقات کی بنیاد ہے (یوحنا ۱:۱-۳) گویا اِس محاورہ کا مطلب حقیقت میں یوں ہے کہ مسیح کائنات کی تخلیق سے پیشتر موجود تھا یعنی زمین و آسمان اور ان کی تمام چیزیں اس کے وسیلے سے معرضِ وجود میں آئیں۔

۲۔ مطلق العنانیت:۔ اس سے مراد مسیح خداوند کو کامیابی کے لئے تمام مخلوقات پر مطلق العنان خداوند ہونے کا حق حاصل ہے۔ وُہ سب پر یعنی سب کے مقابلہ میں افضل اور لاثانی ہے کیونکہ ایک یہودی خاندان میں پہلوٹھا بیٹا اپنے پہلوٹھے حق کی وجہ سے صاحبِ امتیاز ہوتا تھا۔ (پیدائش ۲۵ : ۳۲-۳۴ اور ۲۷ باب) مسیح خدا کے اقتدار اور حق کے لحاظ سے پہلوٹھا اور وارث ہے۔ جیسے خدا نے کہا میں اس کو اپنا پہلوٹھا بناؤں گا۔ (زبور ۸۹ : ۲۷) یونانی فلسفہ میں لوگوس (کلام) کا نظریہ اِس بھید کی حقیقی عکاسی کرتا ہے۔ پس پہلوٹھے کی حیثیت موت سے زندگی تک افضل اور لاثانی ہے۔ کیونکہ وُہ

غیر فانی زندگی کی قوت (عبرانیوں ۷ : ۱۶) اور زندگی کا منبع ہے (۱ یوحنا ۵ : ۱۱-۱۲) پس یونانی متن کے مطابق مصنف مسیح کے لئے پہلوٹھے کے استعمال سے تمام مخلوقات پر فوقیت مسیح کا فطری حق بیان کرتا ہے۔ نہ صرف تجسّم کے لحاظ سے بلکہ موت کے بعد زندہ ہونے کے لحاظ سے بھی (رومیوں ۱ : ۴) مسیح آدم ثانی کی حیثیت سے نہ صرف پہلو پھل ہے بلکہ اپنی قیامت میں بھی پہلوٹھا ہے (مکاشفہ ۱ : ۵) مسیح بڑے اختیار کے ساتھ اس دنیا میں رہتا ہے۔ وہ خدا کی نمائندگی کرتا ہے۔ خدا کا ضمیر، خدا کی سچائی، خدا کا انصاف اور خدا کی محبت ہو کر اس لئے وہ خدا کی حیثیت سے بول سکتا ہے اور بولتا ہے۔ وہ دنیا میں انسانی فطرت پر حکمرانی کرنے کے لئے آیا۔ یہ کام صرف خدا کا ہے۔ اِسی لئے وُہ تمام مخلوقات میں پہلوٹھا اور اندیکھے خدا کی صورت ہے۔ جس کا ثبوت اس کی پیدائش، زندگی، اس کا ظہور، اس کی صلیب، اس کا مُردوں میں سے جی اٹھنا اور اس کا جلالی صورت میں باپ کے پاس آسمان پر جانا ہے۔

۱۶۔ آیت:۔ کیونکہ اُسی میں سب چیزیں پیدا کی گئیں۔ آسمان کی ہوں یا زمین کی۔ دیکھی ہوں یا اندیکھی۔ تخت ہوں یا ریاستیں یا حکومتیں یا اختیارات سب چیزیں اسی کے وسیلہ سے اور اسی کے واسطے پیدا ہوئی ہیں۔

پولس رسول اِس آیت میں مسیح کی ہستی کی فضیلت اور برتری کا نمایاں انکشاف کرتا ہے۔ جیسے فلسفہ لوگوس (کلام) کے نظریہ کے مطابق خدا کو ایک معمار کی تمثیل سے بیان کرتا ہے جو سب سے پہلے ایک عمارت کو تعمیر کرنے سے پیشتر اپنے ذہن میں تعمیر کرتا ہے۔ یہ اصلی عمارت ابھی صرف ذہنی نقشہ میں تعمیر کی گئی ہے۔ اِس طرح خدا نے دنیا کو لوگوس میں یعنی اپنے کلام سے تخلیق کیا۔ سب مادی چیزیں اِس تصور پر معرضِ وجود میں آئیں۔ مقدس پولس نے بھی فلاسفہ کے اس خیال

Scanned with CamScanner

کے مطابق مسیح ہونے پر پہچانا گیا ہے جس میں تمام مخلوقات کا منبع اور ابدی مقصد ہے۔ گویا تمام مخلوقات مسیح پر تخلیق پذیر ہوئی جو کہ خدا کا کلام ہے اور ایک وسیع خیال ہے اس لئے سب چیزیں اس میں سے نکلتی ہیں اور اس میں متحد ہوتی ہیں۔ نہ صرف مادی اور دیدنی دنیا بلکہ آسمانی دنیا کی بنیاد بھی مسیح میں ہے۔ کیونکہ جھوٹے استاد درمیانی فرشتوں کی طاقت اور قدرت کے ساتھ وفاداری پر زور دیتے تھے۔ مگر پولس نے فرشتوں کا وجود بھی دوسری مخلوقات کی طرح مسیح کے وسیلے قرار دیا۔ اس لئے یہ سچ ہے۔ کہ مسیح سب چیزوں پر فضیلت رکھتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مسیح صرف تخلیق کے کام میں خدا کا درمیانی نہیں ہے بلکہ وہ ابدی منزل بھی ہے۔ جس کے لئے تخلیق میں خدا اپنے بڑے مقصد کو پایہ تکمیل تک پہنچا رہا ہے۔ پولس رسول کرنتھیوں کی کلیسیا کو کہتا ہے کہ "سب چیزیں مسیح کے وسیلے سے موجود ہیں"(اکرنتھیوں ۸ : ۶) مگر یہاں وہ اس حقیقت کو اور بھی واضح کرتا ہے کہ سب کچھ مسیح میں پیدا ہوا۔ بلکہ دنیا مسیح کے لئے بنائی گئی تھی (یوحنا ۱: ۳) یوحنا رسول مکاشفہ میں بھی کہتا ہے کہ "مسیح الفا اور اومیگا یعنی اول اور آخر ہے (مکاشفہ ۱: ۸) جس سے نمایاں ثبوت ملتا ہے کہ مسیح مخلوقات کی آخری منزل بھی ہے۔ مسیح آسمان اور زمین کے کل اختیارات کا سرچشمہ اور اصل ہے۔ کیونکہ سب چیزیں اس میں سے نکلتی ہیں۔"

۱۷۔ آیت: وہ سب چیزوں سے پہلے ہے اور اسی میں سب
چیزیں قائم رہتی ہیں۔

خدا کے سامنے اس دنیا کے لئے ایک مقصد ہے اگرچہ وہ حقیقت پورے طور پر آشکارا نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی خدا کے بیٹے مسیح میں اس مقصد کا ڈھانچہ دیکھا جا سکتا ہے۔ خدا نے دنیا کو اپنی رفاقت کے لئے پیدا کیا اور مخلوقات کے لئے پیدا کیا اور مخلوقات خدا کے منہ کے کلام سے معرضِ وجود میں آئی کہ پیدائش ۱ باب ۱ خدا نے آدم کے نتھنوں میں

زندگی کا دم پھونکا تو وہ جیتی جان ہو گیا (پیدائش ۲: ۷) یہی کلام مسیح ہے (یوحنا ۱: ۱-۱۸) جس کے متعلق میکاہ نبی کہتا ہے کہ "اس کا مصدر قدیم الایام سے ہے"۔ (میکاہ ۵: ۲) یوحنا رسول اپنے پہلے عام خط میں کہتا ہے کہ اس زندگی کے کلام کی بابت جو ابتدا سے تھا (۱ یوحنا ۱: ۱) جیسے عبرانی زبان کا لفظ ברא (بارا) ہے جس کا مطلب "کچھ نہ تھا تو ہو گیا" پس کلام مقدس کی مندرجہ بالا گواہی سے صاف ظاہر ہے کہ جب کچھ نہ تھا تو مسیح موجود تھا جو خدا کا کلام ہے۔ یعنی وہ سب چیزوں سے پہلے موجود تھا۔ اگرچہ فلسفہ اور سائنس کے سوالات یسوع کے حقیقی پیغام کو درہم برہم کرتے ہیں۔ تاہم پولس رسول اس حق پر ہے۔ کہ ایک مذہب میں ایسا مسئلہ کھڑا ہو گیا ہے جو کلسے کی کلیسیا میں جھوٹے استادوں سے پیدا ہوا۔ اگرچہ ہمارا ایمان بنیادی طور پر روحانی زندگی سے متعلق ہے۔ تاہم پورے طور پر ایک مذہب سے تسلی حاصل نہیں کر سکتے جو صرف مشکلات کو نظر انداز کر کے اپنے وجود کو قائم رکھ سکے جو ہم پر سائنس اور فلسفہ کی طرف سے حملہ آور ہوتی ہیں۔ اس لئے مقدس پولس تخلیق میں مسیح کی حیثیت کے سوال پر جواب دینے کے لئے اپنے آپ کو مجبور پاتا ہے۔ تاکہ کلسے کی کلیسیا کی تسلی ہو سکے۔ اس لئے اس نے قدیم نظریات کو لے کر جو وہاں کے جھوٹے استادوں کی دلیلوں کے اوزار تھے اپنے روحانی فلسفہ میں سچائی کے مرکزی خیال کو پیش کیا کہ مسیح وحدت کا سرچشمہ ہے وہ سب چیزوں کا مرکز اور سب چیزیں اسی میں قائم رہتی ہیں۔ گویا سب چیزوں کی ایک ہی اصل ہے وہ مسیح ہے۔ اس لئے دیگر ذرائع پر بھروسہ رکھنا بت پرستی کے مترادف ہے۔ پس مقدس پولس اس بات پر زور دیتا ہے۔ کہ کائنات کی وحدت اور خوب صورتی اتفاقیہ نہیں بلکہ مسیح کی بدولت ہے۔ گویا وہ سب کو زندگی بخشنے والا منبع ہے (یوحنا ۱۵: ۱-۱۰) اس کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی۔ کلسے میں

وجود کی صورت ہے۔ جس میں اتحاد اور ایک دوسرے کے لئے فکرمندی ہے۔ گویا ایک بدن میں مختلف لوگوں کو ایک روح میں مل کر کام کرنا پڑتا ہے۔ لیکن یہاں پولس رسول کلسیوں کو افسیوں کی طرح مسیح کی فضیلت کو اور زیادہ بڑھ کر بیان کرتا ہے کہ مسیح بدن (کلیسیا) کا سر ہے۔ کیونکہ سر سارے بدن سے افضل اور اس پر حکمران ہوتا ہے۔ "ابتدا" یہ مسیح کی حقیقی خوبی ہے کہ وہ شروع یعنی اصل اور زندگی کا سرچشمہ ہے۔ اس لئے وہ کلیسیا کی زندگی کا بھی سرچشمہ ہے۔ جس سے کلیسیا زندہ اور قائم ہے

"مردوں میں سے جی اٹھنے والوں میں پہلوٹھا" لفظ پہلوٹھا کی تشریح پندرھویں آیت میں بالتفصیل بیان کی جا چکی ہے۔ مگر یہاں "مردوں میں سے جی اٹھنے والوں میں پہلوٹھا" یہ سب سے بڑی اور عجیب حقیقت ہے کہ مسیح زندگی کا مالک ہے (یوحنا ۱۱: ۲۵-۲۶) مسیح اپنے بدن (کلیسیا) کا سر ہونے کی حیثیت سے اور سر ہونے کی حقیقت میں موت میں سے گزرا۔ اس کو صرف پیدا ہونے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ بلکہ مرنے کی اور دوبارہ اپنی زندگی لینے کی بھی ضرورت تھی۔ کہ مستحکم زندگی کے ساتھ فضل میں جیسا اپنی فطرت میں تھا۔ اور نجات میں بھی جیسا تخلیق کے کام میں بھی تھا۔ تاکہ ہر طریقے سے افضل درجے کا مالک ہو۔

ج۔ مسیح میں سب چیزوں کا میل ملاپ

۱: ۱۹-۲۰

مقدس پولس رسول ان آیات میں مسیح کو آدم ثانی کی حیثیت سے دیکھ رہا ہے۔ یعنی انسان کی روحانی اور نئی نسل کا باپ اس لئے مسیح کے نجات بخش کام کو وسیع پیمانے پر بیان کرتا ہے۔ اس سے بیشتر پولس رسول

کہہ چکا ہے۔ کہ بیٹا باپ کا مظہر ہے۔ خدا بیٹے میں ہو کر نیچے اترا تاکہ اپنے لوگوں کو گناہ کی غلامی سے چھڑائے (خروج ۳: ۸) یعنی خدا ایک بڑے مقصد کے لئے مجسم ہوا۔ اس لئے مسیح کی پیدائش سے ہی نجات کا کام شروع ہو گیا۔ جو خدا نے خود جسم میں ہو کر کیا۔ کیونکہ کلسے کے جھوٹے استادوں کی تعلیم تھی کہ "خدا بہت دور ہے اس لئے ہماری سمجھ سے بالا ہے کہ خدا جو پاک اور بلند و بالا ہے اس ناپاک بدن کی بستی میں آ سکتا ہے۔ کیونکہ یہ خدا کے برتر کے لئے ناممکن اور ناواجب ہے" پس ان کا یقین تھا کہ خدا اور دنیا کے درمیان ایک بہت بڑی خلا ہے جو کہ بہت سے فرشتوں اور روحوں سے معمور ہے۔ اور ان جھوٹے استادوں کی تعلیم یہ بھی کہ یہ طاقتیں جو خدا اور دنیا کے درمیان موجود ہیں وہ ہماری خدا تک رسائی کے لئے درمیانی ہو سکتی ہیں۔ مگر سچائی اور حقیقت ان تصوراتی خیالوں سے کہیں بالاتر ہے۔ یہ سچ ہے کہ انسان اور خدا کے درمیان بہت بڑا فاصلہ ہے۔ مگر ہم کو ان دوسری فانیوں کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔ جب کہ مسیح ہمارے پاس ہے۔ ان آیات میں رسول اس حقیقت کو ثابت کرتا ہے۔

۱۹۔ آیت: کیونکہ باپ کو یہ پسند آیا کہ ساری معموری اسی میں سکونت کرے۔

"باپ کو یہ پسند آیا" باپ یعنی خدا جو خداوند یسوع مسیح کا باپ ہے۔ اس کو "پسند آیا" جس کے لئے یونانی زبان کا لفظ (یودوکیئو) جس کا مطلب خدا کی مرضی تھی اور خدا کو بڑی خوشی تھی جو خدا کے اچھے مقصد کے لئے استعمال کیا گیا ہے (لوقا ۲: ۱۴) مگر یہودی طریقے کے مطابق خدا کی مرضی تھی کہ بیٹے۔ اس لائق سمجھ کر اس کو ایک بڑے کام اور بڑے اعزاز کے لئے منتخب کیا (یعقوب ۱: ۱۲)

۴ : ۶)" کہ ساری معموری اُس میں سکونت کرے" معموری کے لئے یونانی زبان کا لفظ (پلیروما) ہے جس کا مطلب علم الٰہی کی اصطلاح کے مطابق یہ ہے کہ وہ شخصیت جس میں روحانی فطرت کی روحانی طاقتوں اور خوبیوں کی بہت بڑی تعداد کا مجموعہ ہو۔ معموری کا لفظ گیانیت فیلسوفی کا لفظ ہے۔ پس یہاں پر اس سے رسول کا مطلب خُدا کے علم کی معموری ہے۔ خُدا نے اپنی آزاد مرضی سے اپنی پوری معموری کے ساتھ رہنے کے لئے بیٹے کو چُن لیا۔ جو یسوع مسیح ناصری ہے۔ یُوں اِس آیت میں مسیح کی کامل الوہیت کا ثبوت پایا جاتا ہے جیسے پولُس رسُول کہتا ہے کہ "خُدا مسیح میں تھا" (۲ کرنتھیوں ۵ : ۱۹) جو ہمارا درمیانی اور کامل مددگار ہے یعنی خُدا خود ہمارا مددگار ہے (کلسیوں ۲ : ۹)

۲۰۔ آیت :۔ اور اُس کے خُون کے سبب سے جو صلیب
پر بہا صلح کر کے سب چیزوں کا اُسی کے وسیلہ سے
اپنے ساتھ میل کر لے۔

اِس آیت میں پولُس رسُول مسیح میں خُدا کا سکونت کرنے کا مقصد بیان کرتا ہے۔ کہ خُدا سب چیزوں کو مسیح کے وسیلہ سے بحال کرے تا کہ مسیح اُن کو اُن کی برگشتگی سے واپس لا کر خُدا کی رفاقت میں شامل کرے۔ پولُس مسیح کے کفارہ کو پیش کرتے ہوئے خُدا جو پاک منصف اور بادشاہ ہے۔ اور اس کی رعایا یعنی باغی انسان کے درمیان صلح کی نیت بیان کرتا ہے۔ کیونکہ خُدا اطمینان یعنی صلح کا خُدا ہے (رومیوں ۱۵ : ۳۳، ۱ تھسلنیکیوں ۵ : ۲۳، عبرانیوں ۱۳ : ۲۰) خُدا نے اپنے بیٹے سے دریغ نہ کیا (رومیوں ۸ : ۳۲) تا کہ اپنے پاکیزہ انصاف کا تقاضا اپنے بیٹے کے خون میں پورا کرے۔ کیونکہ وہ دنیا سے محبت رکھتا ہے (یوحنا ۳ : ۱۶) خُدا کی محبت اور انصاف کا میل صلیب پر ہو گیا تا کہ وہ سب چیزوں کو ایک ہی رشتے

سے میل کرنے میں سچا اور عادل ٹھہرے۔ مسیح نے یہی سب سے بڑا کام کیا۔ کیونکہ اس کا خون اطمینان پیدا کرتا ہے۔ جو صلیب پر بہایا گیا۔ پولُس رسُول کے نزدیک مسیح کی موت ایک الٰہی کام ہے۔ جس سے نجات کیلئے کفارہ پورا کیا گیا۔ پس اس طریقہ سے مسیح نے صلیب پر اپنے خون کے وسیلہ سے صلح کا امکان پیدا کیا نیز مسیح نجات کا ابدی سرچشمہ ہے۔ کیونکہ جب خُدا اپنی پوری معموری کے ساتھ مسیح میں رہتا ہے۔ تو اِس لئے مسیح سب چیزوں کو بحال کرنے کی قدرت بھی رکھتا ہے۔ مسیح کا "خون جو صلیب پر بہایا گیا" اس کا مطلب یوں سمجھنا چاہیئے کہ مقدس پولُس ایک بڑے فساد کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جس میں انسانی زندگی ایک اختلاف میں مبتلا ہے۔ گویا تمام کائنات ایک جنگ کی حالت میں ہے۔ اس میدانِ جنگ میں مسیح سب کے آگے اور سب سے پہلے شدید موت مرا۔ اور صرف اِسی واقعہ سے موت فتح کا لقمہ ہو گئی (۱ کرنتھیوں ۱۵ : ۵۴ - ۵۸) مسیح کی موت میں وہ تمام پوشیدہ طاقتیں جو نفرت، بے چینی اور اتحاد و اتفاق کو توڑنے کا سبب تھیں۔ نیست و نابود کر کے سب چیزوں کو بحال کیا۔ یعنی خدا کے ساتھ میل کرا دیا۔ خواہ زمین کی ہوں یا آسمان کی ہوں۔ مقدس پولُس (رومیوں ۸ : ۹ - ۲۲) میں بتا چکا ہے کہ کیسے مادی مخلوق بدی کی قید سے رہا کی جائے گی۔ اور کیسے وہ خُدا کے فرزندوں کی آزادی میں حصہ دار ہو گی۔ اور کیسے وہ خُدا کے فرزندوں کی آزادی میں حصہ دار ہو گی۔ مقدس پولُس مسیح کے کام کو شروع سے لے کر آخر تک یاد دلاتا ہے۔ کہ مسیح سب چیزوں کا خالق اور مالک ہے۔ اور خُدا کے ساتھ میل کرنے میں سب کا وسیلہ ہے۔ خاص کر وہ درمیانی فرشتے جن پر جھوٹے استادوں کا بھروسہ تھا۔ وہ بھی مسیح کے درمیانی ہونے کے محتاج ہیں۔ کیونکہ مسیح کا خون واحد راستہ ہے جس کے وسیلے موت اور زندگی کے جھگڑے میں پرانی جدائی دور کرا گیا۔ اس نے تمام کائنات

کے لئے اور ہمارے لئے وہی کچھ کیا جو ہم کبھی اپنے لئے نہیں کر سکتے تھے

د۔ مسیح گناہگاروں کو بحال کرنے والا

۲۱ - ۲۳ آیات

مقدس پولس نے مسیح کی عالمگیر اہمیت ثابت کرنے کے بعد بیان کرتا ہے کہ کیسے مندرجہ بالا حقائق کلسے کی حالت پر مؤثر ثابت ہو سکتے ہیں۔ کلسے کے جھوٹے استاد خیال کرتے تھے کہ جس کام کی تکمیل مسیح نے کی ہے وہ دوسری آسمانی طاقتوں کے کام کا ضمیمہ ہے۔ مگر پولس رسول اپنے پڑھنے والوں کو یقین دلاتا ہے۔ کہ جو کچھ مسیح نے کیا وہ ایک مکمل نجات ہے اس سے پیشتر وہ ایک اختلاف کے متعلق بیان کر چکا ہے۔ جس میں آسمان اور زمین کی سب چیزیں مبتلا ہیں وہ اب ختم ہو چکا ہے۔ رسول یہ اندازہ نہیں لگاتا کہ یہ اختلافات کیسے پیدا ہوا۔ مگر دوسری صدی کے گیانی فلاسفر بھی اس مسئلہ کی تحقیق کر رہے تھے۔ اور انہوں نے نااتفاقی کے متعلق بہت سے نظریات قائم کئے جس کی لپیٹ میں ساری دنیا تھی۔ سو مقدس پولس بھی ایک حقیقت پر تھا کہ سب چیزیں ایک فساد کی حالت میں ہیں۔ اور آدمی کی بدی کا نتیجہ صرف اختلاف ہے جس میں ساری مخلوقات گھری پڑی ہے۔ پس مسیح نے صلیب پر اس اختلاف کو اپنی موت کے وسیلے نسبت کیا۔

۲۱- آیت :- اور اس نے اب اُس کے جسمانی بدن
میں موت کے وسیلہ سے تمہارا بھی میل کر لیا۔

مقدس پولس مسیح کے کام کو اس کے تجسم سے لے کر اس کے کفارہ تک کلسیوں کو یاد دلاتا ہے جو خدا کی طرف سے عالمگیر کام تھا۔ اُن کے جسمانی بدن کو یاد دلاتے ہوئے مسیح کے تجسم کی طرف اشارہ

کرتا ہے۔ کہ مسیح نے اِس گناہ آلودہ جسم کو پہن کر صلیب پر موت کے حوالہ کر دیا۔ گویا انسان کی تمام دشمن طاقتیں گناہ، موت، شریعت اور بدی کی خواہشات جو جسم سے پیدا ہوتی ہیں جو انسان کی کمزور اور بگڑی ہوئی فطرت پر حکومت کرتی ہیں اور خدا سے دشمنی رکھنے میں ممدومعاون ہیں۔ اُن سب کو صلیب پر ختم کر دیا گیا۔ یعنی وہ کمزور جسم اپنی تمام رغبتوں سمیت کھینچ دیا گیا۔ "تاکہ نیا انسان مسیح کا قیامت شدہ جلالی بدن پہن کر خدا کے ساتھ میل کرنے اور صلح رکھنے کے لائق ہو جاتے۔ اور سب دشمن طاقتوں پر غالب آ سکے۔ گویا ہم ایمان سے ہی مسیح کے قیامت شدہ جلالی بدن میں شریک ہوتے ہیں۔ جیسے پولس رسول کہتا ہے کہ "ہم ایمان سے راستباز ٹھہرائے گئے ہیں کہ وہ خداوند یسوع مسیح کے وسیلے سے خدا کے ساتھ صلح رکھیں" (رومیوں ۵: ۱) وہ بدن جو خدا سے دوری اور جدائی کا سبب تھا۔ وہ مسیح کی موت میں مر گیا۔ جتنے مسیح پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہ جسمانی طور پر مر جاتے ہیں۔ رسول اپنے عملی ایمان کے تجربہ کی پختگی سے دلیری کے ساتھ کلسے کی کلیسیا کو جو مسیح پر ایمان رکھتے ہیں، کہتا ہے" کہ خدا نے تمہارا بھی مسیح کی جسمانی موت کے وسیلہ سے میل کر لیا"

۲۲- آیت :- جو پہلے خارج اور بُرے کاموں کے سبب
سے دِل سے دشمن تھے۔ تاکہ وہ تم کو مقدس بے عیب
اور بے الزام بنا کر اپنے سامنے حاضر کرے۔

مقدس رسول یہاں پر اُن کو ایک بشارتی اپیل میں اپنا تجربہ یاد دلاتا ہے۔ اور ان کے ماضی کا آئینہ ان کے سامنے رکھتا ہے۔ تاکہ وہ جانیں کہ کیا تھے؟ اور کیا ہیں؟ ان سے براہ راست مخاطب ہوتا ہے تاکہ یاد دلائے کہ تم اپنے آپ کو دیکھو کہ تم کیا تھے؟ اور اب تم کیا ہو؟ اُن کا احساس اُن سے مخاطب ہو کر تم برگشتہ تھے اس لئے خدا کے وعدوں اور عہد میں تمہارا حصہ باقی

نہ تھا یعنی مسرف بیٹے کی طرح (لوقا ۱۵: ۱۱-۳۲) یہ تمہاری بیرونی حالت تھی اور یہی تمہارے اندرون کا عکس تھی - کیونکہ تم اپنے خدا کے درمیان ایک بہت بڑا خلا دیکھتے تھے - اس کی بنا پر تم خدا سے نفرت کرتے تھے اور تم اس کی شریعت کے تابع رہنے کی رغبت نہیں رکھتے تھے - جیسے ہمیشہ وقوع میں آتا ہے کہ اندرونی کیفیت اپنے بیرونی کام میں ظاہر ہوتی ہے - تم اپنے دل میں اور اپنے کاموں میں بغاوت کرتے تھے - تب مسیح آیا - وہ حقیقی آدم بن کر آیا - میرے اور تمہاری طرح اس جسمانی جان میں تمام کمزوریوں سمیت ہمارے درمیان رہا - جس بدن میں آزمائش کا امکان بھی لازمی تھا - مگر وہ تمام شیطان کی آزمائشوں پر غالب آیا اور اس نے اپنے آپ کو موت کے حوالہ کر دیا - حتیٰ کہ اس نے تیسرے دن مردوں میں سے زندہ ہو کر موت پر بھی فتح حاصل کی - اس طریقے سے اس نے تم کو خدا کے گھرانے میں بحال کیا - گویا مسیح نے تم کو تاریک دنیا سے نکال کر اپنی نئی نورانی دنیا میں داخل کیا ہے - کہ تم خدا کے گھرانے کے لوگ ہو - مسیح جو گناہ سے واقف نہ تھا - ہمارے لئے گناہ ٹھہرایا گیا (۲ کرنتھیوں ۵: ۲۱) اس طرح صلیب پر اُس کی جسمانی موت اخلاقی وقعت رکھتی ہے - جس کا عالمگیر اثر ہوتا ہے - مسیح کی جسمانی موت بنی نوع انسان کے گناہ آلودہ جسم کی رغبتوں کو زائل کرتی ہے - جو مسیح میں ایمان رکھتے ہیں وہ اخلاقی طور پر خدا کی نظر میں کامل ہوں گے - بلکہ اس دنیا میں مسیح کی خاطر خدا اُن کے ساتھ برگزیدوں کی مانند سلوک کرتا ہے - جو خدا کی مرضی کو بجا لاتے ہیں - مسیح نے اپنے آپ کو تمہارے لئے ایک قربانی پیش کیا جو خدا کے نزدیک الزام کو دور کرنے کا ذریعہ اور سبب ہے - اُس کا مقصد تم کو روزِ عدالت میں خدا کے سامنے بے عیب پیش کرنا ہے جس میں داغ یا نقص نہ ہو یعنی اپنے خون سے دھو کر (۱ یوحنا ۱: ۷) جو قرمزی گناہوں کو برف کی مانند

سفید بنا دیتا ہے اس طرح گنہگار کو جو مسیح پر ایمان لاتا ہے بے الزام بناتا ہے تاکہ خدا کے انصاف کے دن کوئی فرشتہ بھی کسی قسم کا الزام نہ لگا سکے - (ایوب ۱: ۹-۱۱) (زکریاہ ۳: ۴-۵) (مکاشفہ ۱۲: ۱۰) اس لئے اب مسیح تم سے کیا طلب کرتا ہے؟ بڑے کام نہیں بلکہ خدا کی مرضی کی فرمانبرداری کی مانند جس کے ذریعے تم نئی دنیا میں لائے گئے ہو اور جس میں اب تم مقیم ہو - بے عیب زندگی تمہارے خلاف کوئی الزام اور کوئی دشمن نہیں لا سکتی اور نہ آنے دے گی -

۲۳ - آیت :- بشرطیکہ تم ایمان کی بنیاد پر قائم اور پختہ رہو اور اس خوشخبری کی اُمید کو جسے تم نے سنا ہے نہ چھوڑو جس کی منادی آسمان کے نیچے تمام مخلوقات میں کی گئی اور میں پولس اسی کا خادم بنا -

اِس آیت میں مقدس پولس رسول اپنے حقیقی مقصد اور مرکزی خیال کو پیش کرتا ہے - اس سے پیشتر وہ اُس نجات کا ذکر کر چکا ہے - جو مسیح میں حقیقی ایمان پر مشتمل ہے - کیونکہ کلسے کے مسیحی جھوٹے اُستادوں کے زیر اثر مسیح پر ایمان کی ہل جانے والی آزمائش میں گھرے ہوئے تھے - مگر مقدس پولس کو خداوند یسوع مسیح میں پورا پورا یقین تھا کہ وہ پورے طور پر گرے نہیں ہیں - اس لئے اس وقت ان کو جوش دلانے کے لئے رہنمائی - اور مدد کی ضرورت ہے - وہ ان کو اس ایمان پر قائم اور پختہ رہنے کی تلقین کرتا ہے - جو مسیح میں وہ رکھتے ہیں - (یوحنا ۱۵: ۴) کیونکہ تمام آزمائشوں میں ثابت قدم رہنا مسیح میں پختگی کے بغیر ناممکن ہے جو زندگی کی بحالی کی قوت کا سرچشمہ ہے - "خوشخبری کی امید کو نہ چھوڑو" اِس سے مراد ہے کہ مسیح کی انجیل کے ساتھ بے وفائی نہ کی جائے - اس زندہ امیدیں پورے بھروسہ اور یقین کے ساتھ زندگی گزاریں اور بڑے صبر کے ساتھ اس کا انتظار کریں - جس کا پیغام ہمیں مقدس انجیل سے ملتا ہے - جو ایک غیر فانی اور بے داغ اور لازوال میراث ہے (۱ پطرس ۱: ۳-۴) کیونکہ ہم مسیح کے وعدہ

آنے کی امید رکھتے ہیں (اعمال ۱: ۱۱) جس کا اس نے وعدہ کیا ہے (یوحنا ۱۴: ۳)
جب وہ آئے گا تو ایمانداروں کو کامل آزادی کے ساتھ اپنی بادشاہت میں داخل
کرے گا۔ رسول اپنے پڑھنے والوں کو یاد دلاتا ہے کہ مسیح کی اس خوشخبری
کے پیغام کو جس کو وہ سن چکے ہیں نہ چھوڑیں۔ جس کی منادی آسمان کے نیچے
کی تمام مخلوقات میں کی گئی ہے۔ گویا پولس رسول کا ذہن اس خیال سے معمور
ہے کہ تمام مخلوقات، مسیح کے کام کا ایک حصّہ ہے۔ مسیح کی انجیلی امید کی خوشی
نہ صرف آدمیوں تک لائی گئی بلکہ تمام پریشان دنیا کے لئے بھی تھی "اور میں
پولس اسی کا خادم بنا" آخر میں پولس رسول اپنے شخصی تجربہ کی گواہی پیش کرتا ہے۔
کہ میں اس انجیل کا خادم ہونے کے لئے بلایا گیا ہوں۔ مسیح یسوع میں خدا کی
خوشخبری کا غلام اور اس خوشخبری کی تشہیر کرنا میری زندگی کا نصب العین ہے
(۲ کرنتھیوں ۴: ۶) یہی خوشخبری تم (کلسے کی کلیسیا) تک پہنچائی گئی ہے۔ جس
کو تم نے سنا ہے۔ اور اس پر ایمان لا چکے ہو۔ اس خوشخبری میں ہم سب کی رفاقت
مسیح یسوع میں ہے۔

۵۔ رسول کی گواہی (خدمت)

(۱: ۲۴-۲۹)

ان آیات میں مقدس پولس رسول اپنی کلیسیائی خدمت کے آخری دنوں
کی تصویر پیش کرتا ہے جب کہ وہ روم کی اسیری میں ہے۔ اس خط کو تحریر کر
رہا ہے۔ اس خط میں مقدس پولس کا مرکزی خیال مسیح میں دنیا کی بحالی کیلئے
خدا کا پروگرام ہے۔ اور یہی خدا باپ کے ازلی بیٹے کی انجیل کی لاثانی فضیلت
ہے۔ جس کا مقصد عالمگیر ہے۔ پس جو انجیل کلسے کی کلیسیا میں سنائی گئی ہے
وہی تمام دنیا میں سنائی گئی ہے۔ اسی خوشخبری کو سنانے کے لئے پولس خادم

کی طرف سے بلایا ہوا ہے اور بھیجے ہوئے مختار کی حیثیت سے با اختیار ہے۔ اس لئے
اس کو ایک خاص حق حاصل ہے کہ وہ انجیل کے حقیقی مطلب کو سمجھا سکے۔ رسول انجیل
کی بدولت بڑے دکھوں میں ہے۔ یعنی مار کھانے، شدّت کی سختی اور قید کی حالت میں
ہے۔ جو انجیل سنانے کی وجہ سے ہے۔ یہی دکھ بہت سی نورانی چیزوں کا انکشاف کرتے
ہیں جو دوسروں کی نگاہوں سے چھپائی گئی ہیں۔ مگر رسول کو ایک خاص نگاہ حاصل ہے
جس سے وہ خدا کے گہرے بھیدوں کو دیکھ سکتا اور اس کے خاص مشوروں کو سمجھ سکتا ہے
پیشتر اس کے کہ وہ ان کا انکشاف کرے۔ وہ قارئین کی توجہ اپنی طرف راغب کرتا ہے
کہ اس کو خدا کی طرف سے انجیل سنانے کا خاص حق اور اختیار حاصل ہے۔

تنقیدی مشکل:- (۱: ۲۴) نئے عہدنامہ میں بالخصوص پولس کے خطوط
میں یہ آیت مشکل ترین ہے۔ اس مشکل اور گہرائی کا ذکر نہایت ضروری ہے۔ "مسیح
کی مصیبتوں کی کمی" اس محاورہ پر نقاد معترض ہیں کہ کیا مسیح کے دکھ نامکمل تھے؟
جبکہ وہ کلیسیا میں لوگوں کے لئے جا رہے ہیں اور پولس کے اپنے دکھ کلیسیا کے لئے
پورے کئے جا سکتے ہیں جن میں مسیح کے دکھوں کی ابھی کمی ہے۔ مگر نئے عہدنامہ
میں کوئی ایسا حصّہ نہیں ہے جس میں ایسا خیال پیش کیا گیا ہو کہ مسیح کے دکھ نامکمل
ہیں۔ لیکن "مصیبتوں کی کمی" کے محاورہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مصیبتوں کا لفظ آدمیوں کے
دکھوں کے لئے استعمال کیا گیا ہے نہ کہ مسیح کے اپنے دکھوں کے لئے۔ جو اس نے صلیب پر
برداشت کئے۔ پولس کے خطوط میں یہ محاورہ جو بیس دفعہ استعمال ہوا ہے جو آدمیوں
کے دکھوں کے لئے ہے۔ مگر مسیح کے اپنے دکھوں کے لئے ایک بار بھی نہیں۔ لہٰذا یہ
ثابت ہوتا ہے کہ یہ محاورہ مسیح کے دکھوں کے لئے نہیں بلکہ اس کے بدن (کلیسیا) کے
لئے ہے جس کو رسول مسیح کا بدن ثابت کر چکا ہے۔

۲۴۔ آیت:- اب میں اُن دکھوں کے سبب سے خوش ہوں جو تمہاری خاطر
اٹھاتا ہوں اور مسیح کی مصیبتوں کی کمی اس کے بدن یعنی کلیسیا کی خاطر اپنے جسم
میں پوری کئے دیتا ہوں۔

رسول اپنی انجیلی گواہی اپنے دکھوں سے شروع کرتا ہے۔ اب میں اُن

دُکھوں کے سبب سے خوش ہوں۔" رسُول یہ خط لکھتے وقت رُوم کی اسیری میں بار بار جہاں وُہ اپنے ماضی کے آئینے میں جھانک رہا ہے جبکہ وُہ مسیح کے بدن یعنی کلیسیا کو دُکھ دینے والا اور ستانے والا تھا۔ اس لیے اُس نے اپنی روحانی آنکھوں سے کلیسیا کو دُکھوں اور مصیبتوں میں ترقی کرتے اور کاملیت کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ اُس نے مسیح کو کلیسیا کے نزدیک اور کلیسیا میں دیکھا۔ اس لیے اُس کا دل فخر اور خوشی سے بھرا ہُوا ہے کہ اُس کی جسمانی طور پر محنت اور مصیبتیں خدا کے کلام اور خداوند یسوع مسیح کے کام کے لئے ہیں، بلکہ وُہ دکھوں میں فخر کرتا ہے۔ جبکہ وُہ ان دکھوں کے حقیقی مقصد کو گہرے طور پر پاک رُوح کی روشنی میں دیکھتا ہے۔ رسُول کے زمانہ میں رسُول کے دشمن اُس پر الزام تراشی کرتے تھے کہ پولُس کے دُکھ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ خدا اُس کے کام سے خوش نہیں اور اُس کے ساتھ نہیں ہے۔ اگر خدا اُس کے ساتھ ہوتا تو اُس کو دُکھوں میں نہ پڑنے دیتا۔ رسُول یہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ بعض اوقات ایسے شکوک سے وُہ بھی آزمایا جاتا ہے۔ مگر مسیح بصورت پاک رُوح کی قدرت سے اُس میں کام کرتا ہے اور اُس کی راہنمائی کرتا ہے۔ اس لئے رسُول اُن مصیبتوں میں خوش ہوتا ہے جن کو وُہ قید کی حالت میں برداشت کر رہا ہے۔ کیونکہ وُہ اس حقیقت سے آگاہ ہے کہ وُہ مسیح کے بدن کی خدمت ہے اور مسیح کا چُنا ہُوا خادم ہے۔ مسیح کے بدن (کلیسیا) کی خدمت کرتا ہے کیونکہ کلیسیا مسیح کا بدن ہے اور کلیسیا کے دُکھ مسیح کے دُکھ ہیں۔ مسیح نا کام دُکھوں میں سر انجام پاتا ہے۔ اس لئے رسُول ان دکھوں کے سبب سے خوش ہے۔ "تمہاری خاطر اٹھاتا ہوں" پولُس کلسے کی کلیسیا سے مخاطب ہے کہ میں اپنے لیے دُکھ نہیں اٹھاتا بلکہ تمہارے لئے دُکھ اٹھاتا ہوں۔ مسیح نے کلیسیا کی خاطر دُکھ اٹھایا جو اُس کا بدن ہے اور یہ بدن (کلیسیا) وقت کے پُورا ہونے تک یعنی مسیح کی دوسری آمد تک دُکھ اٹھاتا رہے گا۔ اس لئے مسیح کے بدن (کلیسیا) کے دُکھ کام مکمل ہونے تک نامکمل ہیں۔ جبکہ فتح مکمل ہوگی اور مسیح اپنی بادشاہت میں اپنے جلال کے ساتھ حکمران کی حیثیت سے جلوہ گر ہوگا۔ "اور مسیح کی مصیبتوں کی کمی اُس کے بدن (کلیسیا) کی خاطر اپنے جسم میں پوری کئے دیتا ہوں" پولُس رسُول اپنی شاگردی کی حیثیت سے عملی ثبوت پیش کرتا ہے کہ اگر اب میں دکھ اٹھاتا ہوں تو یہ مدلل شہادت ہے کہ میں حقیقت میں مسیح کی انجیل کو سنانے کی وجہ سے اور اس کی

پوری وفاداری سے قائم رہ کر ان دُکھوں کا شکار ہوں۔ بدیں سبب میں مسیح کے ساتھ ہوں یعنی مسیح کے دُکھوں میں میری شراکت ہے۔ (۱-پطرس ۴: ۱۳) ہم اس میں اپنے کمزور جسم میں وہی دُکھ محسوس کرتا ہوں جو خداوند یسوع مسیح نے اپنی صلیب پر اٹھایا۔ کیونکہ کلیسیا دکھوں کے تجربے سے وجود میں آئی (یسعیاہ ۵۳: ۱۰) جب میں دُکھ اٹھاتا ہوں تو میں اپنے آپ کو ثابت کرتا ہوں کہ میں مسیح کے بدن کا سچا خادم ہوں جو دُکھوں میں رہتا ہے۔ میں اس کو وہی کچھ دیتا ہوں جس کی اس کو ضرورت ہے۔ کیونکہ کمزوری میں خدا کی قدرت اور حکمت ظاہر ہوتی ہے۔ شاید میں زیادہ دکھ اٹھاؤں تو خدا میرے وسیلے دوسروں کے دکھوں کی ضرورت کو کم کرے۔ اس طرح ہم اکٹھے اپنی منزل تک پہنچ جائیں۔ جب میں سب دُکھ برداشت کر دوں تو کلیسیا کی بحالی اور کاملیت اس طرح ہو جائے گی گویا پولُس نے مسیح کے دکھوں کی اس طرح کمی کی کہ :۔

۱۔ پولُس نے وُہ دکھ اٹھائے جو مسیح نے اٹھائے (۲) وُہ دُکھ جو مسیح کے لئے ضروری تھے۔

۲۔ وُہ دُکھ جو مسیح کی وجہ سے اٹھائے۔ جیسے رسُول بڑی دلیری سے اور بڑی صفائی سے کہتا ہے "میں مسیح کے ساتھ مصلوب ہُوا ہوں اور اب میں زندہ نہ رہا بلکہ مسیح مجھ میں زندہ ہے" (گلتیوں ۲: ۲۰)

۲۵۔ آیت: جس کا میں خدا کے اُس انتظام کے مطابق خادم بنا جو تمہارے واسطے میرے سپرد ہُوا تاکہ میں خدا کے کلام کی پُوری پُوری منادی کر دوں۔

پولُس رسُول کلسے کی کلیسیا پر اپنی کلیسیائی خدمت کا اختیار رکھتا ہے کہ وُہ خدا کا خادم ہے جس کو خدا نے اپنا خادم بنا کر خاص کام کے لئے اُن تک بھیجا ہے۔ "خادم" کے لئے یونانی متن میں لفظ "اوکونومیا" ہے جس کا مطلب وہ نوکر ہے جو گھر کا مختار ہو اور جس کو گھر کا مالک بھروسے لائق سمجھتا ہو۔ یہ لفظ مختاری کے کام میں منتظم کا عہدہ اور اُس کے فرائض اور گھر کے کام کو ظاہر کرتا ہے۔ یہاں پر گھر کا کام خدا کے اپنے عمل کے مطابق خدا کا کلام ہے جس کا وُہ مختار ہے۔ کہ کلام (مسیح کی انجیل) کو پیش کر سکتا ہے اور سمجھ سکتا ہے کہ پیغام بھیجنے والے کا مقصد کیا ہے۔ پس اس کو خاص اختیار حاصل ہے۔ یعنی خدا کا پاک رُوح جو اپنی مرضی کے مطابق رسُول کو استعمال کرتا ہے۔ "خدا کے اُس انتظام کے مطابق" سے مراد یہ ہے کہ تاریخی طور پر خدا کے مقصد کا پیدا ہونا (دیکھو افسیوں ۱: ۱۰ ۳ باب) خدا ہمیشہ انسان کی نجات کے لیے کام کرتا ہے جس کا انتظام خدا کی اپنی مرضی کے مطابق ہے۔ یعنی مسیح کا اس دنیا میں آنا۔ گنہگاروں کی خاطر صلیب پر اپنی جان دے دینا۔ مر کر زندہ ہو جانا، آسمان پر چڑھ جانا، پاک رُوح کے وسیلے اپنے کام کو جاری رکھنا۔ خدا اپنے وفادار آدمیوں کے

کے ذریعے نجات کی خوشخبری کا پیغام دنیا، جن میں سے ایک پولُس بھی خادم بنا ہے۔ اور جو سنتے ہیں اُن کو حقیقی سکون بخشتا جبکہ وُہ ایمان لاتے ہیں۔ اِن ملازمین کی تواریخ میں خدا اپنا کام کرتا ہے اور کر رہا ہے "تمہارے واسطے میرے سپرد ہو" رسُول اپنے فرض اور کام سے رُوشناس کراتا ہے کہ خدا نے مجھ کو بھروسہ کے قابل جان کر اپنا پیغام میرے سپرد کیا اور مجھے بھیجا کہ مَیں تم کو سناؤں تاکہ وُہ مقصد پورا ہو جائے جس کے لئے یہ دیا گیا ہے۔ پولُس کی اپنی خواہش ہے کہ اگر خدا نے مجھے وفادار اور دیانتدار خادم سمجھ کر اس کام (مسیح کی انجیل، کی منادی کا) [illegible] بنایا ہے تو میرا بھی فرض ہے کہ مَیں بھی دیانتداری سے اُس کام کو کردوں جو میرے سپرد ہے یعنی مسیح کی انجیل کی منادی پورے طور پر کی جائے۔ (رومیوں ۱۵ : ۱۹)، موجودہ خادمانِ دین کے لئے بہت بڑا سبق ہے کہ وہ اپنے آپ کو خدا کے چُنے ہوئے اور بھیجے ہوئے سمجھیں جن پر خدا نے بھروسہ کیا ہے اور اپنے کام کو ان کے سپرد کر کے سچے مختار ٹھہرایا ہے۔ پس وُہ اپنے دلوں کو محسوس کریں؛ اور دیانتداری اور پوری وفاداری سے خدا کے کلام کی منادی کریں تاکہ خدا کے اعتماد اور بھروسے کی تحقیر نہ ہو، بلکہ خدا کی سچائی کے وسیلے سے اُس کے بیٹے ہمارے خداوند یسوع مسیح کی عزت ہو۔ اور اُس کی بزرگی اور جلال ظاہر کیا جائے۔

۲۶- آیت :- یعنی اُس بھید کی جو تمام زمانوں اور پُشتوں سے پوشیدہ رہا لیکن اب اُس کے اُن مقدسوں پر ظاہر ہُوا۔

پولُس جس خدا کے کلام کا خادم اپنے آپ کو ثابت کر چکا ہے۔ اُس کو بھید کہتا ہے۔ اور اِس آیت میں بھید کو متقابلتاً پیش کرتا ہے کہ "جو تمام زمانوں اور پُشتوں سے پوشیدہ رہا اور اس کے مقابلے میں کہتا ہے "لیکن اُس کے اُن خادموں پر ظاہر ہُوا"۔ یہ دونوں مدلل حقائق لفظ "بھید" کی تہ تک پہنچنے کے لئے محرک ہیں۔ درحقیقت یہ لفظ بُت پرست مذاہب سے لیا گیا ہے۔ پولُس کے زمانہ میں "بھید کے مذاہب" عام تھے۔ یونانی زمانے میں دو طرح کے مذاہب لوگ منسوب تھے۔ ایک عام مذہب تھا جس کی رسومات عام ہوتی تھیں۔ عام لوگ اُن کو مانتے تھے۔ لیکن ایک بھید کا مذہب ہوتا تھا جس کی رسومات اور تعلیم سے چند مقررہ صوفی لوگ پوشیدگی میں واقف ہوتے تھے۔ اور عام لوگ بھید کے مذہب کی تعلیم اور رسومات کو نہیں سمجھ سکتے تھے کیونکہ وُہ عالموں کا مذہب کہلاتا تھا۔ بائبل کے عالموں کا خیال ہے کہ پولُس کے ذہن میں یہی لفظ تھا جب اُس نے کلسیوں کو خط لکھا۔ یہی لفظ "بھید" پرانے عہدنامہ کے ہفتادی ترجمہ میں "خدا کی پوشیدہ تجویز"

نئے عہدنامہ میں یہ لفظ مسیح کی انجیل کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ یعنی وہ بھید کی چیزیں جن کو انسان انسانی کے ساتھ اپنے لئے دریافت نہ کر سکتا ہو۔ لیکن خدا نے اپنے خادموں پر اپنے مکاشفہ سے ان کا انکشاف کیا ہو۔ اس طرح پولُس اس کو بڑے وسیع معنوں میں استعمال کرتا ہے۔ بھیدِ مسیح ہے جو حکمت اور معرفت کا خزانہ ہے (کلسیوں ۲ : ۲-۳) جس کو انسان اپنی حکمت سے نہیں سمجھ سکتا (۱-کرنتھیوں ۱ : ۱۸، ۲۵) رسُول یقین رکھتا ہے کہ خدا اپنے سارے پروگرام میں اپنی گہری تجویز کے ساتھ کام کر رہا ہے جس کے پنہاں مقصد کو صرف پاک رُوح کی روشنی میں دریافت کیا جا سکتا ہے (۱-کرنتھیوں ۲ : ۷-۱۰) یہی بھید "تمام زمانوں اور پُشتوں سے پوشیدہ رہا" پولُس [illegible] خیال کی تشریح مسیح کا اپنا بیان کئے دیتا ہے "کہ بہت سے نبیوں اور راستبازوں کی آرزو تھی کہ جو کچھ تم دیکھتے ہو دیکھیں مگر نہ دیکھا" (متی ۱۳ : ۱۷)، گویا خدا کے انتظام کا بھید فرشتوں سے بھی چھپایا گیا۔ "لیکن اُس کے اُن مقدسوں پر ظاہر ہُوا" مقدسوں سے مراد خدا کے چُنے ہوئے اور بلائے گئے ہوتے ہیں۔ بالخصوص جو مسیح میں ہیں یعنی جو حقیقی مسیحی ہیں (متی ۱۳ : ۲۵، لوقا ۱۰ : ۲۵) کیونکہ وُہ خدا کے تاریخی اور ازلی انتظام کو پاک رُوح کی روشنی میں سمجھتے ہیں۔ یہی بھید مکاشفہ کا بہت بڑا روحانی انقلاب ہے جو یسوع مسیح کا مجسم ہونا، مصلوب ہونا اور مُردوں میں سے زندہ ہو جانا واقع ہُوا۔ وُہ یہودی قوم کی امیدوں کے مسیح سے کہیں زیادہ بڑھ گیا۔ کیونکہ وہ تمام دنیا کا نجات دہندہ ہو گیا جیسا وہ غیر قوموں کے لئے ہے ویسا ہی یہودیوں کے لئے بھی ہے۔ اس کی بادشاہت نہ صرف اسرائیل کے لئے ہے بلکہ ساری دنیا کے لئے ہے۔ اس بھید کو صرف مسیح میں ایماندار لوگ ہی جان سکتے ہیں جن میں خدا کا پاک رُوح کام کرتا ہے۔ کیونکہ حقیقی مسیحی خدا کے بھیدوں کے مختار ہیں۔

۲۷- آیت :- جن پر خدا نے ظاہر کرنا چاہا کہ غیر قوموں میں اُس بھید کے جلال کی دولت کیسی کچھ ہے اور وُہ یہ ہے کہ مسیح جو جلال کی امید ہے تم میں رہتا ہے۔

وہ بھید جس کی اُوپر تشریح کی جا چکی ہے رسُول اس بھید کو "جلال کی دولت" کہتا ہے جو مستقبل کی آسمانی چیزوں سے معمور ہے (رومیوں ۲ : ۴، ۱-کرنتھیوں ۱ : ۵، ۲-کرنتھیوں ۸ : ۹، فلپیوں ۴ : ۱۹، افسیوں ۲ : ۴-۷) ایسی دولت جس میں روحانی خوشی، حقیقی روشنی اور حقیقی اور ابدی سکون ہو۔ رسُول کلسے کی کلیسیا کو یاد دلا رہا ہے کہ خدا کے ازلی انتظام کا بہت بڑا بھید ہے کہ خدا نے اپنے جلال کی دولت کو غیر قوموں میں رکھا جن کا خدا کے پرانے عہد کے وعدوں میں کوئی حصّہ نہ تھا مگر اب خدا نے اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے اپنی عجیب حکمت اور مکاشفہ کو ظاہر کرنے کے لئے نئے عہد یعنی مسیح میں ایمانداروں کو چُن

لیا اس لئے مسیح جو خدا کا حقیقی، کامل اور زندہ مکاشفہ ہے وہ تم میں رہتا ہے جو جلال کی امید ہے "جس امید میں ہم زندہ اور قائم ہیں۔ پولس یہودیوں اور غیر اقوام کی جدائی، نفرت اور خلیج، دوری کے خاتمے پر اشارہ کرتا ہے اور خدا کی عجیب حکمت، اور قدرت کی تعجب خیز توجیہ کرتا ہے کہ اس نئے عہد کے ذریعے جو مسیح میں ایک عالمگیر عہد ہے غیر اقوام کو خدا سے دور رکھنے والی یہودیوں اور غیر اقوام کی جدائی اور نفرت کو مٹا دیا اور امتیازی روح کو بالکل ختم کر دیا کیونکہ مسیح سب میں اور سب کچھ ہے۔ اب جہاں کہیں بھی غیر اقوام مسیح میں ایماندار ہیں مسیح ان میں رہتا ہے کیونکہ کلیسیا مسیح کا بدن ہے جو یہودیوں اور غیر اقوام دونوں پر مشتمل ہے۔ بدن کا سر مسیح ہے اور وہ بدن میں رہتا ہے۔ کلیسیا رنگ و نسل، ادنیٰ و اعلیٰ سے بالا ہو کر ایمان اور محبت میں یگانگت رکھتی ہے جیسا کہ ماضی میں نہیں تھا۔ غیر اقوام کے لئے خدا تک رسائی کی مستقبل کی کوئی امید نہ تھی۔ مگر مسیح تمہارے پاس آیا اور اس نے امید دلائی۔ اس میں ہر ایک کے لئے امید یقینی ہے۔ اس پر جو کوئی ایمان لاتا ہے ہلاکت سے بچ کر زندگی پاتا ہے (یوحنا ۳:۱۶) خدا کے جلال کی امید جس سے مراد خدا کی صورت میں بدلنے کی امید ہے مسیح جلال کی امید ہے کیونکہ مسیح میں ہم خدا کا جلال دیکھتے ہیں (یوحنا ۱:۱۴) امید سے مراد مستقبل کا یقین، خدا کی ہستی کا کامل مکاشفہ، خدا کے ساتھ مکمل رفاقت اور ہمیشہ کی زندگی کی خوشی ہے۔ جس کے پاس خدا کا بیٹا خداوند یسوع مسیح ہے اس کے پاس ہمیشہ کی زندگی ہے۔ (۱-یوحنا ۵: ۱۱-۱۲)۔

۲۸-آیت: جس کی منادی کر کے ہم ہر ایک شخص کو نصیحت کرتے ہیں اور ہر ایک کو کمال دانائی سے تعلیم دیتے ہیں تاکہ ہم ہر شخص کو مسیح میں کامل کر کے پیش کریں۔

اس آیت میں رسول اپنی خدمت اور نصب العین کو پیش کرتا ہے نیز وہ اپنے ہم خدمت بھائیوں کو اس خدمت کے منہج ثابت کرتا ہے جیسا کہ اپفراس جو کلسے میں مسیح کی انجیل کی منادی کرنے والا تھا پھر وہ تمام پڑھنے والوں کو اپنے پیغام اپنی محنت اور اپنی کوششوں کے مقصد اور مرکز سے روشناس کراتا ہے "جس کی منادی ہم کرتے ہیں" وہ زندہ مسیح ہے (اعمال ۴:۱۲) جو ایک عالمگیر امید اور حقیقت ہے۔ یہ کوئی مذہبی مسئلہ اور شریعت نہیں ہے بلکہ رسول کا مقصد اور مطلب یہ ہے کہ ہمارا مقصد آدمیوں کا رشتہ ایک زندہ شخصیت کے ساتھ قائم کرنا ہے۔ یہ ہمارا آغاز ہے۔ ہم اس سے آگے کو جانے کی کوشش کرتے ہیں ہر ایک کو نصیحت کرتے ہیں اور ہر ایک کو کمال دانائی سے، ایمان اور محبت کے اصول کا علم سکھاتے ہیں تاکہ فضل کے بھید کو ہر ایک جان جائے تاکہ مسیح میں جو پختہ ہیں کلیسیا کے بالغ، مضبوط ستون اور رکن کھڑے ہو جائیں تاکہ کلیسیا جو مسیح کا بدن ہے خوبصورت اور جلالی نظر آئے گویا مسیح میں ہر ایماندار پوری گہرائی اور پختگی کے ساتھ مسیح کو اپنا مالک سمجھتے ہوئے اس کا وفادار رہے اور اپنی زندگی کو مسیح کی شراکت میں گزارنا سیکھ جائے۔ ہر شخص کو

مسیح میں کامل کر کے پیش کریں" اس سے مراد یہ ہے کہ مسیح میں کامل ہونے کے لئے ضروری ہے زندہ مسیح کے ساتھ رفاقت کی ضرورت ہے اس میں قائم رہنا اور اس پر تعمیر ہونا ہے۔ رسول اس بات پر زور دیتا ہے کہ ہر شخص کے لئے ہمارا مقصد یہ ہے کہ وہ مسیح میں کامل ہو جائے کیونکہ ہم مسیح کی بادشاہت میں پیدا ہونے کی خواہش رکھتے ہیں کہ ہمارے کام کا پھل مسیح میں تمہارا مضبوط ایمان اور اس میں تمہاری کاملیت ہو (متی ۵:۴۸)۔ پس آج مسیحی مبشروں اور انجیل کے منادوں کو اپنی خدمت کے نصب العین کو پولس رسول کی خدمت کے آئینہ میں دیکھنا چاہئے تاکہ خادم جانیں کہ ان کا کام ہر ایک شخص کو مسیح میں کامل بنانا ہے۔ گویا ہر ایک کے سامنے انجیل کی دعوت پیش کرنی ہے کیونکہ یہ دعوت عالمگیر ہے اور ہر ایک مسیح میں خدا کے پاس آ سکتا ہے۔ کلیسیا کے ہر فرد کا یہ فرض اولین ہے کہ وہ مسیح کی انجیل کو ہر شخص کے گوش گزار کرے تاکہ وہ نجات پائے۔

۲۹-آیت: اور اسی لئے میں اس کی اس قوت کے موافق جانفشانی سے محنت کرتا ہوں جو مجھ میں زور سے اثر کرتی ہے۔

رسول کے نزدیک کلیسیا کی خدمت بہت بڑا اور مشکل کام ہے جو انسانی طاقت و حکمت اور تجاویز سے سرانجام نہیں پاتا اور نہ ہی یہ آسانی سے ہو سکتا ہے بلکہ اس میں جانفشانی سے محنت کی ضرورت ہے۔ ایسا کام جس میں کامیابی اور فتح مندی حاصل کرنے کے لئے اپنی جان پر کھیلنا پڑتا ہے۔ ایسا کام جس میں دل اور طاقت ہر وقت مصروف رہنے چاہئیں "میں جانفشانی سے محنت کرتا ہوں" ایسی محنت جس میں آدمی تھکا ماندہ ہو کر کام کرنے کے قابل نہیں رہتا اور کام کو چھوڑ دیتا ہے۔ رسول کلیسیا کی خدمت کے لئے بڑے کام کی جانفشانی سے محنت کرتا ہے نیز وہ اقرار کرتا ہے کہ [illegible] نہیں چھوڑا۔ کام کے وقت مجھ میں ایک الٰہی قدرت ہوتی ہے جو زور سے مجھ میں اثر کرتی ہے۔ یعنی پاک روح کی راہنمائی اور مدد میرے ساتھ ہوتی ہے (یوحنا ۱۴:۱۶-۱۷) اگرچہ میں اپنے آپ میں کمزور ہوں لیکن مسیح میں قوی ہو جاتا ہوں اور اسی قوت کا اثر مجھ کو ہر وقت سرگرم اور جفاکش رکھتا ہے۔ اپنی اس ساری جدوجہد میں آگے کو دیکھتا ہوں کہ میرے کام کا نتیجہ ضرور [illegible] ہوگا۔ بلکہ اس طرح جانفشانی انعام حاصل کروں گا (۲-تیمتھیس ۴:۸)۔ اس بات کے نام میں میں محنت کرتا ہوں یہ بہت بڑی حقیقت ہے کہ کلیسیا کی خدمت میں انجیل کے مبشرین اور [illegible] پاک روح کی قوت کا [illegible] لازمی ہے [illegible] اس لئے تمام خادمان دین پاک روح کا بھر کر اور ضرورت اپنے اندر محسوس کریں اور خداوند سے روح کی معموری طلب کریں جو اپنے مانگنے والوں کو دینے پر تیار ہے۔

دُوسرا باب :- (۲:۱-۲۳)

کلیسیوں کے لئے رسُول کی فِکر

(۲:۱-۵)

اِس حصہ میں مقدس پولس رسُول اپنی خدمت کا ذکر کرتے ہوئے کلسے کی کلیسیا کے لئے اپنی فکرمندی کا اظہار کرتا ہے۔ جس میں اُس کا ذہن تفکرات میں گرفتار ہے اور اپنے دل کی بڑی خواہش کو سفارشی دعا کی صورت میں پیش کرتا ہے محض تمام صوبہ کی کلیسیاؤں کا رسُول ہونے کی حیثیت سے نہیں بلکہ اُن کا شخصی دوست ہونے کی حیثیت سے اُن سے مخاطب ہے۔ گویا اس کا گہرا تعلق اُن کی بھلائی سے ہے۔ اگرچہ وہ اُن سے روشناس نہیں ہے۔

۱- آیت :-

"میں چاہتا ہوں تم جانو کہ تمہارے اور لودیکیہ والوں اور اُن سب کے لئے جنہوں نے میری جسمانی صورت نہیں دیکھی کیسی جانفشانی کرتا ہوں۔"

اس آیت میں رسُول جن کے لئے فکرمند ہے اُن پر اپنی فکرمندی کے مقصد کو واضح کرنے کے لئے اُن سب سے مخاطب ہوتا ہے۔ یعنی کلسے کی کلیسیا جن کو وہ براہِ راست خط لکھ رہا ہے اور اس کی ہمسایہ کلیسیاؤں کے لئے (ہیراپلس اور لودیکیہ) بالخصوص لودیکیہ کی کلیسیا کا ذکر کرتا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ کلسیوں خط ہوتے ہوئے اُن کے لئے بھی تھا (کلسیوں ۴:۱۶) گویا رسُول وادیٔ لوکس کے تمام مسیحیوں سے مخاطب ہے۔ اس کا گہرا تعلق اور مقصد یہ ہے کہ تمام مسیحی ایک روح میں ایک دوسرے سے محبت رکھیں اور پختہ مسیحی بنیں۔

بے شک پولس نے ان کلیسیاؤں کو نہیں دیکھا تھا۔ لیکن اُن سب سے غائبانہ تعارف ضرور تھا۔ اس لئے وہ اُن سب کے لئے فکرمند ہے۔ کیونکہ وہ جھوٹے اُستادوں کی تعلیم سے ایک خطرہ محسوس کر رہا ہے جس میں وہ گھرے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ یوں رسُول اپنی فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے "جانفشانی" کا لفظ استعمال کرتا ہے جس کے لئے یونانی متن میں لفظ (اگونا) ہے جو اُس وقت کی رومی کھیلوں کی زبان

کا لفظ ہے۔ جس کا مطلب کشتی لڑنا اور جان بازی سے مقابلہ کرنا ہے۔ قدیم زمانہ میں ایسی کھیلیں ہوتی تھیں جن میں فتح یا شکست کے نتیجہ پر جان کا خطرہ ہوتا تھا۔ یعنی جو پہلوان ہار جاتا وہ جیتنے والے کے ہاتھوں جان سے مارا جاتا۔ جس سے یہاں پر رسُول کے ذہن میں اندرونی جدوجہد کی انتہا ہے۔ کیونکہ اپنی زندگی کے آخری دنوں میں قیدی ہوتے ہوئے وادیٔ لوکس کے تمام مسیحیوں کے لئے دعا اور سوچ و بچار کی کشمکش میں ہے۔ گویا دعا میں برکت اور مدد کے لئے جدوجہد کر رہا ہے۔ (پیدائش ۳۲:۲۰) یہاں پر رسُول کے دل کی عجیب گہرائی نظر آتی ہے۔ جس کی خواہشات زندہ سچائی کے مکاشفہ سے معمور ہیں۔ جو ہمیں مسیح کے جلال اور فضل کی تازہ نگاہ بخشتی ہیں۔ گویا رسُول کی فکرمندی اور ہمدردی کا لازمی ثبوت اور اظہار اس لفظ میں پایا جاتا ہے۔ اُن کے لئے جو جھوٹے اُستادوں کی جھوٹی تعلیم کے اثر سے کمزور بنائے جا رہے تھے۔

۲- آیت :-

"تاکہ اُن کے دلوں کو تسلی ہو اور وہ محبت سے آپس میں گٹھے رہیں اور پوری سمجھ کی تمام دولت کو حاصل کریں اور خدا کے بھید یعنی مسیح کو پہچانیں۔"

ایسے حالات میں رسُول کے فکر و تردد کا مقصد اُن کی حوصلہ افزائی کرنا اور اُن کو جوش دلانا ہے۔ اس خطرناک جھوٹی تعلیم کے خلاف جس کے متعلق وہ آگاہ کر چکا ہے۔ اور اس سے بچنے کے لئے نصیحت کر چکا ہے۔ اُس کی دعا اور خواہش میں چار باتیں پیشِ نظر ہیں:-

۱- اُن کے دلوں کو تسلی ہو" جبکہ وہ کمزور اور مایوس دکھائی دیتے ہیں۔ جھوٹے اُستادوں کی مادی اور مدلل تعلیم سے گھبرائے ہوئے ہیں۔ رسُول دعا کرتا ہے کہ ایسے حالات میں خدا اپنے پاک روح کے ذریعے خود اِن

کی مدد کرے اور اُن کے دلوں میں اپنا سکون بخشے۔ کیونکہ وہی تسلی کا روح ہے (رومیوں ۱۵: ۵، ۱۳، ۲۴)

۲۔ "وہ محبت سے آپس میں گٹھے رہیں"۔ جس سے مراد اُن کا اجتماعی اتحاد ہے۔ رسول چاہتا ہے کہ سچی بشارت اور مسیحی اتحاد کے خلاف نئی اور جھوٹی تعلیم جو اختلاف پیدا کر رہی ہے۔ تمام مسیحی ایمان دار اس کے خلاف ایک رُوح میں متحدہ جہاد کریں۔ (افسیوں ۴: ۲-۳؛ فلپیوں ۱: ۲۷؛ ۴: ۲) اس حالت میں فتح یقینی ہوگی۔ رسول دعائیہ روح میں انتہائی خواہش کرتا ہے کہ اُن کی آپس میں مسیحی یگانگت اور رفاقت قائم رہے۔

۳۔ "اور پوری سمجھ کی تمام دولت کو حاصل کریں"۔ اس سے مراد کامل یقین ہے جو کامل سمجھ سے حاصل ہوتا ہے۔ رسول قارئین کرام پر اپنے رسولی اختیار سے زور دیتا ہے۔ کہ وہ اس یقین کو قبول کریں جو اُن کو مسیح کی خوشخبری میں دلایا گیا ہے۔ یعنی رفاقت اور شراکت کے تجربات پاک رُوح کی مدد کے ذریعے روحانی ترقی، اور خداوند کے علم و فضل میں آگے بڑھنا جو زندگی کو سراپا تبدیل کرنے کا علم ہے۔ جس کا مطلب مسیحی زندگی کے ایمان میں عملی کاملیت ہے۔ جو ایک مسیحی کے ضمیر میں پائی جاتی ہے۔ اس لئے رسول اُن کے لئے دعا کرتا ہے اور متوقع ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اس دولت کو جمع کریں اور اس سے خدا کے بھید کی گہرائی کو جانیں۔

۴۔ "اور خدا کے بھید یعنی مسیح کو پہچانیں"۔ جس کا مطلب حقیقی سچائی کو پہچاننا ہے کہ مسیح حقیقت میں اُوپر سے آیا ہے۔ اُسی کی فطرت میں خدا کی خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ وہ حقیقی خدا کا بیٹا ہے۔ جس کے ذریعے خدا نے اپنے فضل کا اظہار کیا ہے۔ جیسے پہلے باب کی ستائیسویں آیت میں ہے کہ "مسیح

جو جلال کی امید ہے تم میں رہتا ہے"۔ ویسے ہی رسول یہاں مسیح کی موجودگی پر زور دیتا ہے کہ مسیح تم میں رہتا ہے۔ اور ہماری زندگیوں میں اپنی پاک زندگی پیدا کرتا ہے۔ اس لئے وہ مسیح خدا کا بھید ہے۔

"جن میں حکمت اور معرفت کے سب خزانے پوشیدہ ہیں"۔ رسول خدا کے بھید کو اس طرح پیش کرتا ہے کہ مسیح بھید ہے۔ کیونکہ اُسی میں حکمت اور معرفت کے سب خزانے پوشیدہ ہیں۔ یعنی مسیح میں حکمت اور علم کی پوشیدگی کا ہونا بھید ہے۔ (رومیوں ۱۱: ۳۳؛ ۱-کرنتھیوں ۲: ۷-۸) "حکمت" کے لئے یونانی متن میں لفظ "سوفیا" ہے۔ جس کا مطلب اخلاقی اور ذہنی دانائی ہے۔ "علم" کے لئے یونانی متن میں لفظ "گنوسس" ہے۔ جس کا مطلب ذہنی پاکیزگی یعنی پاک خیالات ہیں۔ اس جگہ پولس بڑی مہارت سے کلسے کی جھوٹی تعلیم کو نشانہ بناتا ہے۔ کیونکہ یہ دونوں لفظ حکمت اور معرفت جھوٹی تعلیم پر بحث ہیں۔ اس لئے کہ جھوٹے استاد مسیح کی خوشخبری سے علیحدہ حکمت کا بھید سکھاتے تھے۔ لیکن رسول اس کے لئے انتباہ کرتا ہے کہ مسیح میں اور صرف اُسی میں ہی ہم حقیقی اور بنیادی سچائی کو دریافت کر سکتے ہیں۔ کیونکہ دونوں لفظ اُس وقت کی فیلسوفی زبان کے ہیں۔ جبکہ ذہنی استعداد اور صلاحیتیں حقیقی سچائی کی گہرائی کو سمجھنے کے لئے استعمال کی جاتی تھیں۔ جو اُن سے پوشیدہ تھیں۔ اس لئے پولس رسول کلسے کی کلیسیا کو بتاتا ہے کہ جس سچائی کو وہ ابھی تک ڈھونڈ رہے ہیں، اور ابھی تک نہیں پا سکے وہ مسیح ہی ہے۔ یعنی سب سے بڑا بھید مسیح ہے۔ جو فلاسفروں اور دانشوروں کی انسانی حکمت اور معرفت سے کہیں بلند و بالا ہے۔ مگر جن کے پاس مسیح ہے۔ اُن کے پاس وہ حقیقی سچائی کا خزانہ ہے نیز مسیح اس لئے بھی پوشیدہ بھید ہے کہ قدیم یہودی ایمان کے مطابق مخلوقات کے شروع سے مسیح آسمان میں پوشیدہ ہے۔ وہ وقت آئے گا،

جب خدا اُس کو ظاہر کرے گا۔ رسول کے ذہن میں یہ ایمان تھا جب اُس نے کرنتھیوں کو خط لکھا: "یہاں تک کہ تم کسی نعمت میں کم نہیں اور ہمارے خداوند یسوع مسیح کے منتظر ہو" (۱-کرنتھیوں ۱: ۷) اور معرفت کے متعلق یہودی نظریہ ظلمات کے خزانے اور پوشیدہ مکانوں میں دفینے تھا (یسعیاہ ۴۵: ۳) لیکن خدا نے مسیح کے ذریعے سب کچھ روشن کر دیا۔ اور اپنے لوگوں کے لئے مہیا کیا۔ یونانی لوگ پوشیدہ حکمت کے متعلق بتاتے تھے جو سب کے لئے نہیں تھی۔ وہ صرف چند مخصوص لوگوں تک محدود تھی۔ مگر پولس قارئین کو یقین دلاتا ہے کہ اگر جھوٹے استاد حکمت کے ذریعے ہر چیز پیش کرتے ہیں تو وہ پیشتر ہی مسیح میں موجود ہے۔ اور یہ ہر اُس آدمی کے لئے ممکن ہے جو مسیح میں بپتسمہ یافتہ ہے۔ یہ خدا کا بھید منکشف ہو چکا ہے۔ کیونکہ خدا کو پسند آیا کہ ساری معموری اور اپنا کامل مکاشفہ مسیح میں ظاہر کرے (کلسیوں ۱: ۱۹) اس لئے رسول کہتا ہے کہ تم مسیح کو جانو جس میں تمہاری انسانی ضروریات اور روحانی مدد پائی جاتی ہے۔ جس سے تم قوت حاصل کر کے بدی کا مقابلہ کر سکتے ہو۔ اگر تم روحانی ضرورت کی دولت کو اپنے پاس رکھو گے تو تم پسپا نہیں ہو گے۔ رسول کی یہ دُعا ہے کہ وہ بذاتِ خود شخصی طور پر خدا کے بھید کا علم جانیں جو کہ جانا گیا ہے۔ یعنی مسیح یسوع جس میں حکمت اور معرفت کے تمام خزانے پوشیدہ ہیں۔

۴- آیت:-

یہ میں اس لئے کہتا ہوں کہ کوئی آدمی لبھانے والی باتوں سے تمہیں دھوکا نہ دے۔

یہاں پر رسول اپنے خط لکھنے کے مقصد کا دیباچہ پیش کرتا ہے کیونکہ یہاں پہلی دفعہ جھوٹے اُستادوں کی طرف براہِ راست اشارہ کرتا ہے اور یہ آیت رسول کے مقصد کے دونوں رخ پیش کرتی ہے:-

۱- بتا رہا ہے کہ کسی خاص آدمی کی طرف اشارہ ہے، جو کلسے کی کلیسیا کو غلط تعلیم دے رہا تھا۔ یا غالباً کوئی اُستاد تھا جو ساری جماعت کا ذمہ دار تھا۔ مگر پولس اُس کو جان بوجھ کر غیر واضح بناتا ہے۔ کیونکہ اُس کی دلچسپی شخصیتوں کے خلاف نہیں تھی، بلکہ اس جھوٹی تعلیم کے خلاف تھی جس کو وہ سکھاتے تھے۔ یعنی:-

۲- لبھانے والی باتیں، جس کا مطلب مادی ثبوت اور دلائل ہیں جن سے وہ حکمت اور معرفت کے رنگ میں سادہ ذہن مسیحی ایمان داروں کو دھوکا دیتے تھے۔ اس طرح رسول کے نزدیک ماحول کے مطابق بہت بڑا خطرہ تھا۔ اس نئی تعلیم میں اُن کے جھوٹے دلائل بہت بلند پایہ کے فلسفیانہ ثبوت تھے۔ عقل پسند لوگوں کے لئے بہت بڑی اپیل رکھتی تھی جو ذہنی طور پر انجیل کے پیغام کی سادگی سے مطمئن نہیں ہوتے تھے۔ اس لئے وہ مسیحیوں کو اس دلیل کا قائل کرنا چاہتے تھے کہ وہ حقیقی مسیحی تعلیم کو پہچان سکیں، جو اُن کے سامنے پیش کی جا رہی ہے، اور جو انہوں نے سیکھی ہے۔ نیز جس پر وہ ایمان رکھتے ہیں۔ رسول کی خواہش ہے کہ کلیسیا کے لوگ عقل پسند باتوں پر عمل پیرا نہ ہوں، بلکہ ایمان میں مضبوط رہیں اور ایمان کو جانچیں کہ ایمان عقل سے ماورا شے ہے۔ ہوتا اور کام کرتا ہے، جہاں انسان کی عقل کام نہیں کرتی۔ اس لئے اگر سب کچھ ایمان کے متعلق مادی دلائل سے ثابت کیا جائے، تو ایمان مجروح ہو جائے گا۔ رسول اس خطرہ میں کلسے کے مسیحیوں کے لئے ذہنی اور روحانی طور پر بے حد فکر مند ہے۔ کیونکہ اس مادی مدلل اور جھوٹی تعلیم، جو روحانیت اور ایمان والے سادہ لوح مسیحیوں پر سخت چوٹ کا کام دے رہی تھی، کے خلاف ان کو گھیرے ہوئے تھے، مگر ایسے حالات میں اُن کا روحانی اُستاد پولس اُن کے پاس نہیں۔

۵- آیت:-

کیونکہ میں گو جسم کے اعتبار سے دُور ہوں مگر رُوح کے اعتبار سے تمہارے پاس ہوں اور تمہاری باقاعدہ حالت اور تمہارے ایمان کی جو مسیح پر ہے مضبوطی دیکھ کر خوش ہوتا ہوں۔

جہاں پر رسول دوبارہ کلسے کے مسیحیوں کو یقین دلانے کے لئے اپنے آپ کی وضاحت کرتا ہے کہ مجھے دُور کا یعنی آنکھوں سے اوجھل اور اجنبی اُستاد کی حیثیت سے نہ سمجھو، جس کا تمہارے اِن حالات میں براہِ راست تعلق نہ ہو۔ مگر رسول اُن کے حالات سے واقفیت اور تعلق کا اس طرح اظہار کرتا ہے۔ گو یہ سچ ہے "کہ میں جسم کے اعتبار سے دُور ہوں مگر رُوح کے اعتبار سے تمہارے پاس ہوں"۔ یہاں پر پولس انسانی رُوح کے متعلق نہیں کہتا۔ بلکہ خدا کے پاک رُوح کے متعلق کہتا ہے۔ جو اپنی بڑی قدرت اور حکمت سے ہر جگہ موجود ہے اور سب باتوں کو جانتا ہے۔ جیسا کہ مسیحیوں کی عالمگیر روحانی یگانگت ثابت ہوتی ہے (۱-کرنتھیوں ۱۲: ۴-۱۱)۔ وہاں کی جھوٹی تعلیم کے اثرات کی بنا پر اُس کے دل میں ایک پریشانی ہے۔ مگر پاک رُوح کے وسیلے رسول اُن کی مسیحی ایمان میں وفاداری اور شوق کو جان کر خوش ہوتا ہے کہ اُن کی باقاعدہ حالت اور ایمان مسیح میں مضبوط ہے۔

"باقاعدہ حالت کی مضبوطی" یہ ایک فوجی استعارہ ہے، جس کا مطلب باقاعدہ جنگ میں بہتر اور مناسب صف آرائی ہے، جس سے دشمن کا اُن صفوں کو توڑنا اور اُن صفوں میں سے گزرنا ناممکن ہے۔ کیونکہ اُن کے پیچھے ایک ناقابلِ شکست طاقت ہے۔ پولس اس خط کو تحریر کرتے وقت روم میں قیدی تھا۔ اس لئے وہ رومی قیصری سپاہیوں کی پلٹن سے واقف تھا۔ (فلپیوں ۱: ۱۳) یوں اُس کے ذہن میں فوجی مضبوطی اور باقاعدگی تھی۔ اور اُس کی روحانی نگاہ میں مسیحی ایمان اور جھوٹی تعلیم کے درمیان

ایک جنگ برپا ہے۔ اور کلسے کے مسیحی جنگ کے محاذوں پر مضبوطی سے صف آرا ہیں۔ اور اُن کے پیچھے ناقابلِ تسخیر طاقت مسیح میں زندہ ایمان ہے۔ اس جنگ میں دشمن کی ناکامی کو دیکھ کر رسول انتہائی طور پر خوش ہے۔ جب تک کلسے کے مسیحیوں کا ایمان ہر آزمائش کی اِس حالت میں مستحکم تھا۔ مگر جھوٹی تعلیم کے بڑھتے ہوئے خطرات کے احساس سے رسول اُن کو جوش دلانے اور سرگرم بنانے کے لئے فکرمند ہے۔

۲- مسیح میں ترقی کرنا

(۲: ۶ - ۷)

پولس رسول قارئین کو جوش دلانے اور سرگرم بنانے کے بعد اُن کو ترقی کرنے کی نصیحت کرتا ہے۔ تاکہ وہ مسیح میں ایمان کی تازگی کو لگاتار جاری رکھیں جوش اور سرگرمی کے ساتھ مسیحی زندگی میں کاملیت کی طرف بڑھتے جائیں۔ اور زیادہ سے زیادہ ایمان میں مضبوطی اور مسیح میں ترقی کریں۔

۶- آیت:-

پس جس طرح تم نے مسیح یسوع خداوند کو قبول کیا، اُسی طرح اُس میں چلتے رہو۔

اس سے پیشتر ہم دیکھ چکے ہیں کہ کلسے کی کلیسیا میں اپفراس بطور مسیح کا خادم کام کرتا تھا۔ جس نے وہاں کی کلیسیا کو مسیحی تعلیم سکھائی۔ اور پولس رسول کو اُس کی دیانت دارانہ اور وفادارانہ خدمت پر پورا اعتماد ہے۔ اِس لئے وہ کہتا ہے کہ "جس طرح تم نے مسیح یسوع خداوند کو قبول کیا"۔ گویا اُس کی ساری تعلیم کا عنوان "مسیح یسوع خداوند" تھا جیسے عنوان میں تعلیم کی ترتیب پائی

حاتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ اُن کے ایمان کا مختصر خلاصہ ہے جس کی یاد دہانی کے لئے رسُول تین ناموں میں مسیحی ایمان کی تعلیم کو ترتیب دیتا ہے:۔

۱۔ "مسیح" جس کا مطلب خدا کا ممسوح جس کے ذریعے خدا نے دُنیا میں اپنے آپ کو مجسم ہو کر ظاہر کیا۔ اور اپنی پُوری معموری کے ساتھ اُس میں سکونت کی۔ (کلسیوں ۱: ۱۹)

۲۔ "یسوع" جس کی زندگی اور موت کے متعلق وہ جانتے تھے، کہ وہی مسیح موعود ہے یعنی پرانے عہد کے وعدہ کا مسیح۔

۳۔ "خداوند" یسوع جو مسیح ہے۔ ہمارے گناہوں کی خاطر مر گیا۔ دفن ہوا۔ مُردوں میں سے تیسرے دن جی اُٹھا اور آسمان پر چڑھ گیا۔ یوں اُس نے مُردوں میں سے زندہ ہو کر جلالی خداوند کا مقام حاصل کیا۔ اس لئے تمام مسیحی تعلیم کا خلاصہ اور مطلب مسیح یسوع خداوند کے ان تینوں ناموں میں پایا جاتا ہے۔ رسُول کا شخصی اور عملی ایمان اور یقین تھا کہ مسیح کے ساتھ روحانی شراکت رکھنے سے ہی مسیحی زندگی پیدا ہو سکتی ہے (یوحنا ۱۴: ۲۳) اُس کے احکام کی تابعداری میں اُس کی پیروی کرنا کافی نہیں ہے بلکہ پولُس اپنے پڑھنے والوں کو نصیحت کرتا ہے کہ "اُس میں چلتے رہو" گویا روز بروز یعنی اپنی روزمرّہ زندگی کو مسیح میں گزارو۔ نیز اپنی جسمانی زندگی کو مسیح کے ساتھ مصلوب کرو اور اُس کی [illegible] زندگی اور جلالی زندگی میں نئی زندگی حاصل کرو۔ مسیح کو اپنا خداوند مان کر اپنی روزمرّہ کی عملی زندگی سے اپنی وفاداری اور اُس میں چلنے کا ثبوت پیش کرو۔

۷۔ آیت:۔

اور اُس میں جڑ پکڑتے اور تعمیر ہوتے جاؤ اور جس طرح تم نے تعلیم پائی اُسی طرح ایمان میں مضبوط رہو اور خوب شکر گزاری

کیا کرو؟

"اُس میں جڑ پکڑتے اور تعمیر ہوتے جاؤ" رسُول یہ مخلوط سا استعارہ جان بوجھ کر استعمال کرتا ہے۔ جو مسیحی زندگی میں ترقی کے لئے دو علیحدہ علیحدہ نظریات سے حقیقت کی عکاسی کرتا ہے:۔

۱۔ "جڑ پکڑنا" جس سے مراد مسیح کے ساتھ تعلق اور رابطہ ہے۔ جو جڑ اور شاخوں کا آپس میں ہوتا ہے۔ یعنی مسیح میں گہرے طور پر پیوستہ ہونا اور ایمان دار کا مسیح میں رہ کر خوراک اور زندگی حاصل کرنا، جیسے جڑ زمین میں رہ کر پودے کے لئے خوراک اور زندگی حاصل کرتی ہے اور پودے کی تازگی اور ترقی کا سبب بنتی ہے۔ یہی مسیح میں ترقی کا اصول ہے۔ کیونکہ جب ہماری قوت اور زندگی کا ذریعہ اور سرچشمہ مسیح ہے تو ہم اس میں جڑ پکڑ کر اُس کی قوت کے مطابق بڑھتے ہیں۔ اور اُس کی مرضی کے مطابق پھل لاتے ہیں (یوحنا ۱۵: ۱-۵) مسیح میں ہوتے ہوئے ہمارے کردار کی ترقی ہمیشہ کاملیت کی طرف بڑھتی ہے۔ مسیح ہمیشہ ہماری زندگی کو پھلدار دیکھنا چاہتا ہے۔ یعنی رُوح کے پھل (گلتیوں ۵: ۲۲) مسیح میں جڑ پکڑے بغیر ہم یہ پھل پیدا نہیں کر سکتے۔ اس لئے رسُول ایمان داروں کو تلقین کرتا ہے کہ یہ تعلق مسیح میں لگاتار اور مسلسل قائم رکھو۔

۲۔ "تعمیر ہوتے جاؤ" تعمیر ہونے کا تعلق بنیاد سے ہے۔ کیونکہ تمام عمارات بنیاد پر ہی تعمیر کی جاتی ہیں۔ یہاں کلیسیا کی عمارت کی بنیاد مسیح ہے۔ (کلسیوں ۱: ۲۳) مسیح جو نیو ہے۔ ایمان دار اُس نیو پر عمارت ہیں۔ رسُول کلسے کے مسیحیوں کو اس بڑے بھید سے آشنا کراتا ہے۔ کہ وہ مسیح کے ساتھ گہرے طور پر پیوستہ رہیں۔ اُس میں سے زندگی اور قوت کو حاصل کریں۔ گویا اُس کے بدن کے اعضاء

بن کر اُس میں گہری شراکت اور یگانگت رکھیں۔ تب یہ کاملیّت کو
پہنچنا آسان اور لازمی ہے۔ رسُول کی نگاہ میں یوں وہ ایمان کی
زندگی بسر کرنے سے مضبوطی میں بڑھتے جائیں گے۔ جھوٹی تعلیم
کے ہر تیز جھونکے اور بدی کے ہر شدید حملے کا مقابلہ کر سکیں گے۔
ابلیس کو ہر قدم پر نیچا دکھائیں گے۔ اِس کے بعد روحانی اُستاد کا
مشورہ اور نصیحت ہے کہ انجیل کی تعلیم کے مطابق "ایمان میں مضبوط
رہو" جو تعلیم وہ سیکھ چکے ہیں، اُس کے مطابق ایمان میں قائم رہنا
ہے۔ اِس آیت میں رسُول ایک زرّین اصول بتاتا ہے۔ یعنی
مسیح میں زندگی، ترقی اور قوت جو ایک عجیب تثلیث ہے۔ جس
کو مسیح میں جڑ پکڑنے اور تعمیر ہونے سے ہی حاصل کیا جاتا ہے۔ جس
کا مطلب مسیح میں ترقی کرنا اور مسیحی زندگی میں کاملیت اور پختگی حاصل
کرنا ہے۔ کیونکہ پولُس کے نزدیک مسیحی ایمان ایک عملی اصول ہے۔
جس سے مسیحی کردار کی ترقی اور تعمیر ہوتی ہے۔ نیز جس سے مسیحی
عملی زندگی کا ثبوت ملتا ہے۔ پولُس اپنی نصیحت کو شکرگزاری کے
ساتھ ختم کرتا ہے۔ جو اِس خط کی بہترین خوبی ہے۔ رسول کے نزدیک
شکرگزاری مسیحی خوبیوں کی ایک بڑی ضرورت ہے۔ کیونکہ شکرگزار
دل ہی خدا کے فضل کو کثرت سے حاصل کرتا ہے۔ اور شکرگزاری
سے ہی رسول اُن کے ایمان کی ماہیت کا یقین کر سکتا ہے۔ کیونکہ
شکرگزاری ہی ایسا نشان ہے جس سے مسیح میں ایمان کی پختگی اور
مسیحی زندگی کی ترقی کا مطلب جانا جا سکتا ہے۔

۳۔ مسیح میں ایماندار کا تجربہ

(۲: ۸—۱۵)

اس مسئلے پر بحث کی جا چکی ہے کہ مسیح خدا کا بھید ہے۔ اور یہی اہم
مسئلہ ہمیں اِس مضمون میں درپیش ہے۔ اِس خط میں ہم ہر جگہ اِس عجیب
مسیح کو دیکھتے ہیں جو گناہ اور بُرائی کی زبردست مخالفت اور الٰہی بھید ہے
یہاں وہ ہمارے سامنے جھوٹی فیلسوفی کے زہر کا تریاق ہے۔ خدا کی پوری
معموری اُس میں ہے۔ اور ہم اُس میں ہیں۔ جس میں سے وہ معموری ہم
اپنی روحوں کے لئے حاصل کرتے ہیں۔ وہ تمام طاقتوں کا ایک زندہ سر
ہے، وہ روح کے حقیقی ختنہ کا خادم ہے۔ اُس میں اور صرف اُس میں
ہی ایماندار اپنی نئی زندگی کی اندرونی قیامت حاصل کرتا ہے۔ اور
اُس میں ہمارے لئے خدا کا نیا عہد ہے۔ اور ہم کو دیا گیا ہے۔ وہ ایک
مکمل معافی ہے۔ جو صلیب کے ذریعے ہمارے لئے مہیا کی گئی ہے۔ مسیح
نے اپنی صلیب پر بدی کی تمام تاریک طاقتوں پر ابدی فتح حاصل کی جو ہماری
اور اُس کی دشمن تھی۔ اُس نے اُن پر غالب آکر فتح یابی کا شادیانہ بجایا
اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کی ساری فتح مندی کا اطلاق ہم پر کیسے ہوتا
ہے اور ہم میں کیسے تاثیر کرتا ہے؟ کیا ہم خدا کے ساتھ اور آپس میں صلح
رکھ سکتے ہیں؟ اطمینان اور سلامتی کے ساتھ رہ سکتے ہیں؟ کیا ہم پاک رہ
سکتے ہیں؟ نیز کیا ہم ابدی زندگی اور پاکیزگی کا لازوال سرچشمہ رکھیں گے؟
کیا ہم جسم، دنیا اور شیطان پر فتح کا شادیانہ بجانے کے لئے قوت رکھیں گے؟
اِن سارے سوالوں کا جواب مسیح ہے۔ کیونکہ ایسا بننے اور سب پر غالب

آنے کے لئے مسیح خدا کا بھید ہے، جو ہم میں تاثیر کرتا ہے۔ اس طرح ہم ایمان سے مسیح میں کامل ہیں۔ مسیح میں مسیحی عملی زندگی اور تجرباتی زندگی اس فتح مندی کا حقیقی ثبوت ہے۔ کہ معافی، زندگی اور فتح ہیں، مسیح مصلوب اور زندہ مسیح میں ہے۔

اس لئے پولُس رسول اس حصے میں جھوٹے استادوں کی جھوٹی تعلیم سے آگاہ کرتے ہوئے مسیح میں ایمان کی حقیقی اور عملی زندگی کو پیش کرتا ہے۔ جو کلسے میں نئے خطرات اور مسائل کا حل ہے۔ خیالوں کے بڑے اختصار کے سبب سے اس حصے میں ایک خاص مشکل پائی جاتی ہے۔ کیونکہ وہ سب چیزیں جو مسیحی ایمان کے لئے ضروری ہیں اور اس وقت کے جھوٹے استادوں کے فریبوں کو بے نقاب کرنے کے لئے پولُس تمام باتوں کو احاطہ کا اختصار میں اکٹھا کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور سب سے مشکل بات یہ ہے کہ وہ اپنے پڑھنے والوں کو تمام باتوں سے روشناس کرانا چاہتا ہے۔ کیونکہ کلسے کے مسیحی جھوٹے استادوں کی تعلیم کے نئے مسائل سے خوب واقف تھے۔ جو عقلی اور مادی دلائل سے لبریز تھے۔ جن سے ایمان میں شک کا پیدا ہو جانا آسان تھا۔ اس لئے رسول کو سارے خط میں نئے مسائل اور حالات کے پیش نظر اپنے مقصد کو صفائی سے پیش کرنا پڑا۔ جبکہ اُن کو مقدس پولُس رسول کو سننے کا کبھی موقع نہیں ملا تھا۔ اس لئے رسول اپنے خیالوں اور مشوروں کو اُن کے علم میں پورے طور پر دینا چاہتا ہے۔

۸۔ آیت :-

خبردار کوئی شخص تم کو اس فیلسوفی اور لاحاصل فریب سے
شکار نہ کرے جو انسانوں کی روایت اور دنیوی ابتدائی باتوں کے
موافق ہیں نہ کہ مسیح کے موافق۔

مقدس پولُس رسول کلسے کی جھوٹی تعلیم کے بارے میں اپفراس سے سن چکا تھا۔ اور روح القدس کے وسیلے تمام حالات سے آگاہ ہو چکا تھا۔ (کلسیوں ۲: ۵) یہاں رسول کلسیوں کو دوبارہ آگاہ کرتا ہے۔ کیونکہ وہ اس سے پیشتر بھی آگاہ کر چکا ہے۔ (کلسیوں ۲: ۴) رسول اُن کے لئے نہایت فکرمند تھا۔ اس لئے آنے والے خطرات سے بار بار آگاہ کرتا ہے۔ تاکہ وہ ان خطرات کو جانتے ہوئے اپنا بچاؤ کر سکیں۔ نیز محتاط اور چوکنے رہیں۔

"کوئی شخص" جو شخص بھی وہاں پر جھوٹی تعلیم کا ذمہ دار تھا۔ پولُس اُس کو جانتا تھا۔ لیکن وہ جان بوجھ کر اس کے نام کو نظر انداز کرتا ہے کیونکہ پولُس رسول کا اپنے تمام خطوط میں یہ رویہ تھا۔ کہ جو لوگ بھی انجیل کی مخالفت کرتے تھے، وہ اُن کے نام سے احتراز کرتا تھا۔ اس لئے کہ وہ کسی کی ذات کے خلاف نہیں تھا بلکہ اُن کی تعلیم کے غلط نظریات کے خلاف تھا (رومیوں ۳: ۸، ۱۶۔ کرنتھیوں ۱۱: ۱۶، ۲۔ کرنتھیوں ۱۰: ۲، گلتیوں ۱: ۷، ۲۔ تھسلنیکیوں ۳: ۲: ۱، ۱۔ تیمتھیس ۱: ۳) "فیلسوفی اور لاحاصل فریب سے شکار نہ کرے" شکار کرنے سے مراد اغوا کرنا ہے۔ کیونکہ مسیح میں ایمان دار خدا کی بادشاہت کے لوگ ہیں۔ رسول اس بارے میں تاکید کرتا ہے کہ انجیل کی بدولت تم خدا کی بادشاہی کے لوگ ہو۔ اگر کسی دوسری تعلیم کی پیروی کرو۔ تو تمہارے لئے دھوکا اور لاحاصل فریب ہے۔ اور تم کسی اور کے غلام ہو گے۔ رسول اُن کو آگاہ کرتا ہے کہ جھوٹے استاد اپنی فیلسوفی اور لاحاصل فریب سے مسیحی ایمانداروں کو اغوا کرتے اور دھوکے کا شکار بناتے ہیں۔

"فیلسوفی اور لاحاصل فریب" یہ دونوں لفظ جھوٹی تعلیم کی خوب ترجمانی کرتے ہیں :-

۱۔ فیلسوفی جس کے لئے یونانی متن میں لفظ (فیلسوفیاس) ہے جس کا

مطلب حکمت کا دوست ہے۔ جہاں تک اس لفظ کے مطلب کا تعلق
ہے۔ اِس لحاظ سے پولُس اِس کے خلاف نہیں ہے۔ کیونکہ مسیح مصلوب
کی منادی کے لئے انسانی عقل کی کمی اور مکاشفہ کو سمجھنے کی وجہ سے
حکمت کا دوست ہونا لازمی ہے۔ اور ہونا چاہیئے۔ مگر اُس حکمت
کا جو خدا کی طرف سے ملتی ہے۔ (یعقوب ۳: ۱۷) لیکن اُس زمانہ
میں یہ فیلسوفی لفظی دلائل دنیوی اور آسمانی مخلوق کی پوشیدہ قوتوں
پر مشتمل تھی۔ جو دنیا کی حکمت تھی اور ایمان کے لئے خطرہ پیدا کرتی
تھی۔ ایسی فیلسوفی بے وقوفی تھی۔ (۱۔کرنتھیوں ۱: ۲۰) نیز پولُس
شخصی طور پر بھی ایسی فیلسوفی کے فلاسفروں کو جانتا تھا۔ (اعمال
۱۷: ۱۸) یہی فیلسوفی کلسے کی جھوٹی اور بدعتی تعلیم تھی اور یہ "لاحاصل
فریب" تھا۔ جس کے لئے یونانی متن میں دو لفظ استعمال کئے گئے
ہیں۔ "لاحاصل" کے لئے یونانی لفظ (کینیس) ہے۔ جس کا مطلب
خالی، بے اثر، بے فائدہ، بے مقصد اور بے کار ہے۔ (یعقوب ۲: ۲۰،
افسیوں ۵: ۶) "فریب" کے لئے یونانی لفظ (اپاتیس) ہے۔
جس کا مطلب دھوکا دینا، بہکانا، دغا بازی، مکر اور حیلہ سازی سے
پھنسانا، مغالطے میں ڈالنا اور اس کا دوسرا پہلو دنیوی چیزوں میں
عیش و عشرت ہے (مرقس ۴: ۱۹، متی ۸: ۲۲، لوقا ۸: ۱۴،
۲۔پطرس ۲: ۳-۱) گویا یہ لاحاصل محض قیاس آرائی اور حقیقت
سے خالی ہے جو "انسانوں کی روایت" تھیں۔ یہ صرف سُنی سنائی
اور بتائی ہوئی کہانیاں تھیں۔ جو اُن کے آباؤ اجداد سے اولاد تک
یعنی ایک سے دوسرے تک پہنچتی تھیں۔ انہی روایات کی بنا پر
جھوٹے استاد فلاسفر ہونے کا دعویٰ کرتے تھے۔ مگر خدا کے حقیقی
مکاشفہ کی طرف نہیں آتے تھے۔ جو مسیح میں تاریخی اور حقیقی طور پر

ظاہر ہو چکا تھا۔ جو ہر خاص و عام کے لئے تھا۔ مگر جھوٹے اُستادوں کا
مطالبہ مسیح کی انجیل کو فیلسوفی بنانا تھا۔ جو صرف ادبی اور فلسفہ دان لوگوں
کے لئے قابلِ قبول ہو۔ مگر عام اور جاہل لوگوں کے لئے نہیں۔ کیونکہ
وہ اِس کو آدمیوں کے خیالات اور تصوّرات کا کام سمجھتے تھے۔ جو اِس
دنیا کے تجربات اور مشاہدات تک محدود ہو سکتے ہیں۔
"دنیوی ابتدائی باتوں کے موافق" جس کے لئے یونانی متن میں یونانی
لفظ (ستاس توئے خیا) ہے۔ جس کا مطلب ترتیب سے چلنا یعنی پہلا،
دوسرا، تیسرا اور آخری کے طریقہ سے۔ جیسے حروفِ تہجی یا ابتدائی اصول
(عبرانیوں ۵: ۱۲) مادی دنیا کے عنصر زمین، پانی، اجرامِ فلک، ہوا اور آگ
وغیرہ (۲۔پطرس ۳: ۱۰) مگر یہاں اس کا مطلب یہ ہے کہ کائنات پر حکومت
کرنے والی روحیں جن کے متعلق قدیم زمانے کے لوگوں کا روایتی ایمان تھا۔
(گلتیوں ۴: ۳) جیسے قسمت کو ستاروں میں دیکھا جاتا تھا۔ اِس لئے یہ
محاورہ آسمانی اور روحانی مخلوق کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ جن میں
بالخصوص فرشتگان ہیں۔ جن کی گئی ہیں عبادت ہوتی تھی اور یہ غیر اقوام
کے قدیم مذاہب کے قدیم نظریات، کفر اور یہودی تعلیمات ملتی تھی۔ اور
یہ سب کچھ انسانی قیاس تھا۔ اور وہ روحانی حقیقت سے بہت دور تھے
کیونکہ یہ سب کچھ "مسیح کے موافق" نہیں تھا۔ حقیقت میں مذہب وہی
ہے جس میں انسان کی خدا کے لئے تلاش ہو۔ ذہنی مکاشفہ، خدا کی مرضی،
اور آدمی کے لئے الہٰی تلاش ہو ایک زندگی ہے جو مسیحیت کا عملی کردار ہے
"دنیوی فیلسوفی" نہیں ہے۔ دنیوی فیلسوفی فانی چیزوں کا لاحاصل فریب ہے
جھوٹے استاد علم رکھنا ہی کافی سمجھتے تھے۔ لیکن پولُس رسول کے نزدیک یہ
ناکافی تھا۔ کیونکہ نجات کے بغیر علم بھی ایک بند کوچہ ہے۔ جو منزل تک پہنچانے
میں ناکام اور قاصر ہے۔ عملی اخلاق اتنا ہی ضروری ہے، جتنا ذہنی علم۔

انسانیّت کا بگڑا ہوا کردار اور انسان کی بگڑی ہوئی فطرت کا ختم ہونا اور نئی انسانیت کا حاصل ہونا گویا انسانیّت کا سدھر جانا صرف مسیح میں ممکن ہے۔ علمِ انسان یعنی انسانی سدھار کی فیلسوفی کا جواب صرف مسیح میں ملتا ہے۔ جو بذاتِ خود کامل انسان، کامل خدا، خدا کا نجات بخش انتظام، نجات یافتہ مخلوق، یعنی نئی مخلوق کا خالق (۲۔کرنتھیوں ۵ :۱۷) ہے جس میں خدا اپنی پوری معموری کے ساتھ رہتا ہے۔

۹۔ آیت:۔

کیونکہ الوہیت کی ساری معموری اُسی میں مجسم ہو کر سکونت کرتی ہے۔

رسول یہاں پر دوبارہ مسیح کی عظمت اور فضیلت کو بیان کرتا ہے۔ جس کا ذکر (کلسیوں ۱: ۱۹) میں کر چکا ہے۔ پولس رسول جھوٹے استادوں کے محاوروں اور لفظوں کے ذریعے خداوند مسیح کی عظمت اور فضیلت کو ثابت کرتا ہے۔ الوہیت اور معموری دونوں لفظ یعنی جھوٹے استادوں کی تعلیم کے تھے۔ جو ان الفاظ کو اپنے نظریات کے مطابق استعمال کرتے تھے۔ جو علمِ الٰہی کے لحاظ سے غلط تھے۔ کیونکہ اُن کا استعمال نظریاتی اور جھوٹی تعلیم کے مطابق تھا۔ "الوہیت" جس کے لئے یونانی متن میں یونانی زبان کا لفظ (تھیوتے توس) ہے جس کا مطلب الٰہی ذات یعنی خدا کی ذات ہے۔ (رومیوں ۱: ۲۰) یہ یونانی فیلسوفی کی اصطلاح ہے۔ جس کا ذکر اعمال کی کتاب میں صرف ایک دفعہ آیا ہے۔ (اعمال ۱۷: ۲۹) جہاں رسول غیر قوم کے فلاسفروں سے اُن کی زبان میں دلائل پیش کرتے ہوئے اس لفظ پر بحث کرتا ہے۔ اس سے مراد الٰہی فطرت ہے۔ یہ لفظ جھوٹے استادوں کی تعلیم میں فرشتوں اور دیوتاؤں کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ لیکن فرشتگان تو مادی اور فانی مخلوق کے ساتھ شریک ہیں۔ جو مسیح کے وسیلے سے خلق ہوئے۔

مسیح خدا کا کلام ہے۔ جس کے وسیلے سے زمین اور آسمان کی تمام مخلوقات کو پیدا کیا گیا۔ (یوحنا ۱: ۱-۳) یہی کلام مجسم ہو کر ہمارے درمیان رہا (یوحنا ۱: ۱۴)، اس لئے خداوند یسوع مسیح ہی روحانی فطرت کا سرچشمہ ہے "ساری معموری" جس کے لئے یونانی متن میں لفظ (پلیروما) ہے۔ جس سے مراد تمام الٰہی قوتوں اور خوبیوں کا مجموعہ یا کاملیت ہے۔ پس خدا اپنی پوری پاکیزگی اور راست بازی کے ساتھ مجسم ہو کر مسیح میں سکونت کرتا ہے۔ پولس کے ذہن میں جلالی مسیح تھا۔ جو ازل سے پہلے اور ابد تک رہے گا۔ کیونکہ جھوٹے اُستاد بھی یقین کرتے تھے کہ مسیح نے خدا کو پیش کیا ہے۔ اس سے پولس نے بڑے زور کے ساتھ اعلان کیا کہ خدا اپنی تمام خوبیوں سمیت مسیح میں موجود ہے۔ جھوٹے استادوں کی یہ تعلیم تھی کہ الوہیت کی معموری فرشتوں اور دیوتاؤں میں منقسم ہے مگر یہ غلط اور جھوٹی تعلیم تھی۔ کیونکہ خدا کی ہر چیز یا خوبی جس کو انسان جان سکتا ہے، یا دیکھ سکتا ہے۔ وہ صرف یسوع مسیح کی انسانی اور جسمانی زندگی میں ہی سمجھی جا سکتی ہے۔ جب کبھی ہم اُس کو چھوتے ہیں، تو خدا کی راست بازی اور پاکیزگی کو چھوتے ہیں (۱۔یوحنا ۱: ۱) جھوٹے استادوں کا مطالبہ تھا، کہ خدا کو جاننے کے لئے مسیح خدا کے مکاشفے میں پہلا قدم ہے، لیکن خدا کے مکاشفہ کا مکمل علم فلاسفر کی مکمل حکمت ہے۔ مگر یہ ان کا باطل دعویٰ اور لا حاصل فریب تھا۔ جس میں وہ ناکام ہوئے۔ کیونکہ خدا کی الوہیت فرشتگان کا سلسلہ نہیں ہے۔ وہ صرف مسیح کی ذات میں مجسم ہے۔ اس لئے کسی اور بچانے والے کی ضرورت نہیں جبکہ مسیح موجود ہے۔ اور نہ ہی کوئی اور بچا سکتا ہے۔ کیونکہ مسیح سے کوئی بڑا نہیں جو انسان اور خدا کا درمیانی ہو سکے۔ انسان کو بچا سکے اور خدا کے ساتھ انسان کا میل کرا سکے۔ صرف آسمان کے تلے، اور زمین پر واحد نام مسیح یسوع کا ہے، جس کے وسیلے نجات ہے (اعمال ۴: ۱۲)

۱۰- آیت:-

اور تم اُسی میں معمور ہو گئے ہو، جو ساری حکومت اور اختیار کا سر ہے ۞

مسیح اور ایمان دار کا تعلق

"تم اُسی میں معمور ہو گئے ہو" رسول کلسے کے مسیحیوں کو یقین دلاتا ہے کہ تم خداوند یسوع مسیح میں جس میں خدا اپنی ذات کی پوری معموری سے سکونت کرتا ہے۔ جس کو خدا نے اُس کے کام میں جو زندگی اور موت کا تھا مُردوں میں سے زندہ کر کے سرفرازی بخشی (رومیوں ۱: ۴)، یعنی ذبح کیا ہوا برّہ مُردوں میں سے جی اُٹھا (مکاشفہ ۵: ۶) نہ صرف بیٹے کی حیثیت سے، بلکہ مجسم بیٹا جس بدن کو وہ کلیسیا کہتا ہے۔ یعنی کلیسیا کو مُردوں میں سے زندہ کیا اور سرفراز کیا۔ جس میں ہم سب ایمان دار شامل ہیں۔ رسول کلسے کے مسیحیوں کو کہتا ہے کہ ایمان کے ذریعے تم مسیح کے بدن میں شریک ہو جو سب کو معمور کرنے والا ہے (افسیوں ۱: ۲۳)۔ مسیح کا بدن حقیقی انسانی بدن تھا۔ پس اُس بدن میں ہوتے ہوئے یعنی اُس کے اعضا ہوتے ہوئے (۱-کرنتھیوں ۱۲: ۲۷) ایمان کے وسیلے تم اُس کی شراکت میں ہیں۔ گویا ہماری آزادی اور پاکیزگی کی زندگی میں بذاتِ خود زندہ خداوند یسوع مسیح شریک ہے۔ اس لئے اب اور طاقتوں اور بھیدوں کی ضرورت نہیں بلکہ وہ ساری حکومت اور اختیار کا سر ہے"۔ جیسا کہ (کلسیوں ۱: ۱۸) میں خیال پایا جاتا ہے۔ کہ تمام نادیدنی یا دیدنی خواہ حقیقی اور جلالی ہوں تمام اس کے بدن کے اعضا ہیں، اور وہ سر ہے۔ پس تم سے زیادہ نزدیک اور کون ہو سکتا ہے۔ تم جو اس کے بدن میں شریک ہو

ہم جسمی اعضاؤں پر بھروسہ رکھنے کی بجائے اعضاؤں کے لئے بدن کے سر پر بھروسہ رکھنا زیادہ قابلِ اعتماد اور واجب اور حقیقت پسندی اور دانائی کا ثبوت ہے۔ پولس ہمیں یاد دلاتا ہے کہ جو مسیح میں ہیں وہ زندگی کے چشمہ پر رہتے ہیں نہ کہ ندی پر جو چشمہ سے نکلتی ہے۔ اس لئے پورے طور پر اُس معموری کو استعمال کرو جو مسیح میں تمہاری ہے۔

نجات کا مسیحی تجربہ

۱۱-۱۵- آیات

وہ معموری جس کا اُوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ اور اُس کو ہم ایمان کے وسیلے مسیح میں ہو کر حاصل کرتے ہیں۔ وہ معموری ایمان دار کی زندگی کا طرزِ عمل اور شخصی تجربہ ہے۔ جو ہم مسیح میں رکھتے ہیں۔ اس لئے ان آیات میں وہ چیزیں اور اصول جو ایمان کے لئے ضروری ہیں۔ اُن کو ایک عقیدے کی صورت میں اکٹھا کیا گیا ہے۔ پولس اپنے ذاتی اور شخصی تجربہ کی بنا پر اس عقیدہ کو پیش کرتا ہے۔ لیکن اختصار کے ساتھ جو اُس کی عملی زندگی میں ہر جگہ وسیع پیمانے پر پیش آیا۔ نیز اپنے تجرباتی یقین کو جھوٹی تعلیم کے مقابلہ میں واضح کرتا ہے۔ کیونکہ جھوٹی تعلیم کی ہر بات ظاہری رسومات اور نمائش آرائیوں پر مشتمل تھی۔ جو جادو کا اثر سمجھی جاتی تھی۔ ان رسومات کے بے فائدہ ہونے کے پیشِ نظر پولس مسیحی نجات کی حقیقی شرائط بیان کرتا ہے۔ وہ مسیحی نجات کے بیان میں ایمان دار کے حقیقی تجربہ کی بنا پر تین باتوں پر زور دیتا ہے:-

۱۔ حقیقی اور روحانی ختنہ جو مسیحی بپتسمہ کی صورت میں ہوتا ہے۔

(۱۱-۱۲ آیات)

ب۔ نئی زندگی جو ایمان کے وسیلے قیامت شدہ زندگی ہے۔ (۱۳ آیت)

ج۔ احکام کی دستاویز کا مٹایا جانا۔ (۱۴-۱۵ آیات)

ا۔ بپتسمہ (حقیقی ختنہ)

۲: ۱۱-۱۲

۱۱۔ آیت:۔

اُسی میں تمہارا ایسا ختنہ ہوا جو ہاتھ سے نہیں ہوتا یعنی مسیح کا ختنہ جس سے جسمانی بدن اتارا جاتا ہے۔

یہاں پر پولس رسول جھوٹی تعلیم کے رسمی ختنہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جس کو انہوں نے ایک مادی رسم کی جگہ دے رکھی ہے۔ جو کہ حقیقت میں پاکیزہ اور روحانی فطرت کے ختنہ کی علامت ہے۔ جس کا ذکر مسیح کے اپنے لفظوں میں پایا جاتا ہے "جو ہاتھ کا بنایا ہوا نہیں ہے" (مرقس ۱۴: ۵۸) کیونکہ جسمانی ختنہ جسم کے ایک حصے سے چمڑے کو اتارنا یعنی کھال کو اتار دینا ہے۔ جو ایک جسمانی اور مادی رسم ہے۔ جو صرف انسان کی اندرونی حالت میں تاثیر کی علامت ہے۔ مگر "جو ہاتھ سے نہیں ہوتا" یہ ایک روحانی عمل ہے۔ جو ابدی اور خدا کی مرضی کے کام کا ثبوت ہے (۲۔ کرنتھیوں ۵: ۱) ختنہ ایک اندرونی روحانی بخشش ہے۔ جس کی مہر بپتسمہ ہے۔ جس سے مراد گناہ کے اعتبار سے مُردہ اور راستبازی کے اعتبار سے نئی زندگی۔ ایمان کے ذریعے پاک روح کے کام میں شراکت رکھنا (۱۔ کرنتھیوں ۶: ۱۷) گناہ کے زور اور الزام سے بری (رومیوں ۶: ۱۱-۱۴) صلح کے عہد میں شراکت کرنا (رومیوں ۵: ۱) نیز خدا کے گھرانے میں شریک ہونے کے لئے

صرف ایمان ہی ہے جو کہ فضل کے عہد کی بنیادی شرط ہے۔ مندرجہ بالا حقائق کی بنا پر ختنہ کی نسبت بپتسمہ کی مہر میں زیادہ وسیع حقیقت پائی جاتی ہے۔ اس لئے پولس کلسے کے مسیحیوں کو رسمی ختنہ کی ضرورت سے منع کرتا ہے۔ جو ان پر جھوٹے استاد لازمی رسم قرار دیتے تھے۔ کیونکہ رسول ان کو آگاہ کرتا ہے۔ کہ جو مسیح میں ایمان رکھتے ہیں وہ مسیح کے ختنہ میں شامل ہیں۔ یعنی ہمارا خداوند یسوع مسیح انسان کے لئے اس دنیا میں آیا اور اُس کا ختنہ انسان کے لئے کیا گیا۔ انسان کے لئے اُس کا ختنہ شریعت کے ماتحت کیا گیا۔ اُس کے تاریخی ختنہ کا گہرا تعلق ایمان کے ذریعے ہم سے ہے۔ قبولیت اور تقدیس سے اُس کی راستبازی کا پھل ہم میں پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے مسیح ہمیں روح کا بپتسمہ دیتا ہے۔ جس سے وہ ہم کو اپنے میں شریک کرتا ہے۔ اور یہ ختنہ اُس کا ہے "جس سے جسمانی بدن اتارا جاتا ہے" یعنی بڑا ختنہ انسان کے بدن کو اتارنے پر مشتمل ہے۔ یعنی اُس کی تمام پرانی اور بگڑی ہوئی فطرت کو اتار کر نئی پیدائش حاصل کرنا ہے۔ پولس کے نزدیک جسمانی فطرت سے مراد انسانی خیالات، احساسات اور خواہشات ہیں۔ جو کہ زمین کی مخلوق ہیں۔ بدن پر یعنی جسمانی نیت پر گناہ حکمران ہے جو انسان میں لپٹا ہوا ہے۔ اور مسیح نے اس گناہ سے خلاصی بخشی۔ اس بدن کو یعنی جسم کی تمام خواہشات کو جن پر گناہ قابض تھا، موت کے حوالے کر دیا۔ اور جلالی بدن کو مہیا کیا جس پر گناہ کا زور نہیں۔ کیونکہ گناہ اپنی ملکیت کے ساتھ ہی ختم ہو گیا۔ اس لئے یہ جسمانی ختنہ مسیح کے ختنہ سے منسوب کیا جاتا ہے۔ پولس گلتیوں کے نام خط میں ثابت کر چکا ہے کہ مسیحیوں کو ختنہ کی ضرورت نہیں۔ اس لئے پولس یہاں یہودی رسم کے متعلق نہیں کہہ رہا بلکہ مسیحی ختنہ کو پیش کر رہا ہے۔ جس کی حقیقی علامت بپتسمہ ہے۔ جو مسیحی بپتسمہ پا چکے تھے۔ جھوٹے استاد ان پر ختنہ کا زور دیتے تھے۔ پولس

ثابت کرتا ہے کہ مسیح میں بپتسمہ یافتہ لوگ حقیقی مختون ہیں۔ کیونکہ خدا کے بیٹے پر ایمان لانا سب سے بڑا ختنہ ہے۔ جس سے لوگ خدا کے گھرانے میں شامل ہوتے ہیں اور بپتسمہ اس اندرونی حالت کی ظاہری علامت ہے (یوحنا ۱: ۱۲، ۱۶۔ یوحنا ۱: ۵)، بپتسمہ ایمان کی سیکرامنٹ ہے۔ جہاں حقیقی چیز موجود نہیں وہاں اُس کا علامتی کام کیا جاتا ہے۔ جیسے بارھویں آیت میں مرقوم ہے۔

۱۲۔ آیت:۔

اور اُسی کے ساتھ بپتسمہ میں دفن ہوئے اور اُس میں خدا کی قوت پر ایمان لا کر جس نے اُسے مُردوں میں سے جلایا۔ اُس کے ساتھ جی بھی اُٹھے ٥

یہاں پر رسول اس بات کو ثابت کرنا چاہتا ہے۔ کہ مسیحی ختنہ مسیحی بپتسمہ ہے۔ جس کو وہ اس طرح پیش کرتا ہے۔ کہ ہم مسیح کے ساتھ دفن ہوئے۔ اور اس کے ساتھ زندہ بھی ہوئے۔ اس حقیقت کی وضاحت (رومیوں ۶ : ۳ – ۱۱) میں پائی جاتی ہے۔ جہاں بپتسمہ مسیح کا ایک زندہ تجربہ ہے۔ جس میں ایمان کے وسیلے ہماری شراکت ہے۔ بپتسمہ کے لئے یونانی متن میں لفظ (بپٹزو) ہے۔ جس کا مطلب غسل کرنا۔ پانی میں ڈبکی لگانا ہے یعنی بپتسمہ دھوئے جانے اور پاک ہونے کی علامت ہے۔ پانی میں ڈوبنا مسیح کے مردہ جسم کا دفن ہونا ہے۔ پانی سے نکلنا مسیح کی قیامت ہے۔ یعنی اُس کے بدن کا جی اُٹھنا، جلایا جانا اور جلالی صورت میں تبدیل ہونا ہے۔ اس لئے پولس بپتسمہ کے عمل کی قدر و قیمت کو واضح کر رہا ہے۔ اگرچہ یہ ایک علامت ہے۔ مگر اس کی تمام قدر و قیمت اور منزلت ایمان سے ہے۔ گویا بپتسمہ ایمان کا اظہار ہے۔ پس یہاں پر رسول واضح کرتا ہے کہ ہم ایمان کے ذریعے بپتسمہ میں مسیح کے ساتھ اپنی پرانی زندگی کے اعتبار

سے دفن ہوتے ہیں اور اُس کے ساتھ خدا کی قدرت سے زندہ ہوتے ہیں جس نے اُسے مُردوں میں سے جلایا۔" بپتسمہ لیتے وقت ہم اپنے ایمان کا اقرار کرتے ہیں کہ خداوند یسوع مسیح جو مر گیا۔ اور دوبارہ زندہ ہو گیا۔ یہی ایمان کے وسیلے مسیح میں خدا ہمارے ساتھ کرتا ہے۔ جس کی محبت اور قدرت مسیح میں ظاہر کی گئی ہے۔ جب ہم مسیح پر ایمان رکھتے ہیں۔ تو ہم اُس کی موت کو اپنی موت قبول کرتے ہیں۔ اس طرح ہمارے گناہ بھی اُس کی موت میں مر جاتے ہیں۔ اِس طریقے سے ہم اُس کی نئی زندگی میں شریک ہوتے ہیں۔ (گلتیوں ۳ : ۲۶ – ۲۷)، بپتسمہ کی یہی بڑی حقیقت ہے۔ کیونکہ بپتسمہ ایمان کا جواب ہے۔ جس سے مراد مسیح میں ایک ہونا ہے۔ اُس کی موت اور زندگی میں۔ جب ہم ایمان کے وسیلے مسیح میں نئے مخلوق اور مسیح کے جلالی بدن کا حصہ بن جاتے ہیں۔ تو ہم جسمانی نیت کے مطالبہ سے آزاد ہو کر اپنی تمام قوتوں کے ساتھ خدا کی خدمت میں مصروف ہوتے ہیں۔ نئے عہدنامہ کی بنیاد مسیح کے خون پر ہے، جو ہمارے لئے بہایا گیا۔ (لوقا ۱۲ : ۵۰) جو ہم کو تمام گناہوں سے پاک کرتا ہے (۱۔ یوحنا ۱ : ۷)۔ جیسے مسیح موت کے بپتسمہ میں شامل ہوا۔ ویسے ہی ایماندار اُس میں شریک ہوتے ہیں۔ جیسے مسیح مُردوں میں سے زندہ ہو گیا۔ ویسے ہی ایماندار کو نئی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ یہ صرف محض ظاہری علامت نہیں ہے، بلکہ پاک روح کے کام کے ذریعے ایماندار کو اس کی پرانی زندگی سے نئی زندگی میں تبدیل کیا جاتا ہے۔ تب وہ مسیح میں نیا مخلوق کہلاتا ہے۔ اور ایمان ہی کے وسیلے اپنے زندہ خداوند کے بدن میں شریک ہوتا ہے جو کلیسیا ہے۔

ب۔ نئی زندگی

(۱۳ - آیت)

۱۳ - آیت :-

اور اُس نے تمہیں بھی جو اپنے قصوروں اور جسم کی نامختونی کے سبب مُردہ تھے۔ اُس کے ساتھ زندہ کیا اور تمہارے سب قصور معاف کئے ۔

پولُس یہاں پر اس حقیقت کو بڑی صفائی سے واضح کرتا ہے۔ کہ جیسے یہودی نجات اور رہائی میں حصہ دار ہیں۔ اتنے ہی غیر اقوام حصہ دار ہیں۔ یعنی ایمان کے وسیلے مسیح میں ہوتے ہوئے نجات میں برابر کے شریک ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ کلسے میں جھوٹے استاد یہودی مسیحیوں کو غیر قوم مسیحیوں پر ترجیح دیتے تھے اور غیر اقوام سے اس بات کے متوقع تھے کہ وہ اپنے مقام کو اس قبولیت کی منزلت میں پیدا کرنے کے لئے یہودی رسم و رواج پر عمل پیرا ہوں۔ یہاں "تمہیں" پر زور دیا گیا ہے۔ جس سے مراد غیر اقوام ہیں "جو اپنے قصوروں اور جسم کی نامختونی کے سبب سے مُردہ تھے۔" رسول ان سے براہِ راست مخاطب ہو کر اُن کی پرانی حالت اُن پر واضح کرتا ہے۔ کہ تمہارے قصوروں کی وجہ سے تم مجرم تھے۔ کیونکہ گناہ کی آلودگی یعنی نامختونی کی زندگی گزار رہے تھے، تمہارے خیال میں وہ زندگی تھی۔ لیکن حقیقت میں وہ موت تھی۔ جبکہ تم گناہ کی حالت میں خدا سے جُدا اور دُور رہتے تھے۔ تو اِس حالت میں تم زندگی سے جُدا اور محروم تھے۔ کیونکہ خدا کی نزدیکی اور اُس کی رفاقت ہمیشہ کی زندگی ہے۔ پس خداِ مسیح یسوع میں تمہارے ساتھ

متحد ہو گیا جو ہم سب کے لئے مر گیا (رومیوں ۵ : ۸) اور دوبارہ زندہ ہو گیا۔ اِس رفاقت اور اتحاد میں تم کو زندگی دی گئی۔ لیکن یہ اِس صورت میں ممکن تھا جبکہ گناہ کو دور کیا جاتا۔ اس کے لئے جو کچھ خدا نے کیا وہ یہ ہے۔ کہ تمہاری پرانی زندگی مسیح میں ایمان کے وسیلے موت کے حوالہ کی گئی، اور تمہارے گناہ تم سے اتار دیئے گئے اور تم کو معافی دی گئی۔ اِس لئے اب تم پر عدالت کا کوئی مطالبہ نہیں رہا۔ پولُس کا یہ مطلب بھی تھا، کہ یہودی شریعت میں ختنہ انسان کی پرانی فطرت اور گناہ کی ناپاکی کو دور کرنے کا کوئی مقدس اور مخصوص طریقے کا نشان نہیں ہے۔ ختنہ تو صرف پسندیدہ لوگوں کے وجود میں شامل ہونے کا اجازت نامہ ہے۔ اور اس سے آدمی خدا کے نزدیک لانے کے لئے فرض کر لیا جاتا ہے۔ گویا رسول کے نزدیک اس خیال سے ختنہ ایک مہلک قید ہے۔ اور یہ مسئلہ جبر ہے۔ جس کا تعلق اور ایمان تقدیر ہے۔ جس نے اپنی من مانی اور اپنی پسند کی زندگی بسر کرنے کے بعد بھی خوش فہمی اور غلط فہمی میں مبتلا رہتا ہے کہ وہ مختون ہے۔ خواہ وہ گناہ کی زندگی میں خدا کے خلاف بغاوت اور نافرمانی میں پیش پیش ہو۔ یہ مسئلہ جبر اس لئے بھی ہے کہ اس کے بغیر کوئی خدا کے رحم اور معافی کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے پولُس مسیح میں ایمان دار قارئین کو یقین دلاتا ہے، کہ ایمان کی حالت میں نامختونی کوئی روحانی موت نہیں ہے۔ خدا نے تمہارے مُردہ جسموں کو مسیح کے ساتھ ایمان کے ذریعہ مصلوب کیا، اور ایمان ہی کے سبب زندہ بھی کیا۔ اور یوں مسیح کی قیامت میں نئی زندگی حاصل ہوئی۔ اِس طرح دوسرا انسان پہلے انسان میں تبدیل ہو گیا۔ پس یہودی اور غیر اقوام دونوں خدا سے معافی حاصل کرنے کی ضرورت میں ایک جیسے ہیں۔ یعنی مسیح میں ہمارے تمام قصور معاف کئے گئے۔ کیونکہ ایک ہی سطح پر اور ایک ہی طریقے سے سب کو معافی حاصل ہوتی ہے۔ یہ مقدس پولُس رسول کا شخصی تجربہ ہے۔ کہ خدا

نے مسیح میں گناہگار کو موت سے نکال کر نئی زندگی بخشی ہے (۱ یوحنا ۳: ۱۴) ہمارے تمام قصوروں کو معاف کر کے اَور جِلا کر ہم کو پاک رُوح کے وسیلے نئی قوت عطا کی ہے۔ جو جسم، دُنیا اَور ابلیس پر ہر طرح سے غالب ہے۔ اِس لئے اب ہم مسیح میں ایمان کے سبب نئی فطرت، نیا تجربہ اَور نئی زندگی رکھتے ہیں۔ "اِس لئے اگر کوئی مسیح میں ہے تو وُہ نیا مخلوق ہے۔ پرانی چیزیں جاتی رہیں۔ دیکھو وُہ نئی ہو گئیں۔" (۲۔ کرنتھیوں ۵: ۱۷)

ج۔ حکموں کی دستاویز کا مٹایا جانا

۲: ۱۴-۱۵

یہ دو آیات نہایت ہی مشکل ہیں۔ کیونکہ ایک ہی وقت میں بنیادی اَور اہم ضرورت کے مطابق پولُس رسُول مسیح کے کفارہ اَور اُس کی تاثیر پیش کرتا ہے۔ اَور اِس حقیقت کی وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ مسیح نے اپنی موت میں شریعت کو پورا کر کے مٹا دیا جس کے ذریعے انسان پر سزا کا حکم ہوتا تھا اَور بدی کی تمام طاقتوں کے تشدد سے ہم کو آزاد کر دیا ہے۔

۱۴۔ آیت:

اَور حکموں کی وُہ دستاویز مٹا ڈالی جو ہمارے نام پر اَور ہمارے خلاف تھی اَور اُس کو صلیب پر کیلوں سے جڑ کر سامنے سے ہٹا دیا۔

پولُس رسُول اِس مسئلے کو بڑے صاف لفظوں میں شروع کرتا ہے۔ کہ مسیح

کی صلیب نے "حکموں کی وُہ دستاویز مٹا ڈالی جو ہمارے نام پر اَور ہمارے خلاف تھی"۔ یہاں پر لفظ "دستاویز" سے مراد فیصلہ کُن احکام پر مشتمل تحریر ہے۔ یہ رسُولی زمانہ میں ہر مقروض سے قرضے کا تحریری اقرار نامہ ہوتا تھا۔ جو مقروض کے دستخطوں سمیت منظور کیا جاتا تھا۔ کبھی کبھی ایسا بیان ایک قیدی کے خلاف بھی تحریر کروایا جاتا تھا۔ اس لیئے ثابت ہُوا کہ یہ تحریری اقرار نامہ ہمارے دستخطوں سمیت ہمارے خلاف ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام بنی نوع انسان خدا کے فرمان کی ذمہ داری اَور احساس کے تحت زندگی گزار رہے ہیں۔ جس میں خدا کی مرضی کے تمام مطالبات ظاہر ہوتے ہیں اَور جس سے ہمارے گناہ اَور ہمارے بُرے کام خدا کے اِس قرضہ میں ہم کو ناامید اَور بے بس بناتے ہیں۔ گویا ہماری کمزور اَور بگڑی ہوئی فطرت قرضہ چکانے میں ناکام ہے۔ جس سے ہم پورے طور پر واقف ہیں۔ شریعت ہماری زندگی کا آئینہ اَور معیار ہے۔ شریعت ہمیں بتاتی ہے اَور ہم پر بڑی صفائی سے عیاں کرتی ہے۔ کہ ہم نے وُہ کام کیئے جو ہم کو کرنے روا نہیں تھے اِس لیئے اقرار نامہ تمام ذمہ داری کے احساس کے ساتھ ہمارے خلاف صاف ہے جو ہمارے اپنے دستخطوں سے منظور ہُوا ہے۔ یعنی جس کو ہم اپنے ضمیر میں تسلیم کر چکے ہیں۔ اَور اِس کی نافرمانی موت کی سزا ہے۔ جب ہم عین زیرِ سماعت تھے تو مسیح ہماری مدد کے لیئے آیا اَور ہماری خاطر مُوا (رومیوں ۵: ۸) اُس نے اِس دستاویز کو لیا جو ہماری سزا کو برقرار رکھنے والی اَور محافظ تھی۔ اُس نے اِس مہلک تحریر کو مٹا دیا۔ پولُس کے خیال میں یہودی اَور غیر قوم شریعت کے ماتحت ایک جیسے ہیں۔ جیسا کہ وُہ رومیوں کے نام خط کے پہلے باب اَور دُوسرے باب میں بیان کر چکا ہے۔ کہ شریعت اِس اقرار نامہ کا واضح بیان ہے۔ کہ خدا کا انسان کی طرف کیا کچھ واجب الادا ہے۔ یہودی ایک تحریری دستاویز رکھتے ہیں۔ اَور غیر اقوام اپنے دِلوں میں

شریعت رکھتے ہیں جس کے لئے اُن کا ضمیر گواہ ہے (رومیوں ۲ : ۱۵)۔ لہٰذا یہ دستاویز دونوں یہودی اور غیر اقوام کو اُن کے بُرے کاموں کے سبب سے سزا دینے اور دِلوانے میں حق بجانب ہے۔ دونوں کے لئے خدا کی عدالت کا مطالبہ جائز ہے۔ "اُس کو صلیب پر کیلوں سے جڑ کر سامنے سے ہٹا دیا۔" پولس یہاں پر ایک قدیم رواج کو بالخصوص رومی حکومت کے رواج کو بیان کرتا ہے۔ ایک الزام جو کسی کے خلاف ہوتا تھا۔ اس کو تحریری صورت میں اُس سزا یافتہ شخص کے اوپر ایسی جگہ پر کیلوں سے جڑ دیا جاتا تھا۔ جہاں ہر کوئی دیکھ سکے۔ اس پر عمل کی صورت کو ہم انجیل میں بڑی صفائی سے دیکھ سکتے ہیں۔ رسول کا اشارہ مسیح مصلوب کی طرف ہے۔ جس کی صلیب پر یہ دستاویز کیلوں کے ساتھ جڑی گئی۔ یعنی ایک نوشتہ لگایا گیا۔ جس پر اختصار کے ساتھ اُس کا جرم لکھا ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے اُس کو سزائے موت گویا مصلوب کیا جا رہا تھا۔ (یوحنا ۱۹ : ۱۹) اس دستاویز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پولس بتاتا ہے کہ مسیح کیوں مرا؟ یعنی شریعت نے اُس کو موت کا حکم دیا۔ جو صلیب پر کیلوں سے جڑی گئی تھی۔ اُس نے ہماری خاطر شریعت کی سزا کو پورا کیا۔ اس طرح سے اُس نے اس دستاویز کو سامنے سے ہٹا دیا۔ یعنی مسیح کی موت نے اِس کو ہٹا دیا۔ جب خدا کی نافرمانی ہمارے احساس میں جرم تھا جو ہمارے اور خدا کے درمیان حائل تھا۔ اُس کی حضوری میں پیارے فرزندوں کی حیثیت سے محبت کرنے والے باپ کے پاس ہم آزادی، دلیری اور پورے اعتماد کے ساتھ کھڑے نہیں ہو سکتے تھے۔ اس سزا یافتہ احساس کے بوجھ کو مسیح نے اِس طریقہ سے اُتارا، جب وہ صلیب پر کیلوں سے جڑا ہوا تھا۔ اُس کے ساتھ وہ دستاویز بھی کیلوں کے ساتھ جڑی ہوئی تھی۔ جو ہمارے خلاف ہمارے قرض کا اقرارنامہ تھا۔ یہ کام کسی پوشیدگی میں نہیں ہوا۔ بلکہ سرِعام انجام پایا۔ پس اب یہ

صاف ظاہر ہے کہ قرضہ اُس نے ادا کیا جو اُس سے بالکل پاک تھا۔ اُس نے اپنے آپ کو ہمارے ساتھ سزا اور موت میں شمار کیا۔ تاکہ تم کو اپنی آزادی اور ابدی زندگی میں شامل کر سکے۔ اس لئے اب ہم اُس کے ذریعے خدا کے حضور آزادی سے پہنچ سکتے ہیں۔

۱۵۔ آیت :-

اُس نے حکومتوں اور اختیاروں کو اپنے اوپر سے اُتار کر اُن کا برملا تماشا بنایا اور صلیب کے سبب سے اُن پر فتح یابی کا شادیانہ بجایا۔

پولس رسول مسیحی ایمان دار کے تجربہ کی بنا پر یہاں ثابت کرتا ہے کہ مسیح کی صلیب کے ذریعے خدا نے شریعت کو اُس کے تمام الزامات کے ساتھ مٹا دیا اور اُن شیطانی طاقتوں پر فتح حاصل کی، جو شریعت کا سہارا لے کر الزام تراشا کرتی تھیں۔ "حکومتوں" سے مراد اُس وقت کی ملکی حکومت یعنی رومی افسر اور شریعت کے ذریعے حکومت کرنے والے سردار کاہن ہیں۔ جو مسیح کے وقت کے دنیوی حکمران تھے۔ "اختیاروں" سے مراد وہ شیطانی قوتیں تھیں۔ جو اُس وقت کے دنیوی حکمرانوں میں اختیار کا سبب بنیں۔ اس لئے اس حقیقت کو ابتدائی کلیسیا نے قبول کیا کہ مسیح کی موت کے پیچھے شیطانی طاقتوں کی سازش تھی۔ جس میں سردار کاہن اور رومی افسران اُن فوق الفطرت تحریکات سے بے خبر تھے۔ پولس اس سے پیشتر یہ نظریہ پیش کر چکا ہے کہ مسیح کی موت اس جہان کے نیست ہونے والے سرداروں کی حکمت نہیں (۱۔کرنتھیوں ۲ : ۶) وہ خدا کے انتظام کو اُس کے مجسم بیٹے کو مصلوب کر کے شکست دینا چاہتے تھے۔ جب سے مسیح خداوند نے اِس کمزور اور قابلِ آزمائش جسم کو پہنا (عبرانیوں ۴ : ۱۵) اُس وقت سے شیطانی طاقتوں کے اختیارات اُس پر حملہ آور ہوتے رہے

مگر مسیح نے ہر بار اُن کو شکست فاش دے کر اُن کو دندانِ شکن جواب دیا۔ شیطان نے مسیح کو بیابان میں آزمایا اور منہ کی کھائی۔ (لوقا ۴ : ۱۳) پھر ابلیس مسیح کے سب سے بڑے شاگرد میں سے آزمائش کی صورت میں بولا۔ اور اُس کی موت کے دکھوں میں رکاوٹ کا سبب بننا چاہا مگر بُری طرح جھڑک دیا گیا۔ اور رد کر دیا گیا۔ (متی ۱۶ : ۲۳) گویا ابلیس کی تمام طاقت اُس کے سامنے جھک گئی۔ (متی ۸ : ۳۱-۳۲) پھر آخری وقت آیا جو مسیح کے لئے سب سے کٹھن وقت تھا اور تاریکی کے اختیار نے اُس وقت کو غنیمت جانا (لوقا ۲۲ : ۵۳) مگر مسیح نے اُس وقت بھی اپنے آسمانی باپ کی مرضی کے تابع ہو کر کہا کہ "اے باپ! اپنے نام کو جلال دے" (یوحنا ۱۲ : ۲۸) اُس وقت شیطان نے بُری طرح شکست کھائی جب خدا کی طرف سے یہ آواز آئی، کہ "دنیا کی عدالت کی جاتی ہے۔ اور دنیا کا سردار نکال دیا جائے گا" (یوحنا ۱۲ : ۳۱) آخری حملہ جو شیطان نے مسیح پر کیا۔ وہ گتسمنی سے لے کر صلیبی موت تک تھا۔ اُس وقت بھی شیطان اپنے تمام حربوں میں ناکام رہا۔ فتح مکمل ہو گئی۔ انسان کا دشمن جو بدی کا اختیار تھا۔ تباہ و برباد کر دیا گیا اور ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا گیا۔ کیونکہ خدا کے حقیقی مقصد میں یہ تھا۔ کہ مسیح اپنی موت کے ذریعے انسان کے تمام دشمنوں پر فتح یاب ہو گا۔ جس کا ثبوت مسیح کی قیامت میں پایا جاتا ہے۔ جبکہ وہ تیسرے دن مُردوں میں سے جی اُٹھا۔ اس طریقے سے مسیح نے اپنی موت کے ذریعے حکومتوں اور اختیاروں کو "اپنے اوپر سے اُتار کر اُن کا برملا تماشا بنایا" مسیح خداوند نے اس بڑی جنگ میں اپنے دشمنوں کو بے ہتھیار کر دیا۔ یعنی اُن کے ہتھیاروں کو ناکارہ بنا کر اُن کو اپنا اسیر بنایا۔ جو مسیح کی جسمانی فطرت سے جنگ میں نبرد آزما تھے۔ وہ گناہ سے واقف نہیں تھا۔ وہ ہمارے لئے گناہگار گردانا گیا۔

(یسعیاہ ۵۳ باب) اور اُس کی موت میں یہ جسمانی فطرت صلیب پر کھینچی گئی جو اُس نے ہماری خاطر پہن رکھی تھی۔ اس طریقے سے وہ ہمارے اور اپنے دشمنوں سے آزاد ہو گیا۔ گویا مسیح آسمانی فوجوں کے سرداروں سے جنگ کر رہا تھا۔ جو بنی نوع انسان کو اپنا غلام بنائے ہوئے تھے۔ اُس نے اُن کو شکست فاش دی اور اُن کے اختیار سے اُن کو محروم کر دیا۔ اور اُن کو اسیر بنا کر اور بے نقاب کر کے شکست خوردہ دشمنوں کی نمائش سرِعام کی اور مسیح فاتح جرنیل کی طرح (جیسے رومی فاتح جرنیلوں کا قاعدہ تھا) رسول کے خیال کے مطابق، بنی نوع انسان کے نادیدنی دشمنوں سے جنگ کرتے ہوئے اُن کو شکست فاش دے کر اور اُن کے تمام ہتھیاروں کو ناکارہ بنا کر اور اُن کو اپنا اسیر بنا کر اپنی شاہانہ گاڑی میں شادیانہ کے ساتھ اپنی دارالحکومت میں داخل ہوتا ہے "صلیب کے سبب سے اُن پر فتح یابی کا شادیانہ بجایا۔" یہاں پر مقدس رسول رومی شادیانہ کے تصور کو پیش کرتا ہے۔ "شادیانہ" سے مراد فتح کے بعد خوشی اور فخر کا اظہار ہے۔ اور پولُس رسول کے ذہن میں عام طور پر اس کا تصور بھی یہی تھا۔ (۲-کرنتھیوں ۲ : ۱۴) صلیب جس پر مسیح مؤا شاہانہ فوجی گاڑی کی مانند ہے۔ جس پر فاتح یسوع شادیانہ کے ساتھ سوار ہے۔ گویا صلیب کے سبب خدا نے مسیح میں تمام اختیاروں اور حکومتوں پر فتحیابی کا شادیانہ بجایا۔ جبکہ وہ خیال کرتے تھے کہ انہوں نے خدا پر فتح حاصل کی۔ لیکن حقیقت میں وہ مسیح کی موت میں شکست خوردہ اور مغلوب ہو گئے۔ اس لئے صلیب سب سے بڑی اور عالمگیر فتح ہے۔ اور نادیدنی دنیا کی عالمگیر شکست یعنی دنیا کی تمام بڑی طاقتیں جو ہم کو شیطان کے قبضہ میں کئے ہوئے تھیں۔ صلیب پر ہمارے خداوند کی موت میں تمام کی تمام مغلوب ہو گئیں بلکہ نیست و نابود ہو گئیں۔ اور مسیح اپنی قیامت میں اُن پر فاتح کہلایا۔ کلوری پر مسیح کی

کی موت نے اِن تمام طاقتوں کو نیچا دکھایا۔ اِس لئے اب خدا کے بیٹے ہمارے خداوند یسوع مسیح کی قیامت اور صلیب میں آزادی اور فتح مندی کی زندگی ہے۔ جو ہر ایمان دار کو مسیح میں ایمان کے وسیلے حاصل ہے۔ اور شیطانی طاقت کے اختیار سے مبرّا اور بالا ہے۔ خدا باپ کی مرضی کو مسیح میں ایمان دار پوری آزادی کے ساتھ پورا کرنے کے قابل ہے۔ کیونکہ خدا کے بیٹے نے ایمان دار کو تمام بدی پر غالب آنے کے لئے اپنی آخری فتح کا حق بخش دیا ہے۔ اور فتح کی قوت اور اختیار دیا ہے۔ تاکہ ایمان دار نیا مخلوق ہو کر فتح مندی کی زندگی بسر کر سکے۔ نیز ایمان دار مسیح میں فتحمندی کی زندگی بسر کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ آمین۔

جھوٹی تعلیم سے آگاہی

۲: ۱۶ — ۲۳

ہم دیکھ چکے ہیں کہ مسیح میں ایمان دار شریعت اور گناہ کی غلامی سے آزاد ہے۔ کیونکہ مسیح کی موت کے وسیلے دستاویز کو مٹا دیا گیا۔ کمزور اور گناہ آلودہ فطرت کو صلیب پر کھینچ دیا گیا۔ اپنی قیامت کے ذریعے موت پر فتح حاصل کر کے نئی فطرت یعنی نئی انسانیت اور فتح مند زندگی مہیا کر دی گئی ہے۔ اِس لئے مقدّس رسول مسیح میں بپتسمہ یافتہ ایمانداروں کو یاد دِلاتے ہوئے اُن احکام اور رسومات کی طرف اشارہ کر کے آگاہ کرتا ہے۔ تاکہ کلسے کے مسیحی ایمان داروں کو اُن کی غلامی سے بچنے میں مدد مل سکے۔ گویا پولس جھوٹے اُستادوں کی فیلسوفی سے جو لا حاصل فریب

تھا۔ متعارف کرانے کی خاطر اُن کی جھوٹی تعلیم کی مذہبی رسوم کو پیش کرتا ہے، جو فیلسوفی کے لبادہ میں عملی جامے کی محتاج تھیں۔ نیز یہاں پر رسول کلسے کی جھوٹی تعلیم کو بے نقاب کرتے ہوئے اُن کے دلائل کو غیر واضح اور بے معنی قرار دیتا ہے۔ اور اُن کے مقابلے میں حقیقی مسیحی آزادی کا ثبوت پیش کرتا ہے۔ مگر رسول حقیقت میں جھوٹے اُستادوں کے ساتھ اختلاف میں اور اُن کے نظریات کو وضاحت سے بیان کرنے میں متوجہ نہیں ہے۔ جیسے آیرینیس کی مانند دوسری صدی کے ابتدائی مسیحی بزرگوں کا طریق کار تھا۔ وہ محض صرف اُسی نئی تعلیم کی چند خصوصیات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جو اُس کو مسیحی تعلیم سے بالکل مختلف معلوم ہوتی ہیں۔ اُن میں سے چند بالکل یہودی رسومات ہیں اور چند غیر اقوام کی رسومات ہیں۔ پس یہ اختصار سے پیش کرنا مشکل ہے کہ کیسے یہ رسومات مخلوط ہو گئیں اور ان کا آپس میں کیا ربط ہے؟ اور جھوٹی تعلیم کے تعمیری ڈھانچے کو پیش کرنے میں یہ بھی مشکل ہے کہ مقدّس پولس اِس کے لئے چند غیر واضح سی اصطلاحات استعمال کرتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ کلسے کے مسیحیوں کے لئے غیر واضح زبان کی اصطلاحات قابلِ فہم ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ وہ اِن باتوں سے بخوبی واقف تھے۔ پس ہمارے سامنے یہ بات عیاں ہے کہ اُس جھوٹی تعلیم کی بنیاد کیا تھی۔ مقدّس پولس اِس کے مندرجہ ذیل دو رُخ پیش کرتا ہے:۔

ا۔ شریعت سے متعلقہ گمراہی۔ (۱۶ - ۱۹ آیات)،

ب۔ جسم سے متعلقہ غلط طرزِ عمل۔ (۲۰ - ۲۳ آیات)،

۱۔ شریعت سے متعلقہ گمراہی

(۱۶۔ ۱۹ آیات)

مقدّس رسُول اس حصّے میں دو باتوں کو پیش کرتا ہے:۔

۱۔ عملی غلط فہمی۔ (۱۶۔ ۱۷ آیات)

۲۔ علم الٰہی کی غلط فہمی (۱۸۔ ۱۹ آیات)

۱۔ عملی غلط فہمی

۱۶۔ آیت:۔

پس کھانے پینے یا عید یا نئے چاند یا سبت کی بابت کوئی تم پر الزام نہ لگائے۔

مقدّس پولُس رسُول جھوٹے اُستادوں کی دروغ گوئی کو منظرِ عام پر لاتے ہوئے کلسے کے مسیحیوں کو آگاہ کرتا ہے۔ کہ "کوئی تم پر الزام نہ لگائے" الزام لگانے کے لئے یونانی زبان کا لفظ "کرینو" ہے۔ جس کا مطلب عدالت کرنا، فیصلہ کرنا، منصف ہونا، کسی کے خلاف شکایت لگانا، کسی کو مجرم ٹھہرانا، الزام کے پیشِ نظر نقطہ چینی کرنا اور حرف گیری کرنا ہے۔ (رومیوں ۱۴: ۳) اس لئے پولُس اُن باتوں کی بابت آگاہ کرتا ہے جن کی بابت نومریدوں کے خلاف جھوٹے اُستادوں کے سبب سے بڑی شکایت تھی کہ یہ نومرید مسیحی ان تمام رسُومات پر باقاعدگی کے ساتھ عمل پیرا نہ ہونے سے اپنے مقصد میں ناکام ہیں۔ مقدّس رسُول اُن رسومات کی طرف اشارہ کرتا ہے جو مسیحیوں پر جھوٹے اُستادوں کے

الزام کا سبب تھیں۔ مثلاً "کھانے پینے کی چیزیں" (احبار ۱۰: ۹، ۱۱: ۳۴، گنتی ۶: ۳) جس سے مراد پرہیزگاری میں ظاہری انتہاپسندی تھی۔ یہ موسوی شریعت کا ایک حکم تھا۔ جس پر یہودی فرقے خاص کر ریکابی۔ (یرمیاہ ۳۵: ۲) اور نذیری (گنتی ۶: ۲) پابند تھے۔ یہ شراب سے تو پرہیز کرتے تھے۔ مگر دیگر کھانوں سے پرہیز نہیں کرتے تھے۔ یہ پابندیاں یہودی شریعت کے مطابق تھیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اُس وقت کے مذہب میں زاہد یہودی فرقوں کا حصّہ تھا مگر مقدّس پولُس کے نزدیک یہ غیر ضروری ہیں (رومیوں ۱۴: ۱-۲) اور عبرانیوں کا مصنف اِن کو اصلاح تک محدود ثابت کرتا ہے۔ اس لئے پولُس رسُول مسیحیوں کو اس عملی غلط فہمی سے منع کرتا ہے۔ کیونکہ ایسے کمزور ایمان والوں کو اس سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ پس ایمان میں دل کی مضبوطی صرف خدا کے فضل سے ہے۔ (عبرانیوں ۱۳: ۹) جو ایماندار کو مسیح میں حاصل ہے۔ اُس کے بعد رسُول اُن کی تقریبات پر اشارہ کرتا ہے۔ جو کہ سالانہ، ماہانہ اور ہفتہ وارانہ تھیں۔ (۱۔ تواریخ ۲۳: ۱۵-۲۲) "عید" جو کہ سالانہ تقریب تھی۔ مثلاً عید فسح (خروج ۱۲: ۱۴) کفارہ کی عید (احبار ۲۳: ۳۴-۴۳)، "نئے چاند" یہودی ماہانہ تقریب تھی۔ (گنتی ۱۰: ۱۰، ۲۸: ۱۱) اس تقریب پر قربانیاں بھی گزرانی جاتی اور قربانیوں کے وقت نرسنگے بھی پھونکے جاتے تھے "سبت" جس کا مطلب آرام ہے۔ یہ ہفتہ وارانہ تقریب تھی جس کو خدا نے مقدّس ٹھہرایا۔ (پیدائش ۲: ۳) مگر خداوند یسوع مسیح نے بتا کر یہ آدمی کے لئے بنایا گیا ہے۔ (مرقس ۲: ۲۷)، یہ خدا کی طرف سے شفیق اور سازگار تحفہ ہے۔ جو اُس کی مخلوق کے لئے روحانی اور جسمانی طور پر فائدہ مند ہے۔ یہ تمام یہودی شرعی رسُومات تھیں۔ جن کے بغیر مسیحی

لوگ چھوٹے استادوں کی نگاہوں میں نامکمل گنے جاتے تھے۔ اس لئے وُہ زور دیتے تھے کہ مسیحیت میں کامل بننے کے لئے ان رسومات کا پورا کرنا نہایت ضروری ہے مگر رسُول اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ یہ اُن کی عملی غلط فہمی ہے جبکہ وہ ان کی ماہیت اور حقیقی مقصد کو نہیں جانتے۔

۱۷۔ آیت:۔

کیونکہ یہ آنے والی چیزوں کا سایہ ہیں۔ مگر اصل چیزیں مسیح کی ہیں۔

مندرجہ بالا رسومات پر رسُول اپنا فیصلہ پیش کرتا ہے۔ جس میں وہ ان رسومات کا انکار نہیں کرتا بلکہ ان کی حقیقت کو ثابت کرتا ہے "یہ آنے والی چیزوں کا سایہ ہیں"۔ مقدس رسُول یہاں پر مستقبل کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جس کے لئے یہ رسُومات علامات کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مقدس پولُس بذاتِ خود یہودی ہوتے ہوئے اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہے۔ کہ یہ رسُومات حقیقت پر مبنی ہیں اور حقیقت کی علامات ہیں۔ عبرانیوں کے خط کا مصنف بڑی صفائی سے تمام یہودی شریعت کی رسومات اور چیزوں کو آئندہ کی چیزوں کا عکس ثابت کرتا ہے۔ (عبرانیوں ۸:۵، ۱۰:۱) آنے والی چیزوں سے مراد یہ ہے کہ پرانے عہدنامہ کی تمام چیزیں یہودیوں یعنی خدا کے لوگوں کے نزدیک خدا کی تربیت کا حصہ تھیں۔ جو رُوحانی حقیقت کو منکشف کرنے کا ذریعہ ہیں لیکن وہ ایک لازمی فرض نہیں ہیں۔ وُہ صرف ایک بڑی حقیقت کا عکس ہیں اور وُہ حقیقت مسیح ہے۔ جو خدا کا کامل مکاشفہ، حقیقی نور اور حقیقی زندگی ہے۔ اس لئے اب ان رسُومات کی ضرورت نہیں جبکہ وُہ خود موجود ہے کیونکہ سب چیزیں مسیح کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ اور اُس میں پایۂ تکمیل تک پہنچتی ہیں۔ جانوروں کی قربانیاں صرف پاکیزگی کے لئے ایک علامت تھیں۔ لیکن پاک اور کامل قربانی مسیح ہے۔ یعنی مسیح کا بدن جو سب کے لئے

اور اُس کی موجودگی کی حقیقت ایک نئے بدن میں نمایاں ہوتی قربان کیا گیا۔ اور شراکت ہے۔ جس میں وہ پاک رُوح کے لوگوں کی رفاقت ہے جو اُس کے ذریعے رہتا ہے۔ اس لئے اب ان مادی چیزوں کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ "اصل چیزیں مسیح کی ہیں"۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جن چیزوں کا یہودی رسُومات عکس ہیں وہی اصل چیزیں مسیح سے تعلق رکھتی ہیں۔ جب مسیح اپنے بدن یعنی کلیسیا میں موجود ہے۔ تو اصلی چیزیں ضروری ہیں یا ان کے اعضاء میں موجود ہوں گی۔ اس لئے مقدس پولُس کہتا ہے کہ مسیح تم میں رہتا ہے جو جلال کی اُمید ہے۔ (کلسیوں ۱:۲۷) چونکہ ظاہری رسموں پر نہیں بلکہ مسیح کے ساتھ گہری اور زندہ رفاقت رکھنے سے ہم اُس جلالی اُمید کے وارث ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ آئندہ کی چیزوں کا سردار کاہن مسیح ہے (عبرانیوں ۹:۱۱)

۲۔ علمِ الٰہی کی غلط فہمی

۱۸۔ ۱۹ آیات

۱۸۔ آیت:۔

کوئی شخص خاکساری اور فرشتوں کی عبادت پسند کر کے تمہیں دوڑ کے انعام سے محروم نہ رکھے۔ ایسا شخص اپنی جسمانی عقل پر پھول کر دیکھی ہوئی چیزوں میں مصروف رہتا ہے۔

یہاں پر مقدس پولُس رسُول کلسے کی جھوٹی، باطنی اور بغاوتی تعلیم کی نقصان دہ پوشیدہ فطرت کو منظرِ عام پر لاتا ہے۔ جس میں خاص کر یہودی مذہب اور غیر قوم کے مذہب کو مخلوط کیا گیا تھا۔ مقدس رسُول کا اشارہ "کوئی شخص" پر ہے۔ جس سے مراد کلسے کے جھوٹے اُستاد ہیں جو

وہاں کے ایمان دار مسیحیوں پر مسیحی ایمان میں عملی رسومات کو ٹھونس کر اُن کی مسیحی آزادی کو چھین رہے تھے۔ مقدس پولس اُن کے اس مقررہ فعل سے کلیسیا کے لوگوں کو خبردار کرتا ہے۔ اور اُن کو غلط تعلیم کے مقابلے کے لئے جوش دلاتا ہے۔ "دوڑ کے انعام سے محروم نہ رکھے" کے لئے یونانی زبان کا لفظ (کاتا برابیوتی) ہے جو رومی اور یونانی کھیلوں کی زبان کا لفظ ہے۔ جس کا مطلب کھیل کے میدان میں جانبازی سے مقابلہ کرنا (اعمال ۲۰ : ۲۴، ۲-تیمتھیس ۴ : ۷) جس سے مراد مسیحی کردار میں ثابت قدم رہنا ایمان میں پختہ اور مضبوط رہنا، مسیحی زندگی میں وفاداری کا عملی ثبوت پیش کرنا، شیطان کا جان دینے تک مقابلہ کرنا ہے۔ اور اس مقابلہ کا فیصلہ کرنے والا، اور جیتنے والے کو انعام دینے والا مسیح ہے (۲-تیمتھیس ۴ : ۸) اور یہ انعام ہمیشہ کی زندگی ہے۔ (۱-کرنتھیوں ۹ : ۲۴، فلپیوں ۳ : ۱۴) نیز پولس کے نزدیک کلسے کے مسیحی اپنے ایمان اور محبت کی پختگی کے لحاظ سے مسیحی زندگی کی دوڑ میں جیت چکے ہیں۔ یعنی جھوٹے استادوں کی کوشش ناکام ثابت ہوئی ہے۔ اب وہ اس انعام کے حقدار ہیں جو فاتح کا حق ہے اس لئے اب پولس رسول ان کو دو بنیادی اور پُرخطر باتوں سے آگاہ کرتا ہے جو اُن کو اس انعام کے حصول سے محروم رکھ سکتی ہیں :-

۱-"خاکساری" جس سے مراد روزہ اور خود ضبطی ہے۔ جس سے جسمانی ریاضت اور خود انکاری ثابت ہوتی ہے۔ لیکن جو محض دکھاوا اور روحانی طور پر بے فائدہ تھی۔

۲-"فرشتوں کی عبادت" یہ یہودی مذہب کے مطابق فرشتوں کی تصوراتی اور روایتی عبادت تھی۔ جن میں سب سے بڑا فرشتہ میکائیل جو کلسے اور لودیکیہ کے علاقہ کا خاص دیوتا تھا۔ جو ایک پوشیدہ بت پرستی تھی۔ اس لئے اس کو یہاں پر اور مکاشفہ کی کتاب میں بھی

سختی سے منع کیا گیا ہے۔ (مکاشفہ ۱۴ : ۱۰، ۲۲ : ۸-۹) مقدس رسول آگاہ کرتا ہے کہ ایسی باتوں سے کوئی شخص تمہاری فتح مندی کے انعام میں رکاوٹ ثابت ہوں گے۔ یعنی تمہارے خلاف فیصلہ دیں گے۔ اور تم کو ناکام ثابت کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس لئے پولس رسول ایسے شخصوں کی ذہنی کمزوری اور انسانی جہالت کے تکبر کو آشکارا کرتا ہے۔ یعنی "جسمانی عقل" جس سے مراد انسانی خواہشات کے مطابق فرضی دلائل جو مادی چیزوں پر مبنی ہیں۔ اور روحانی چیزوں کو عقلی طور پر پرکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ نہ کہ ایمان کی روح سے (افسیوں ۲ : ۳) اِس لئے مقدس رسول کے نزدیک ایسی عقل حقیقت سے خالی، بے فائدہ اور لاحاصل ہے۔ (گلتیوں ۴ : ۱۱) کیونکہ وہ اپنے علم کے مطابق اپنے فہم کو استعمال کرتے ہیں۔ جس سے وہ متکبر تھے۔ (۱-کرنتھیوں ۸ : ۱) "دیکھی ہوئی چیزوں" یعنی مادی چیزوں میں مصروف رہتے ہیں۔ جو رسم و رواج اور ظاہرپرستی پر مبنی تھیں۔ لیکن ایسے طرزِ عمل کے لوگ روحانی طور پر اندھے اور ایمان میں مُردہ تھے۔ اور نو مرید مسیحیوں کو بھی اس تاریکی کا شکار بنانے کی کوشش کر رہے تھے۔ جیسا کہ موجودہ زمانے میں بھی عقلیت پرست لوگوں میں دیکھا جاتا ہے۔ جو خدا کی قدرت اور حکمت پر شک کرتے ہیں۔ اور انسانی عقل میں خدا کی قدرت اور حکمت کو محدود بناتے ہیں۔ یوں وہ علمِ الٰہی کے لحاظ سے گمراہ اور غلط فہمی کے شکار تھے۔ ایسی منادی کرنے والے لوگوں سے مراد جھوٹے نبی بھی ہیں (حزقی ایل ۱۳ : ۳)

۱۹: آیت :-

اور اُس سر کو پکڑے نہیں رہتا جس سے سارا بدن جوڑوں اور پٹھوں کے وسیلہ سے پرورش پا کر اور باہم پیوستہ ہو کر خدا کی طرف سے بڑھتا جاتا ہے ۔

علم الٰہی کی غلطی اور گمراہی کو ثابت کر کے جس میں جھوٹے اُستاد مبتلا تھے، پولُس رسُول اس حقیقت کو اُجاگر کرتا ہے۔ جس سے کلسّے کے مسیحیوں کو روشناس ہونا لازمی تھا۔ جبکہ جھوٹے استادوں کی تعلیم فرشتوں کی نادیدنی مخلوق انسان اور خدا کے درمیانی ہونے پر مشتمل تھی۔ اس لئے مقدس پولُس اس واضح حقیقت کو سمجھانے کے لئے "سر اور بدن" کے استعارہ کو استعمال کرتا ہے، تاکہ ہر کوئی آسانی سے مسیح کے ساتھ رفاقت اور یگانگت کے راز کو سمجھ سکے۔ مسیح بدن کا سر ہے۔ جس کو رسُول اس سے پیشتر بھی ثابت کر چکا ہے۔ کہ مسیح کا بدن کلیسیا ہے۔ (کلسیوں ۱ : ۱۸) گویا مسیح سب چیزوں کا سر ہے۔ (کلسیوں ۲ : ۱۰) اس لئے تمام کائناتی زندگی مسیح کے ساتھ وابستہ ہے۔ کیونکہ مسیح زندگی کا سرچشمہ ہے۔ جس میں خدا اپنی پوری معموری کے ساتھ سکونت کرتا ہے۔ اس لئے بدن میں یگانگت کے ساتھ رہنے کے لئے کسی درمیانی کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ براہِ راست اُس میں پیوست ہونا ہے۔ جس سے زندگی ملتی ہے۔ "سر اور بدن" کے استعارہ سے مقدس پولُس کے خیال میں جسم کا کام، منتشر یگانگت، جسم کا سر کے تابع ہونا، اور سر کا جسم کے لئے فکرمند ہونا اور جسم کے ہر ایک حصّے کی ضرورت کو بہم پہنچانا، جسم کے ہر حصّے کی تکلیف سے سر کا سارے بدن سمیت متاثر ہونا، جسم کی ترقی اور صحت کے لئے سر کا سوچنا، اور فوری طور پر عمل پیرا ہونا، گویا بدن میں رہ کر ہر حصّے کا زندہ رہنا اور ترقی کرنا ممکن ہے۔ بدن سے جُدا کئے ہوئے اور کٹے ہوئے حصّہ کا زندہ رہنا ناممکن ہے۔ پس اس آیت میں پولُس رسُول نے قدیم طبّی سائنس کی زبان استعمال کی ہے۔ جو ممکن ہے کہ پولُس نے اپنے پیارے دوست، لوقا طبیب سے سیکھی ہو جس سے وہ مسیحی ترقی کے راز کو سمجھانے کے لئے سر اور بدن کی یگانگت کو دو طریقوں سے ثابت کرتا ہے:۔

ہر ایک عضو کا ایک دوسرے میں پیوستہ ہونا۔
۱۔ پٹھوں اور شریانوں کا مختلف حصّوں میں کام کرتے ہوئے ایک جگہ متحد ہونا۔
۲۔ یہ دونوں پہلو اس بات کی حقیقت ہیں کہ یہ جوڑ اور پٹھے نہ صرف بدن کی یگانگت کو قائم رکھتے ہیں، بلکہ راستے کا کام بھی دیتے ہیں۔ جن کے ذریعے بدن کے ہر عضو کی پرورش کے لئے خوراک مہیا کی جاتی ہے۔ مسیح اس بڑی یگانگت اور حیاتِ ابدی کا ایک اصول ہے۔ گویا ہر چیز اُس سے اِس طرح تعلق رکھتی ہے۔ جیسے سر کے ساتھ بدن کا تعلق ہوتا ہے۔ اور مسیح کے ذریعے ہی خدا میں ترقی ہوتی ہے۔ اس لئے زندگی اور یگانگت کا برقرار رہنا مسیح کی موجودگی میں ہی ممکن ہے۔ زندہ کلیسیا کا زندہ وجود مسیح کے وسیلے ہی ممکن ہے۔ نیز پولُس رسُول جھوٹی تعلیم کے رجحانات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جو مسیحی رفاقت کو درہم برہم کر رہے تھے۔ جس سے مسیح کا بدن (کلیسیا) ترقی نہیں کر سکتی تھی۔ جیسے خدا چاہتا ہے کہ اُس کے لوگ اُس کی قربت اور رفاقت میں بڑھیں اور کامل بنیں۔ (متی ۵ : ۸)۔ پس رسُول نتیجۃً اس بات پر زور دیتا ہے کہ خدا کی مرضی کے مطابق بڑھنے کے لئے مسیح میں پیوستہ رہنا ضرور ہے۔ (یوحنا ۱۵ : ۵)

(ب) جسم سے متعلقہ غلط طرزِ عمل

۲ : ۲۰ - ۲۳

اِس سے پیشتر مقدس پولُس رسُول نے جھوٹے اُستادوں کی تعلیم اور عبادت کو پیش کیا ہے۔ اور اب اُن کے عملی مطالبات اور روزمرہ کے

طرزِ عمل کی طرف رجُوع کرتا ہے۔ کیونکہ جھوٹے اُستادوں نے اپنے بناوٹی روزمرہ کے طرزِ عمل کی بہت بڑی پابندیوں سے مسیحی زندگی کی کامل اور حقیقی آزادی پر بوجھ ڈالنے کی کوشش کی۔ اس حصّہ میں اُن کی ضروریات یہودی اثر کے تحت پیش کی گئی ہیں۔ جو موسیٰ کی شریعت کی احبار کی کتاب سے لی گئی تھیں۔ جس میں اسرائیلیوں کے چھچھورا پن کے متعلق قوانین پائے جاتے ہیں یہ قوانین اور احکام فیلسوفی کے لبادہ میں مسیحیوں پر لازمی فرض سمجھے جاتے تھے۔ جو غیر اقوام کی فیلسوفی تھی۔ اس لیے اس نئے ڈھب پر مقدس پولس ویسے ہی تنقید کرتا ہے جیسے وُہ یہودی شریعت پر رومیوں کے نام خط اور گلتیوں کے نام خط میں کرتا ہے۔ اور اس حقیقت کو ثابت کرتا ہے، کہ ہم مسیح میں شریعت کے لحاظ سے مر چکے ہیں۔ اور وہ ہمیں اپنی محبت پر غالب آکر اپنی قیامت کے وسیلے زندگی کی آزادی میں لا چکا ہے۔ جس میں پرانی پابندیاں نہیں ہیں۔ پس انسان کے کام باطنی اور اندرونی محرکات کے تابع ہیں۔ اس لیے اُس کو ظاہری رسُومات کو پورا کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اپنے باطن کو درست اور نیت کو صاف کرنے کی ضرورت ہے۔ جس پر خدا کی نگاہ ہوتی ہے۔

۲۰۔ آیت :۔

جب تم مسیح کے ساتھ دنیوی ابتدائی باتوں کی طرف سے مر گئے تو پھر اُن کی مانند جو دُنیا میں زندگی گزارتے ہیں۔ انسانی احکام اور تعلیم کے موافق ایسے قاعدوں کے کیوں پابند ہوتے ہو ؟

یہاں پر مقدس پولس رسُول اپنے ناظرین کو مسیحی بپتسمہ یاد دلاتا ہے جو وُہ مسیح کے نام میں حاصل کر چکے ہیں۔ (کلسیوں ۲: ۱۲)، اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ بپتسمہ اور موت کا تعلق کیا ہے ؟ بپتسمہ غسل دینے یعنی پانی میں

ڈبونے سے حاصل ہوتا ہے۔ جس سے مراد مسیح کی طرح مرنا اور دفن ہونا ہے۔ اور پھر پانی میں سے باہر آنا مسیح کی قیامت میں شامل ہونے سے مراد ہے۔ اس لیے مقدس رسُول یہاں یہ ثابت کرتا ہے۔ کہ دنیا کی طرف سے مرنا مسیح میں بپتسمہ ہے۔ مقدس پولس کی تعلیم میں ایسی موت کے مختلف پہلو پائے جاتے ہیں۔ پس نہ صرف مسیح کے ساتھ مرنا ہے، بلکہ کچھ اور باتوں کی طرف سے بھی مرنا ہے۔ یعنی گناہ کے اعتبار سے۔ (رومیوں ۶: ۲)، اپنی خودی کے لحاظ سے (۲-کرنتھیوں ۵: ۱۴-۱۵)، شریعت کے اعتبار سے (رومیوں ۷: ۶، گلتیوں ۲: ۱۹)، اور دنیا کے لحاظ سے جیسا کہ اس آیت میں مرقوم ہے۔ یعنی مادی فرمان، قوانین اور دنیوی دلچسپیاں۔ کیونکہ یہ تمام باتیں پرانی زندگی سے متعلق ہیں۔ پس مقدس رسُول انسانی احکام اور تعلیم کے قاعدوں پر پابند نہ ہونے کا سبب پیش کرتا ہے۔ کہ ایک مسیحی ایماندار پرانی زندگی کی تمام خواہشات میں مر چکا ہے۔ اور مسیح میں نئی زندگی حاصل کر چکا ہے۔ یعنی اب جسم کی خواہشات اور ضروریات اُس پر حکمران نہیں ہیں۔ اس لیے انسانی احکام اور قاعدے اُس کے لیے کچھ وقعت نہیں رکھتے۔ پس جس پرانے انسان کے لیے یہ پابندیاں عائد تھیں وہ مر چکا ہے۔ کیونکہ یہ سب فانی دنیا سے متعلق ہیں۔ مگر مسیحی شخص ایمان کے ذریعے اور خدا کے فضل کے وسیلے پاک روح کی تحریک سے روحانی اور ابدی دنیا میں تبدیل کیا جا چکا ہے۔ اگر وہ اپنے آپ کو دوبارہ اُن کے فاضلانہ تقدس کے سامنے جھکاتا ہے۔ تو یہ اس کی طرف سے مسیحیت کا انکار ہے یعنی دوبارہ وہ دنیا کی حکمرانی میں جاتا ہے۔ یعنی وہ دنیا سے آزاد نہیں بلکہ دنیا کا غلام ہے۔ اس لیے پولس رسُول کلسے کے مسیحیوں کو نصیحت کرتا ہے کہ تمہیں ایسی پابندیوں کی ضرورت نہیں ہے۔ یعنی تمہاری زندگی کے

روزانہ طرزِ عمل کے لئے یہ نہیں ہیں۔ کیونکہ تم رُوحانیت کو حاصل کر چکے ہو۔ جس کے حصول کے لئے یہ ظاہری علامات ہیں۔ تم نئے یروشلیم یعنی آسمان کے شہری ہو۔ اگر تم ایسا کرتے ہو تو ابھی تک اس دنیا میں ہو۔ اور پرانے دستور کے مطابق پرانی کہانی کو دُہرا رہے ہو۔ وہی بوجھ جو بے فائدہ اور بے معنی ہے، اٹھائے ہوئے ہو، جس سے تم کو خلاصی مل چکی ہے۔

۲۱۔ آیت:۔

کہ اِسے نہ چھُونا، اُسے نہ چکھنا، اُسے ہاتھ نہ لگانا۔

یہاں پر مقدس رسُول جھوٹے استادوں کی ممانعت اور پابندیوں کو اُن کے الفاظ میں دُہراتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے اور سمجھتا ہے۔ ایسا کرنے سے نہ کچھ حاصل ہوتا ہے اور نہ کچھ ضائع ہوتا ہے۔ ان کا تعلق صرف جسم کی نمود سے ہے۔ نہ کہ انسان کی اندرونی اور روحانی حالت سے ہے۔ یہ پابندیاں یہودی شریعت کے مطابق نہیں۔ مگر لاطینی مفسر ہیلری اور پلیجیس کا خیال ہے کہ "پولس رسُول کی یہ اپنی ممانعت تھی جس سے وہ کلسے کے مسیحیوں کی شکستہ حالت کو تعمیر کرنا چاہتا تھا۔" لیکن متن کے سیاق و سباق سے ثابت ہوتا ہے کہ جھوٹے اُستادوں کی تعلیم تھی، جس کو کلسے کے مسیحی بخوبی جانتے تھے۔ کیونکہ ایسی ممانعت سب سے پہلے مسیح خداوند نے خود اپنی تعلیم میں یہودی نمود کے خلاف پیش کی۔ (متی ۱۵: ۱۔۲۰) اب خداوند یسوع مسیح اپنے رسُول کے ذریعے اپنی کلیسیا کو پھر آگاہ کرتا ہے۔

(کلسیوں ۲: ۱۶۔۱۷، ۱۔کرنتھیوں ۸ باب، ۱ تیمتھیس ۴: ۳)

۲۲۔ آیت:۔

کیونکہ یہ سب چیزیں کام میں لاتے لاتے فنا ہو جائیں گی۔

اِس آیت میں مقدس پولس رسُول مندرجہ بالا ممنوع قاعدوں کا سبب بیان کرتا ہے۔ کیونکہ یہ قاعدے اور پابندیاں صرف کھانے پینے اور چکھنے

تک محدود نہیں۔ جو صرف ظاہری اور نمائشی پاکیزگی اور پرہیزگاری کو ملحوظِ خاطر رکھتی تھیں۔ اس لئے ان کا استعمال اخلاقی طور پر بے فائدہ تھا۔ کیونکہ یہ سب فانی چیزیں ہیں۔ رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ مفسر اس بات پر متفق ہیں کہ پولس نے ظاہری رسم و رواج کو رد نہیں کیا، بلکہ اُن کا استعمال بے فائدہ ثابت کیا۔ اور اُس نے ان کے حقیقی مقصد کو اور الٰہی اختیار کو گہرے طور پر سمجھا اور پیش کیا۔ مقدس رسُول مسیح خداوند کے بتائے ہوئے اصول کو حکم سمجھ کر مقدم جانتا ہے کہ یہ سب باتیں فانی ہیں۔ جیسے یسعیاہ اپنے لوگوں کو کہتا ہے کہ اُن کے مذہب کی تمام نمود محض رسم و رواج، اور روایات پر مبنی ہے (یسعیاہ ۲۹: ۱۳) اسی مقصد کے تحت مسیح نے اِن الفاظ کو استعمال کیا۔ (مرقس ۷: ۷) مقدس پولس اس بنا پر اس اصول کے دو پہلو پیش کرتا ہے:۔

۱۔ جھوٹے اُستادوں کے کھانے پینے کے قوانین اور قاعدے سب بے فائدہ ہیں جو محض عارضی روایات ہیں۔

۲۔ جو ان کو عمل میں لاتے ہیں وہ اپنی آزادی کو ضائع کرتے ہیں۔ اپنے آپ کو غلامی کے جوئے میں اپنے بھائیوں کے ساتھ دوبارہ جوتتے ہیں۔ جس میں سے مسیح نے ان کو آزاد کیا ہے۔

۲۳۔ آیت:۔

اِن باتوں میں اپنی ایجاد کی ہوئی عبادت اور خاکساری اور جسمانی ریاضت کے اعتبار سے حکمت کی صورت تو ہے۔ مگر وہ جسمانی خواہشوں کو روکنے میں اِن سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔

پولس رسُول جھوٹے اُستادوں کے روزمرہ کے طرزِ عمل پر تنقید کرتے ہوئے آخر میں جھوٹی تعلیم کی فطرت اور مقصد کا نتیجہ پیش کرتا ہے۔ مندرجہ بالا باتوں میں جن کی اوپر وضاحت کی جا چکی ہے۔ جن میں سے مندرجہ ذیل قابلِ غور باتیں

یہ ہیں اور جن پر رسول خاص زور دیتا ہے۔ بالخصوص جن کے متعلق وہ کلسے کے مسیحیوں کو آگاہ کرنا چاہتا ہے کہ یہ بے فائدہ اور بے معنی ہیں یعنی:

۱۔ اپنی ایجاد کی ہوئی عبادت (۲) خاکساری (۳) جسمانی ریاضت۔

۱۔ اپنی ایجاد کی ہوئی عبادت:-

جس سے مراد فرشتوں اور دیوتاؤں کی عبادت تھی۔ جن کو خدا اور انسان کے درمیانی سمجھا جاتا تھا۔ جو انسانی عقل کے مطابق یعنی ان جھوٹے استادوں کی اپنی ایجاد کی ہوئی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی عبادت کا مجوّزہ اور انوکھا طریقہ ہوگا۔ جو اس سے پیشتر نہ ہی یہودیوں میں تھا اور نہ ہی غیر اقوام میں۔ یہ نیا آئینی ڈھب اور ڈھانچہ تھا جس میں یہودی اور غیر قوم کے خیالات مخلوط تھے۔ اور جس کو فیلسوفی کے لبادہ میں پیش کیا جاتا تھا۔ جس سے انسانی دماغ کی تسلی و تشفی ہوتی تھی۔

تیسرا باب

۳ : ۱ - ۲۵

۱۔ مسیح میں نئی زندگی کا مقصد

۳ : ۱ - ۴

اس سے پیشتر مقدس پولس رسول کلسے کی جھوٹی تعلیم وضاحت سے بیان کر چکا ہے۔ جو اپنے تمام بڑے بڑے دعووں سمیت دنیوی اور ظاہر پرستی پر مبنی تھی۔ جس سے مذہب کے حقیقی اور اصلی نتائج برآمد نہیں ہوتے تھے مگر انجیل کا مقصد انسان کو اس کی پستی سے اٹھا کر اور اس کے بوجھ اور بے فائدہ کوششوں سے رہائی دے کر حقیقی اور ابدی زندگی کا حقدار بناتا ہے۔ مسیحی ایمان دار مسیح میں زندہ ہو کر مسیح کے خیالات اور مسیح کی مرضی کو اپناتا ہے۔ اور اس کے ساتھ روحانی خوبیوں کی ایک نئی دنیا میں داخل ہوتا ہے۔ گویا خط کا یہ حصہ بائیبل مقدس کے سنہری حصوں میں سے ایک ہے۔ جس میں بڑے بھید کا اظہار پایا جاتا ہے۔ یعنی خط کے مقصد کا ابتدائی عملی حصہ ہے۔ جس میں مقدس پولس روحانی زندگی کے عملی پہلو کو پیش کرتا ہے۔ اور جھوٹی تعلیم کے خلاف

مقدس انجیل کے حقیقی معنوں کو ثابت کرتا ہے۔ کہ مسیحی زندگی کا مقصد کیا ہے؟ اور خداوند یسوع مسیح کی انجیل کیسے تمام انسانوں کی زندگیوں میں مؤثر ثابت ہوتی ہے۔ جو مسیح میں ایمان کے ذریعے بپتسمہ حاصل کر چکے ہیں۔

۱۔ آیت:-

پس جب تم مسیح کے ساتھ جلائے گئے تو عالمِ بالا کی چیزوں کی تلاش میں رہو۔ جہاں مسیح موجود ہے، اور خدا کی داہنی طرف بیٹھا ہے۔

اس آیت میں مقدس پولس نئی زندگی کے مقصد کو بیان کرتے ہوئے اُس حقیقت کو دوبارہ بیان کرتا ہے۔ جس کو وہ (۲: ۱۲)، میں بیان کر چکا ہے۔ کہ بپتسمہ مسیح میں زندہ ہونے کی دیدنی علامت ہے۔ اور اُس حقیقت کا احساس ہے۔ جس کو ہم دیکھنے سے قاصر ہیں۔ یعنی ایک حقیقی مسیحی کی حیثیت سے نئی زندگی کے نئے فرائض کا ذمہ دار ہوتا ہے کیونکہ مسیح کے ساتھ مرنا اور زندہ ہونے سے مراد اخلاقی طور پر پرانی زندگی کی فطری خواہشات کو ختم کرنا ہے۔ جس کے متعلق رسول (۲: ۲۰-۲۳) میں مفصل بیان کر چکا ہے۔ اب مقدس پولس مسیحی زندگی کو ایک نئی اور روحانی راہ پر گامزن کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے کلسے کے مسیحیوں کو یاد دلاتا ہے کہ "جب تم مسیح کے ساتھ جلائے گئے"۔ مقدس رسول کا "جب" سے مطلب مسیح کے نام پر بپتسمہ پانے کا وقت ہے۔ جس کی بنیاد مسیح میں ایمان ہے۔ بپتسمہ ایک محض سیکرامنٹ نہیں ہے۔ بلکہ یہ مسیحی ایمان دار کی زندگی میں انقلابی اظہار کا نشان ہے جس سے ایماندار اپنے گناہ آلودہ ماضی کو ترک کر کے مسیح کے ساتھ وابستگی اختیار کرتا ہے پس نہ ہی صرف بپتسمہ کی رسم کو ترجیح دی گئی ہے بلکہ مقدس رسول کے ذہن میں ایک باطنی اور روحانی تجربہ ہے۔ جس میں وہ ایمان کے وسیلے

مسیح کے ساتھ روحانی رفاقت اور یگانگت کا اظہار کرتا ہے۔ مقدس رسول اپنے پڑھنے والوں کو یاد دلاتا ہے۔ کہ جب وہ اپنی پرانی زندگی سے مر کر مسیح میں جلائے گئے ہیں۔ تو وہ یقین کے ساتھ جانیں گے کہ وہ نئی زندگی رکھتے ہیں۔ اس لئے اس نئی زندگی کے فرائض بھی نئے، نئی اُمید یں اور نئے ارادے ہونے چاہئیں۔ نیز پولس رسول نئی زندگی کے نصب العین کو بھی پیش کرتا ہے۔ کہ جب تم مسیح میں نئی زندگی رکھتے ہو تو "عالمِ بالا کی چیزوں کی تلاش میں رہو"۔ عالمِ بالا سے مراد آسمان ہے۔ جو خدا کا تخت ہے (زبور ۱۱: ۴) اور آسمان کی چیزیں آسمان کی بادشاہت ہے۔ مسیح نے خود کہا کہ اُس کی تلاش میں رہو۔ (لوقا ۱۲: ۳۱)، بلکہ تم اُس کی بادشاہی اور اُس کی راستبازی کی تلاش کرو۔ (متی ۶: ۳۳)، پس خدا کی راستبازی رُوح القدس کے وسیلے حاصل ہوتی ہے۔ جو آسمانی باپ کی طرف سے ملتا ہے (لوقا ۱۱: ۱۳)، اور روح القدس آسمانی باپ کی طرف سے وعدہ اور عالمِ بالا سے قوت کا لباس ہے (لوقا ۲۴: ۴۹)، اس لئے پولس رسول جھوٹے استادوں کی اعلیٰ حکمت کو مسیحیوں کی نگاہ میں ہیچ اور ناچیز قرار دیتا ہے۔ جو صرف دنیا کی مادی چیزوں پہ موقوف ہے۔ مگر عالمِ بالا کی چیزیں راستبازی، ایمان، محبت، اُمید اور حقیقی خوشی ہیں۔ نیز مسیحی ایمان دار روحانی اور آسمانی دنیا کے شہری ہیں۔ (فلپیوں ۳: ۲۰)، جہاں ان کے تمام شہری حقوق محفوظ ہیں۔ جو مسیح کا بدن ہیں۔ کیونکہ "مسیح وہاں پر موجود ہے اور خدا کی داہنی طرف بیٹھا ہے"۔ کلیسیا کا ایمان ہے کہ مسیح مردوں میں سے زندہ ہو کر آسمان پر چڑھ گیا۔ (لوقا ۲۴: ۵۱)، (اعمال ۱: ۱۱) اور خدا کے داہنے ہاتھ بیٹھا ہے۔ (زبور ۱۱۰: ۱، مرقس ۱۲: ۳۵-۳۷) رسول کا مطلب یہ ہے کہ خداوند یسوع مسیح آسمانی دنیا میں تخت نشین ہے۔ پس مسیح میں ایمان داروں کو اُن چیزوں کے لئے زندگی بسر کرنی چاہیئے۔ جو آسمان پر روحانی اور ابدی چیزیں ہیں۔ کیونکہ جہاں کسی کا

خزانہ ہو گا۔ وہاں اُس کا دل بھی لگا رہے گا (متی ۶ : ۲۱) نیز مقدس رسول کے ذہن میں رُوحانی یگانگت اور آیندہ کی زندہ اُمید ہے۔ کہ مسیحی لوگ نہ صرف آسمان میں اپنا خزانہ رکھتے ہیں، بلکہ آسمانی زندگی میں داخل ہو چکے ہیں کیونکہ مسیح کے ساتھ ایمان میں اِس روحانی یگانگت کے وسیلے مسیحی ایمان دار عالمِ بالا کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ جس میں مسیح موجود ہے۔ اور حکومت کرتا ہے۔ (عبرانیوں ۳ : ۱، مکاشفہ ۸ : ۱)

۲۔ آیت :-

عالمِ بالا کی چیزوں کے خیال میں رہو نہ کہ زمین پر کی چیزوں کے۔

مقدس رسول مندرجہ بالا خیال پر زور دینے کے لئے اِس کا اعادہ کرتا ہے۔ کہ نہ صرف عالمِ بالا کی چیزوں کی تلاش میں رہو، بلکہ "خیال میں رہو" (متی ۱۶ : ۲۳، رومیوں ۸ : ۵، فلپیوں ۳ : ۱۹) جس سے مراد ذہنی رجحان، مسیحی کردار کا عملی ثبوت اور خدا کے فضل کی نعمتوں کے پھل کا اظہار ہے یعنی مسیحی ایمان دار کے تمام خیالات، مرضی اور ارادے روحانی اور آسمانی باتوں میں محو رہنے چاہیئے "نہ کہ زمین کی چیزوں میں" (فلپیوں ۳ : ۱۹) جس سے مراد آزمائش فساد، اختلافات اور انسانی گناہ آلودہ جسم ہے یعنی مسیحی زندگی کے مقاصد کے حصول کے لئے اور حقیقی مطالب کو پیش کرنے کی غرض سے دنیوی پروگراموں کو اختیار کرنا۔ رسول کے نزدیک ایسا رویّہ بے فائدہ اور بے معنی ہے۔ اِس لئے رسول مسیحیوں کو آگاہ کرتا ہے کہ کبھی ایسی چیزوں کی طرف متوجہ نہ ہونا جو پاک رُوح کے خلاف اختلاف اور فساد کا سبب پیدا کرتی ہیں۔ پس مسیح میں ہر نئے مخلوق کو دنیا کی خوشی اور دنیا کی فکروں میں محو نہیں رہنا چاہیئے۔ بلکہ اخلاقی فتح کے آسمانی بھید کو سمجھے جو نجات ہے۔ اور ایمان کے وسیلے خدا کے ساتھ ایک نئے رشتے

کا نتیجہ اور ثبوت ہے۔ جیسے یوحنا رسول انجیل میں اور اپنے خطوط میں اِس بات پر زور دیتا ہے کہ ہم اِس دنیا میں اور اِس زندگی میں ابدی زندگی کے مالک اور وارث ہیں۔

۳۔ آیت :-

کیونکہ تم مر گئے اور تمہاری زندگی مسیح کے ساتھ خدا میں پوشیدہ ہے۔

یہاں پولس نئی زندگی کو پیش کرتا ہے۔ اور اُس کے مقصد کا راز بتاتا ہے اور کلیسے کے مسیحیوں کو یاد دلاتا ہے۔ کہ تم مسیحی بپتسمہ کی رسم کے ذریعے اور مسیح میں ایمان کے وسیلے پرانی زندگی کے اعتبار سے مر چکے ہو اور تمہاری پرانی یعنی کمزور اور بگڑی ہوئی فطرت مسیح کے ساتھ دفن ہو چکی ہے رسول کی یہ دلیل ہے کہ جب تم بپتسمہ کے لئے غسل کرتے اور پانی میں ڈوبتے ہو تو یہ علامت اِس بات کی ہے۔ کہ تم دنیا کی طرف سے مر جاتے ہو، اور جب دوبارہ پانی سے اوپر آتے ہو تو تم ایمان سے مسیح کی قیامت میں شامل ہوتے ہو۔ پرانی زندگی کو ترک کرتے ہو اور نئی زندگی تم میں جنم لیتی ہے۔ یعنی تم کو موت کی سزا سے خلاصی ہو چکی ہے۔ یہ فتحمند اور جلالی زندگی پاک رُوح کی تحریک سے ایمان دار میں پیدا ہوتی ہے (۱-کرنتھیوں ۶ : ۷) "تمہاری زندگی مسیح کے ساتھ خدا میں پوشیدہ ہے" اِس سے مراد مسیح کی قیامت شدہ اور جلالی زندگی میں ایمان کے ساتھ یگانگت رکھنا ہے۔ جیسے رسول کہتا ہے کہ "میں مسیح کے ساتھ مصلوب ہوا ہوں۔ اب میں زندہ نہ رہا بلکہ مسیح مجھ میں زندہ ہے" (گلتیوں ۲ : ۲۰) اور جلالی مسیح خدا میں ہے۔ جیسے بیٹا باپ کی گود میں۔ (یوحنا ۱ : ۱۸) اور ایمان دار مسیح کے ذریعے خدا میں ہیں۔ (یوحنا ۱۷ : ۲۱-۲۳) اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح میں پوشیدگی، خدا میں پوشیدگی ہے۔ جیسے داؤد کہتا ہے کہ "یہواہ نے

"میرے خداوند سے کہا تو میرے داہنے ہاتھ بیٹھ" (زبور ۱۱۰: ۱)، پس مسیح نہ صرف خدا کے داہنے ہاتھ بیٹھا ہے، بلکہ وہ خدا کی ساری معموری سے بھی معمور ہے۔ اُس کی زندگی خدا کے ساتھ ایک ہے۔ اِس لئے ایمان دار بھی مسیح کے ذریعے خدا میں پوشیدہ ہیں۔ یعنی خدا میں زندگی گزارتے ہیں۔ خدا اُن کا محافظ اور نگہبان ہے۔ مسیح میں فتحمند زندگی خدا کے ساتھ براہِ راست تعلق رکھتی ہے۔ جس میں خدا کی مرضی پوری ہوتی ہے۔ اور خدا کا جلال ظاہر ہوتا ہے۔

۴۔ آیت :۔

"جب مسیح جو ہماری زندگی ہے، ظاہر کیا جائے گا۔ تو تم بھی اُس کے ساتھ جلال میں ظاہر کئے جاؤ گے۔"

مقدس پولس یہاں پر ایمان کے وسیلے مسیح میں زندگی اور خدا میں پوشیدہ رشتے کو آئندہ کی اُمید میں پیش کرتا ہے۔ اور نئی زندگی کے مقصد کو یوں بیان کرتا ہے کہ مسیح ہماری زندگی ہے۔ جب وہ ظاہر کیا جائے گا تو ہم بھی اُس کے ساتھ جلال میں ظاہر کئے جائیں گے۔ رسُول اپنے شخصی تجربہ کو ایمان کی رُوح سے پیش کرتا ہے کہ "مسیح ہماری زندگی ہے" اِس سے مراد وُہ زندگی ہے، جو اُس میں پوشیدہ ہے۔ اور پاک روح کی تحریک سے میسّر ہے۔ کیونکہ مسیح روحانی زندگی کا سرچشمہ ہے (یوحنا ۱۴: ۶)، اور ہمیشہ کی زندگی خدا کا بیٹا ہے۔ جس کے پاس خدا کا بیٹا ہے اُسی کے پاس زندگی بھی ہے (۱۔یوحنا ۵: ۱۱-۱۲) ایمان داروں کی زندگی کا تعلق مسیح کے ساتھ ہے۔ جو قیامت کے دن زندہ ہوں گے، اور ہمیشہ کی زندگی حاصل کریں گے۔ (یوحنا ۶: ۴۰) نجات دہندہ کی حیثیت سے اور بدن کا سر ہونے کی حیثیت سے مسیح ہماری زندگی ہے۔ کیونکہ مسیح الفا اور اومیگا اور اوّل اور آخر ہے۔ (مکاشفہ ۱: ۸) مسیح ہماری زندگی

کی بحالی کا وسیلہ اور قیامت اور زندگی ہے (یوحنا ۶: ۵۷، ۱۱: ۲۵)، جبکہ مسیح قیامت اور زندگی ہے۔ تو رسُول اِس لئے کلسے کے مسیحیوں کو یاد دلاتا ہے کہ "جب مسیح ظاہر کیا جائے گا" رسُول کا اشارہ مسیح کی آمدِ ثانی کی طرف ہے۔ (۱۔ پطرس ۵: ۴، ۱۔یوحنا ۲: ۲۸) مسیح خداوند کے شاگرد اِس حقیقت کے گواہ تھے، جنہوں نے اپنی آنکھوں سے مسیح کو آسمان پر جاتے دیکھا اور فرشتہ کے ذریعہ دوبارہ مسیح کو دیکھنے کی اُمید حاصل کی (اعمال ۱: ۱۱) کلسیوں کے نام خط میں مسیح کی دوسری آمد کا تصور صرف اِسی آیت میں پایا جاتا ہے۔ تمام پوشیدہ چیزیں مسیح کی آمد پر منکشف ہوں گی۔ اب جو آئینہ میں دھندلا سا دکھائی دیتا ہے۔ اُس وقت رُوبرُو دیکھیں گے۔ (۱۔کرنتھیوں ۱۳: ۱۲) مسیح کی دوبارہ آمد مسیحی لوگوں کی زندہ اُمید ہے۔ جبکہ وہ سچا منصف آئے گا۔ (یوحنا ۱۴: ۱۲ - ۱۹، ۱۔تھسلنیکیوں ۴: ۱۵، ۱۔کرنتھیوں ۱۵: ۵۱) جب وہ ظاہر کیا جائے گا "تو تم بھی اُس کے ساتھ جلال میں ظاہر کئے جاؤ گے" رسُول کا ایمان ہے کہ مسیح اب آسمان پر ہے۔ اور اپنے جلال میں دوبارہ آئے گا۔ اُس وقت ایمان دار گویا ہم سب اُس کی زندگی میں تبدیل ہو جائیں گے۔ حقیقی کردار اور اصلی فطرت کے اعتبار سے مسیح کی جلالی صورت اور زندگی میں ایک ہوں گے۔ اِس حقیقت کی اُمید کو یوحنا کے پہلے عام خط میں بڑی صفائی سے بیان کیا گیا ہے۔ (۱۔یوحنا ۳: ۲)، پولس کلسے کی کلیسیا پر واضح کرنا چاہتا ہے کہ مسیحی لوگ ایمان کے وسیلے غیر فانی زندگی میں داخل ہو چکے ہیں۔ لیکن زمین پر اُن کی اصلی حالت اس دنیوی بدن میں محفوظ ہے۔ لیکن بڑی تبدیلی کی توقع مستقبل میں ہے۔ یعنی وہ روحانی بدن جو نئی فطرت پر مبنی ہوگا۔ پس مسیح اپنے جلالی بدن کی مانند ہمارے گناہ آلودہ بدن کو تبدیل کرے گا۔ جو غیر فانی زندگی ہوگی۔ (۱۔کرنتھیوں ۱۵ باب) یہ تبدیلی مسیح کی آمد کا نشان ہوگی۔ جس میں سب ایمان دار

شامل ہوں گے۔ مسیح کے جلالی اظہار کا دِن اُس میں ایمان داروں کے جلال
اظہار کا دِن بھی ہو گا۔

(۲)

پُرانی اور نئی انسانیت

۳ - ۵ - ۱۷

خط کے اس حصہ میں مسیحی اخلاق کے طور پر مسیحی عملی زندگی کو پیش کیا گیا ہے جس میں خدا کے نجات بخش کام کا بالترتیب بیان پایا جاتا ہے۔ جس کا اظہار ایمان دار کی زندگی میں لازمی امر ہے۔ جس کو رسول دو حصوں میں پیش کرتا ہے :۔

ا۔ پرانی زندگی کی پرانی عادات کو اتارنا یا ختم کرنا (۳ : ۵-۱۱)
ب۔ نئی زندگی کی نئی عادات کو پہننا یا اپنانا (۳ : ۱۲-۱۷)

خط کا یہ حصہ دو مشاہدات پر مبنی ہے :۔

پہلا مشاہدہ :۔

پولس کے اس خط کا بغور مطالعہ کرنے سے اُس کی تعلیم کے دو پہلو دکھائی دیں گے۔ ایک میں تعلیمی مسائل ہیں اور دوسرے میں اخلاقی مسائل ہیں رسول کی تعلیم کے دونوں پہلو ایسے ہیں۔ اور اس طرح ساتھ ساتھ چلتے ہیں جیسے ایک قیمتی تمغہ کے دونوں رُخ ہوتے ہیں۔ جن کو جدا کرنا ناممکن ہے۔ اس لئے یہ دونوں پہلو اکٹھے اور شانہ بشانہ عروج کی طرف بڑھتے ہوئے دکھائی

دیں گے۔ گویا اس حصہ میں پولس کا اصرار اس بات پر ہے کہ پرانی عادات کو اتار دو اور نئی عادات کو پہن لو۔ یہ اخلاقی پہلو ہے۔ مگر تعلیمی لحاظ سے مسیح کے ساتھ مرنا اور مسیح کے ساتھ زندہ ہونا ہے۔

دُوسرا مشاہدہ :۔

اس میں رسول دلائل سے ثابت کرتا ہے کہ مسیح میں نیا مخلوق یعنی حقیقی مسیحی کیا ہے؟ اور کیسے ہے؟ پس رسول اس کا اصول یوں بیان کرتا ہے۔ کہ پرانی زندگی کے اعتبار سے مسیح کے ساتھ مرنا ہے۔ اور نئی زندگی کے اعتبار سے اُس کے ساتھ زندہ بھی ہونا ہے۔ پرانی زندگی کو اتارنا اور نئی زندگی کو پہننے کا استعارہ بالخصوص بپتسمہ کی طرف اشارہ ہے۔ جس سے مسیح میں ایمان دار پرانے کپڑوں کو اتار دیتا ہے۔ اور غسل کے بعد نئے کپڑوں کو پہنتا ہے۔ مگر اس کا گہرا مطلب اخلاقی طور پر بُرے کاموں کو ترک کر کے اچھے کاموں کو اختیار کرنا ہے۔ جیسے مسیح نے کہا کہ ایک بُرا درخت اچھا پھل نہیں لا سکتا۔ ویسے ہی انسان کی زندگی میں جب تک اچھا بیج یعنی اچھا اصول نہ بویا جائے تب تک عام پند و نصیحت اور قوانین و احکام کارگر نہیں ہو سکتے، بلکہ دنیا میں بے کار اور بے فائدہ ثابت ہوں گے۔ رسول اس سے پیشتر بپتسمہ کا ذکر کر چکا ہے۔ جس میں کلسے کے مسیحی ایمان دار مسیح کے ساتھ مر چکے ہیں یعنی پرانی زندگی کو اتار چکے ہیں۔ اس لئے رسول اس کے گہرے مطلب کو واضح کرنے کے لئے اُن گناہوں کی طرف اشارہ کرتا ہے جن پر وہ غیر قوم کی مانند عمل پیرا تھے اور جن میں مبتلا تھے۔ تاکہ وہ سمجھیں کہ یہ اُن کی پرانی زندگی کا تاریک باب ہے، جس کا وہ موجودہ زندگی میں اعادہ کر رہے ہیں۔ جس کو مسیح کی موت کے وسیلے اُن سے دور پھینک دیا گیا ہے۔ اب اُن کو پورے طور پر محسوس کرنا چاہیئے کہ وہ مسیح میں نئے

انسان ہیں اور اپنی جہالت کے ماضی کی ہر بات کو ترک کر چکے ہیں۔ اس لئے اب مقدس پولس رسول اُن سے اور آج ہم سے بھی یوں مخاطب ہوتا ہے :-

(د)

پُرانی اِنسانیت کی باتوں کو اُتارنا

۵۔ آیت :-

پس اپنے اُن اعضا کو مُردہ کرو، جو زمین پر ہیں۔ یعنی حرام کاری،
اور ناپاکی اور شہوت اور بُری خواہش اور لالچ کو جو بُت پرستی
کے برابر ہے ؏

پولس رسول اس آیت میں خاص طور پر اُن گناہوں کی طرف اشارہ کرتا ہے جو کلسے کی کلیسیا میں عام تھے۔ اور مسیحی زندگی کے بالکل برعکس تھے مثلاً :-

حرام کاری :-

اس کے لئے یونانی زبان کا لفظ (پورنیا) استعمال ہوا ہے۔ جس کا مطلب ہے لونڈے بازی (۱-کرنتھیوں ۶ : ۹) پولس رسول کے زمانہ کے دولت مند لوگ اپنے زر خرید غلاموں کے ساتھ اس فعل کے مرتکب ہوتے تھے اور تھیٹروں میں بھی ایسا رواج تھا۔

ناپاکی :-

اس کے لئے یونانی زبان کا لفظ (اکاتھارسیا) ہے جس کا مطلب ناپاک

روحوں سے رابطہ رکھنا ہے۔ (متی ۱۰ : ۱) اُس زمانے میں اپنے دشمنوں کو دکھ پہنچانے کے لئے ایسے حربوں سے کام لیا جاتا تھا۔

شہوت :-

اس کے لئے یونانی زبان کا لفظ (پاتھوس) ہے۔ جس کا مطلب احساس نفسانی، جذبات اور نفس کی خواہشات میں لطف اندوزی ہونا ہے۔ (رومیوں ۱ : ۲۶) قدیم رومی تماشا گاہوں میں ایسی کھیلوں کا رواج تھا۔ جن سے لوگ نفسانی خواہشات کی تسلی کے لئے لطف اندوز ہوتے تھے۔ نیز شہوت کے جوش میں خدا کو بھول جاتا ہے (۱-تھسلنیکیوں ۴ : ۵)۔

بُری خواہش :-

اس کے لئے یونانی زبان کا لفظ (ایپی تھومیان کاکین) ہے۔ جس کا مطلب بُرائی چاہت ہے کے مانند بُرائی کا آرزومند ہونا یعنی جسم کی خواہش اور رغبت ہے۔ (گلتیوں ۵ : ۲۴) اُس وقت وسیع پیمانے پر لوگ اپنے تمدنیوں اور دشمنوں کے لئے بُرائی کے آرزومند ہوتے تھے۔ پس ایک مسیحی کو جو مسیح میں نیا مخلوق ہے۔ اُس کو اس تاریک پہلو سے خبردار رہنا چاہیئے۔ بلکہ اِن سب سے مبرّا ہونا چاہیئے۔ اس لئے مقدس رسول کا اصرار ہے کہ ان کو مُردہ کرو جو اب جسم کے اعضاء بن چکی ہیں۔

لالچ :-

اس کے لئے یونانی زبان کا لفظ (پلیونیکسیا) ہے۔ جس کا مطلب خود غرضی، دوسروں کے حقوق کو نظر انداز کرنا اور ناچیز جاننا ہے (۱-تھسلنیکیوں ۴ : ۶، افسیوں ۴ : ۱۹) اس کے متعلق بزرگ لائٹ فٹ

یوں بیان کرتا ہے، کہ "لالچی آدمی خدا کی مادی چیزوں کو اپنا معبود خیال کرتا
ہے۔ گویا ان کی پرستش کرتا ہے۔" جس کا ثبوت افسیوں ۵ : ۳ - ۵ میں
پایا جاتا ہے۔ کچھ عالموں کا کہنا ہے کہ قدیم زمانے میں بُت پرستی کی عبادت کا
بڑا مقصد مادی چیزوں کے حصول کی اُمید بنتا تھا۔ مقدس پولس رسول کے
ذہن میں بھی یہی تصور تھا کہ لالچ غیر اقوام کی عبادت ہے۔ اور ان کی عبادت
کا مقصد لالچ ہے" اور وہ بتوں کی عبادت سے لالچ کے ہی متوقع تھے۔
اسی لئے رسول کہتا ہے کہ لالچ بت پرستی ہے۔ گویا لالچ بُت پرستی کی تعریف
ہے۔ جس کا مطلب زیادہ حصول کی حرص اور خودغرضی ہے۔ جبکہ خودغرض انسان
اپنے حصول کو اپنا معبود خیال کرتے ہیں۔ تو یہ اُس سے بڑی اور زیادہ بت پرستی
ہے۔ جتنا کہ لکڑی اور پتھروں کے سامنے جھکنا ہے۔ لالچ بُت پرستی کا دل
ہے۔ اس لئے جو لالچی ہے، وہ بت پرستی کا مرکز ہے۔ مگر حقیقی اور سچا مذہب
وہ ہے۔ جس میں بغیر کسی معاوضے کے خدا کی عبادت اور خدمت کی جائے۔
اور ویسے ہی اپنے بھائیوں کی خدمت کی جائے۔ رسول کے نزدیک یہ تمام
گناہ جسمانی خواہشات ہیں۔ جو باطن سے سرزد ہوتی ہیں۔ جن کا گھر جسم ہے
اس لئے رسول کہتا ہے کہ "جو زمین پر ہیں" یعنی ناپاکی اور لالچ جو بت پرستی
کے برابر ہے۔ ان دونوں گناہوں کو بار بار بے نقاب کیا گیا ہے۔ جو نہ صرف
پرانی زندگی کی خاصیتیں تھیں، بلکہ غیر اقوام کے اُبھرے ہوئے گناہ تھے۔ پولس
رسول علم الٰہی کے لحاظ سے اپنے پڑھنے والوں کو مجبور کرتا ہے۔ کہ وہ ایسے
گناہوں سے کنارہ کریں۔ کیونکہ اس کا ایمان ہے کہ مسیح کی موت کے وسیلے
گناہ کا اصول یعنی انسان کی گناہ آلودہ، کمزور اور بگڑی ہوئی فطرت جس پر گناہ
حکمران تھا۔ اور اس میں لپٹا ہوا تھا، ختم کر دیا گیا ہے۔ اس لئے پولس رسول
کے نزدیک جو مسیح میں بپتسمہ یافتہ ہیں یعنی اُس کے ساتھ مر کر اور اس کی زندگی
میں ایک ہو چکے ہیں۔ اُن کے لئے گناہ میں زندگی بسر کرنا ناواجب اور ناممکن ہے

کیونکہ انہوں نے مسیح کے ساتھ زندہ ہو کر نئی فطرت کو حاصل کیا ہے۔ جس پر بدی
غالب نہیں آ سکتی۔ اور نہ ہی وہ فطرت بدی میں خوش رہ سکتی ہے۔ لیکن اس کے
برعکس مقدس پولس کے مشاہدے میں کلیسے کے مسیحیوں میں گناہ آلودہ فطرت
موجود ہے۔ جس کو انہوں نے مسیح کے نام میں بپتسمہ پا کر اُتار دیا تھا اور گناہ کی قید
سے آزاد ہو کر مسیحی ایماندار باطنی لحاظ سے روحانی آدمی بن چکے تھے۔ لیکن وہ
ابھی تک دنیوی باتوں میں مصروف ہیں۔ اس لئے رسول اُن پر واضح کرنا چاہتا
ہے کہ جب تک اُن کے ضمیر کی آواز اور حقیقی اور آزاد مرضی میں جسمانی خواہشات
دخل انداز ہوں گی۔ تب تک وہ مکمل آزادی میں داخل نہیں ہو سکتے۔ اور نہ ہی
اس مادی جسم کو روحانی جسم میں بدل سکتے ہیں۔ (رومیوں ۸ : ۲۳) پولس
رسول کا مطلب ہے کہ باطن کی کمزوریوں پر قابو پایا جائے۔ جو روحانی ہونے میں
مانع اور خدا سے دور رکھتی ہیں۔ اس لئے مقدس رسول بڑی کراہیت اور
نفرت کے ساتھ کہتا ہے کہ "اپنے اُن اعضا کو مردہ کرو جو زمین پر ہیں"
اور کلیسے کے مسیحیوں کو یاد دلاتا ہے کہ تم بپتسمہ کے ذریعے خدا کے لئے علیحدہ
کئے گئے ہو۔ اس لئے اب یہ واجب نہیں ہے کہ تم پرانی زندگی کی جسمانی خواہشات
میں زندگی بسر کرو۔ جبکہ مقدس رسول اس سے پیشتر نئی زندگی کے مقصد
کو بیان کر چکا ہے۔ اور مطالبہ کرتا ہے کہ اگر نئی انسانیت میں زندگی گزارنا
اور ترقی کرنا ہے تو پرانی انسانیت کو مرنا چاہیئے۔ اگر پرانی انسانیت
زندگی میں ابھی تک جاری ہے تو نئی انسانیت کو جاگزیں ہونے کے لئے
کبھی موقع نہیں ملے گا۔ کیونکہ مسیحی ایماندار گناہ کے اعتبار سے مردہ ہے۔
اس لئے اُس کو نئی انسانیت کے لائق ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

۱۔ آیت :-
کہ اُن ہی کے سبب سے خدا کا غضب نافرمانی کے فرزندوں پر
نازل ہوتا ہے۔

اِس آیت میں مقدس پولس رسُول کلسے کے مسیحیوں کو یاد دلاتا ہے
جو جسمانی نیّت سے زندگی گزارتے ہیں وُہ خدا کے خلاف بناوت کرتے
کیونکہ خدا تمام انسانوں پر کسی نہ کسی طرح اپنی مرضی اور قدرت کو ظاہر کرتا رہتا
ہے۔ ہر انسان کو خدا نے فہم عطا کیا ہے تاکہ وہ تمیز کر سکے۔ نیز ہر ذی روح کو
ضمیر کی روشنی بخشی ہے تاکہ وُہ اُس روشنی میں خدا کی مرضی کو پہچان سکے اور
خدا نے انسان پر وُہ طریقے بھی ظاہر کئے ہیں، جن سے انسان آپس میں رفاقت
کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ لیکن ہم نے اُن کو اپنانے سے انکار کیا ہے۔ جانتے
ہوئے اور سمجھتے ہُوئے ہمارے دل بالکل دنیاوی باتوں میں مصروف رہتے
ہیں اور یوں ہم نے نافرمانی کی رُوح اختیار کر کے آسمانی باپ کی مرضی کو ٹھکرا
کر اُس سے جُدا ہو گئے ہیں۔ پھر بھی خدا کے بڑے فضل اور رحم سے اس
دنیا میں دو عالم پائے جاتے ہیں۔ پس ہم کو اپنی آزاد مرضی سے وُہ دنیا منتخب
کرنی پڑتی ہے، جس میں ہم نے رہنا ہے۔ ایک وُہ دنیا جو خدا سے تعلق
رکھتی ہے۔ اُس دنیا میں رہتے ہُوئے خدا کا تعلق ہمارے ساتھ ہے۔ وُہ
اپنی مرضی کے مطابق ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ جس کی انتہا نجات اور ابدی
زندگی ہے۔ مگر دُوسری دنیا ہلاکت کی دنیا ہے جس پر خدا کا غضب نازل
ہوتا ہے۔ "غضب" کے لئے یونانی زبان کا لفظ (اورگا) ہے
جس کا مطلب طیش، غصّہ، غضب اور قہر کے جذبات سے فیصلہ کرنا یا فیصلہ
دینا ہے۔ (افسیوں ۴: ۳۱) مگر یہاں خدا کے غضب سے مراد یہ ہے کہ
خدا اپنے قہر میں جلدی یا دیر سے ہر بُری چیز کو برباد کر دے گا۔ کیونکہ
بدی کا نتیجہ ہلاکت اور تباہی ہے۔ اِس لئے خدا بدی کو خود بخود برباد
ہونے کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔ اِس خیال کو پولس رسول کا رومیوں کے
نام خط کے پہلے باب میں تین دفعہ پیش کیا گیا ہے۔ کہ خدا نے بڑے
لوگوں کو ان کے حال پہ چھوڑ دیا۔ (رومیوں ۱: ۲۴، ۲۶، ۲۸) کیونکہ یہ بھی

اُس کی عدالت کا طریقہ خیال کیا جاتا ہے۔ جب خدا ہم کو ہمارے حال پر چھوڑ
دیتا ہے اور کوئی مدد نہیں کرتا تو اُس کا نتیجہ ہماری ہلاکت اور بربادی ہوگی کیونکہ
ہم کمزور انسان ہوتے ہوئے اپنے لئے آپ بے بس ہیں۔ مقدس پولس
کے ذہن میں خدا کے غضب کا ایک اور مطلب بھی ہے۔ کہ بدی کے خلاف
خدا کی پاکیزہ محبّت کا ردِّ عمل ہے۔ جس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ خدا
پاک ہے۔ (۱یوحنا ۱: ۵) نیز وہ سچّا منصف اور عادل ہے۔ اِس لئے خدا
کا غضب ایک لازمی امر ہے۔ جو نافرمانی کے فرزندوں پر ہوگا۔ "نافرمانی کے
فرزندوں" سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا کی مرضی کے خلاف اپنی مرضی کو پورا
کرتے ہیں۔ حلیم، فروتن اور خدا پرست لوگوں پر ہر طرح کا ظلم ڈھاتے ہیں
اور اپنی مرضی کو پورا کرنے کے لئے ہر بُرائی کو اختیار کرتے ہیں۔ (افسیوں
۵: ۶) پس ایسے لوگ خدا کے غضب کا شکار ہوں گے۔ (رومیوں ۱: ۱۸،
یوحنا ۳: ۳۴، مکاشفہ ۶: ۱۶) پس جسمانی خواہشات میں زندگی گزارنے
والے غضب کے فرزند ہیں۔ (افسیوں ۲: ۳)۔

۷۔ آیت: ۔

اور تم بھی جس وقت اُن باتوں میں زندگی گزارتے تھے اُس
وقت اُن ہی پر چلتے تھے ○

اِس آیت میں مقدس پولس کلسے کے مسیحیوں کو اُن کی پرانی زندگی
اور تاریک ماضی یاد دلاتا ہے۔ جیسے نافرمانی کے فرزندوں کی زندگی تھی۔
گویا "تم بھی" اُن جیسی زندگی گزارتے تھے۔ جن باتوں کا اُوپر ذکر کیا جا
چکا ہے۔ جو غیر اقوام میں پائی جاتی تھیں۔ یعنی مسیحی ہونے سے پیشتر
وُہ بھی اُس زندگی میں شامل تھے۔ "اُن باتوں" سے مراد مقدس رسول
کے ذہن میں دو خیال پائے جاتے ہیں: ۔

۱۔ اُن باتوں کا ذکر ہے جو پرانی انسانیت کی روش میں پائی جاتی تھیں۔

(افسیوں ۲ : ۲) اور غیر قوموں کے بے ہودہ خیالات (افسیوں ۴ : ۱۷)

۲۔ اُن باتوں سے مراد اُن گناہوں کی طرف اشارہ ہے جو کلسے کے مسیحیوں میں پائے جاتے تھے۔

جیسے رسول کہتا ہے کہ "اُس وقت اُن ہی پر چلتے تھے۔" یعنی وہ نافرمانی کے فرزندوں میں سے تھے۔ اُن کی زندگی ویسی ہی تھی۔ جس کا احساس رسُول اُن کو دلانا چاہتا ہے۔ تاکہ وہ اپنی گذشتہ زندگی میں اور حال کی زندگی میں خود ہی اندازہ کریں اور مقابلہ کریں نیز محسوس کریں کہ اُن میں کون سے گناہ موجود ہیں۔ کیونکہ اگر مسیحی دنیا کا نہیں تو بھی وہ دنیا میں ضرور ہے۔ (۱-کرنتھیوں ۵ : ۸) پس مقدس رسُول اخلاقی فرائض پر زور دیتا ہے۔ کیونکہ جو بلند خیالوں کے لوگ تھے۔ وہ اخلاقی طور پر غیر اقوام جیسے تھے اور اپنی عملی زندگی سے اپنے بھیانک ماضی کا اعادہ کرتے تھے، جو حقیقی مسیحی کی مسیحی زندگی کے شایانِ شان نہیں ہے۔ اگر ہم گناہ کے ماحول میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور خوش ہیں تو ہم ابھی دنیا کی طرف سے مرے نہیں۔ کیونکہ اگر ہم رُوح کے اعتبار سے زندہ ہیں تو رُوح کے موافق چلنا بھی چاہیئے (گلتیوں ۵ : ۲۵)

۸۔ آیت :-

لیکن اب تم بھی ان سب کو یعنی غصّہ اور قہر اور بدخواہی اور بدگوئی اور مُنہ سے گالی بکنا چھوڑ دو۔

اِس آیت میں مقدس پولُس کا اخلاقی طور پر جن گناہوں کی طرف اشارہ تھا۔ وہ یہ ہیں جن کے لئے وہ کلسے کے مسیحیوں کو منع کرتا ہے جو تمام باتیں دنیوی زندگی اور پرانی انسانیت کی باطنی بگڑی ہوئی سرشت کا ثبوت ہیں جیسے :-

غصّہ :-

اس کے لیے یونانی زبان کا لفظ (اورگا) استعمال ہوا ہے جس کا مطلب ایک دوسرے کے خلاف نفرت اور حقارت کے جذبات ہیں جو خدا کی نظر میں ناپسندیدہ اور مکروہ ہیں۔

قہر :-

اس کے لیے یونانی زبان کا لفظ (تھوُما) ہے جس کا مطلب غصّہ اور طیش کا ردِّ عمل ہے۔ اِن دونوں لفظوں کی دلالت (افسیوں ۴ : ۳۱) میں پائی جاتی ہے۔ جو ایک دوسرے کو برباد کرنے کا سبب پیدا کرتے ہیں مگر مسیحی مذہب، محبت اور ہمدردی پر مبنی ہے۔ جس میں غصّہ اور قہر کا دخل ایک مشکل امر ہے۔

بدخواہی :-

اس کے لیے یونانی زبان کا لفظ (کاکیان) ہے جس کا مطلب کسی کے ساتھ بغض، عناد اور کینہ رکھنا نیز بدظن ہونا (رومیوں ۱ : ۲۹، ططس ۳ : ۳) پس ایسی فطرت سے بھلائی کا متوقع ہونا ناممکن ہے۔

بدگوئی :-

اس کے لیے یونانی زبان کا لفظ (بلاسفیمیان) ہے جس کا مطلب کسی کے خلاف کفر بکنا اور برائی کو اُگلنا، تہمت لگانا اور بدنام کرنا (رومیوں ۳ : ۸، ۱-کرنتھیوں ۴ : ۱۳) ایسی نفرت

اُور حسد کا اظہار ہوتا ہے۔ جو تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

مُنہ سے گالی بکنا:-

اس کے لیئے یونانی زبان کا لفظ (آئش
خرولوگیان) ہے۔ جس کے دو مطلب ہیں:-

۱- گندی اور گھناؤنی زبان استعمال کرنا۔
۲- ناجائز باتیں، سخت کلامی، گالی دینا اور بدسلوکی وغیرہ۔

اِس لیئے اِس لفظ کے دونوں مطلب ہی یہاں مناسب ہیں۔ پس رسُول اِن پانچوں باتوں کی فہرست دے کر نصیحت کرتا ہے کہ اِن سب باتوں کو اُتار دو کیونکہ یہ بدی کے ہتھیار ہیں۔ اور بدی ہمیشہ خدا کی خوشی اور رضامندی میں، بھلائی اور اتفاق [illegible] اور آپس کی رفاقت میں انتشار پیدا کرتی ہے۔ مقدس رسُول کلسے [illegible] پر واضح کرتا ہے۔ کہ اگر تم مندرجہ بالا پرانی زندگی کی عادات کی پیروی کرتے ہو تو تم آپس میں نفرت اور انتشار کو بڑھانے کا سبب پیدا کرتے ہو۔ جس سے خدا کو سخت نفرت ہے۔ "غصہ" بھائیوں میں آپس کی نفرت کا نتیجہ ہے ایک کا دوسرے کی کامیابی پر حسد اور اس کی ناکامی اور بدحالی پہ خوشی محسوس کرنا ہے۔ جو محبت کے خلاف اور خدا سے دوری کا سبب ہے اور "قہر" اندرونی بڑی خواہش کا اچانک پھوٹ جانا ہے۔ یعنی عمل میں آنا ہے۔ جو کسی بھی موقع پر اندھا دھند تشدد پر اُتر آتا ہے۔ اور عمل کے لئے مجبور کرتا ہے۔ "بدخواہی" ایک بُری روح ہے جو دوسرے کو نقصان پہنچانے کے لیئے منصوبہ بنا سکتی ہے۔ اور اُس کو دُکھ دینے یا نقصان پہنچانے کے لیئے پوشیدگی میں کام کرتی ہے۔ جو محبت سے بغاوت اور بھلائی کی حقارت ہے۔

بدگوئی:-

نفرت اور بدی کا وُہ ہتھیار ہے۔ جس سے انسان کسی اچھے شخص کی کمزوریوں کو بے نقاب کر کے اُس کی نیک نامی اور شہرت و عزت کو گھٹاتا ہے۔ جو حسد کا ردِّ عمل اور سچائی کی دشمن ہے۔ منہ سے گالی بکنا۔ انسانی باطن کی تاریکی اور خرابی کا ثبوت ہے۔ جو جھگڑے کا بہت بڑا سبب ہے۔ اور انسانی فطرت کی شرم ناک باتیں ہیں۔ جو انسانی فطرت کی کمزوری اور لاپرواہی کا نتیجہ ہیں۔ اور ایک دوسرے کے خلاف تلخ مزاجی کا استعمال ہے۔ یہ تمام کی تمام جسمانی رغبت اور خواہش کا نتیجہ ہیں۔ اور ایسی باتوں سے گریز کرنا مسیحی زندگی کا عملی ثبوت ہے۔ اور ان کو اپنائے رکھنا دنیوی اور جسمانی زندگی کا اظہار ہے۔ اس لیئے ان کو چھوڑ دینا مسیحی ایمان دار کے لئے نہایت ضروری ہے۔

۹- آیت:-

ایک دوسرے سے جھوٹ نہ بولو۔ کیونکہ تم نے پرانی انسانیت کو اُس کے کاموں سمیت اُتار ڈالا۔

مقدس رسُول پرانی انسانیت کی کمزوریوں اور گناہوں کو بتاتے ہوئے آخر میں بڑی کمزوری کو بیان کرتا ہے کہ "ایک دوسرے سے جھوٹ نہ بولو۔" جھوٹ کے لئے یونانی زبان کا لفظ
(سیوڈیتھے) ہے۔ جس کا مطلب لفظوں اور باتوں [illegible] ہے۔ اور ایک
جس سے آدمی اور آدمی کے درمیان ہے۔ گویا جھوٹ اعتماد اور بھروسے
دوسرے پر بھروسہ لازمی مسیحی خوبی ہے۔ اس لئے کہ مسیح بذاتِ خود
چکاتی ہے۔ کیونکہ اُس کی باتوں میں اور کاموں میں ذرا بھر کبھی جھوٹ نہیں

ہیں۔ بدیں وجہ خاص کر مسیحیوں کو آپس میں جھوٹ نہیں بولنا چاہیئے۔ اور نہ ہی غیر قوموں کے ساتھ جن میں وہ رہتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے کاموں اور باتوں سے اپنے مسیحی ہونے کا اقرار اور اظہار کرتے ہیں۔ اس لئے مقدس پولس اپنے پڑھنے والوں سے مخاطب ہو کر سچا مسیحی ہونے کی دلیل پیش کرتا ہے۔ کہ "تم نے پرانی انسانیت کو اس کے کاموں سمیت اتار ڈالا" پرانی انسانیت سے مراد (رومیوں ۶:۶، افسیوں ۴:۲۲) یہ ہے کہ گرے ہوئے آدم کی نسل ہونے کی حیثیت سے پرانی اور گناہ آلودہ سرشت اور حالت، شریعت کی سزا کے مطابق مجرم نیز گناہ کا غلام اور جسمانی خواہشات سے مغلوب (گلتیوں ۵:۱۶-۱۷) "اس کے کاموں سمیت" اس کے لئے یونانی زبان کا لفظ (پراکسیس) ہے۔ جس کا مطلب جسم کے عملی کام ہیں۔ (رومیوں ۸:۱۳) اپنی مرضی کے کام جو جہالت اور تاریکی میں کئے گئے ہوں (اعمال ۱۹:۱۸) اور گناہ کا فریب (۱-کرنتھیوں ۶:۹) یہ پولس رسول کے زمانے میں غیر اقوام کی زندگی اور پرانی انسانیت کے کام تھے۔ جن کو بپتسمہ میں ایمان کے وسیلے مسیح کے ساتھ مر کر اتار دیا گیا تھا۔ اگر وہ اب بھی ان کاموں میں زندگی گزارتے ہیں۔ تو بپتسمہ ان کے لئے بے حقیقت اور بے معنی ہے۔ جس سے ان کے لئے مسیح کی موت اور مسیح پر ایمان بھی بے فائدہ اور بے معنی ہے۔ اس لئے مسیح پر ایمان رکھتے ہوئے پرانی زندگی میں نئے طور پر عملی تبدیلی ہونی چاہیئے۔

۱۰- آیت:-

اور نئی انسانیت کو پہن لیا ہے جو معرفت حاصل کرنے کے لئے اپنے خالق کی صورت پر نئی بنتی جاتی ہے۔

مقدس پولس رسول کی زبان دانی میں پرانی انسانیت کو اتارنا اور

نئی انسانیت کو پہننا ایک محاورہ ہے جس سے مراد پہلا آدم جو بے دین اور مجرم ہے اور دوسرا آدم جو ہمیشہ کی زندگی اور ابدی نجات ہے۔ پرانی انسانیت کو اتارنے سے یہ مطلب نہیں کہ اس زندگی کا خاتمہ ہے بلکہ اس کا مطلب نئی انسانی فطرت میں شریک ہونا ہے۔ جو ایمان داروں کے لئے مسیح کی موت میں مہیا کی گئی ہے۔ یعنی ایک کو اتار کر دوسری کو پہننا ہے۔ نئی انسانیت سے مراد یہ ہے کہ قبولیت کی نئی حالت نئے مخلوق کی نئی روحانی قوت گویا آدم ثانی یعنی مسیح کو پہننا ہے۔ جس کا مطلب اس کی مقبولیت، اس کی زندگی، اس کی قوت اور اس کے اختیار میں شریک ہونا ہے۔ ایسی روحانی تبدیلی اور زندگی جس پر مسیح مسلط اور حکمران ہو۔ اور یہی پولس رسول کا دل پسند پیغام ہے۔ (رومیوں ۱۳:۱۴، گلتیوں ۳:۲۷، ۱-تھسلنیکیوں ۵:۸،) جیسے ایک سپاہی اپنے یونیفارم میں ملبوس مخصوص فرض کے مطابق خاص اختیار میں ہوتا ہے۔ اسی طرح مسیح ایمان دار مسیح کے نام میں بپتسمہ پا کر نئی انسانیت اور نئی فطرت پہنتے ہیں۔ گویا ان کی مرضی، ارادہ اور امید میں مکمل نیا پن ہوتا ہے۔ "نئی انسانیت اپنے خالق کی صورت پر بنتی جاتی ہے۔" تاکہ خدا کو اور اس کے انتظام کے متعلق زیادہ سے زیادہ جانیں "خالق کی صورت" (پیدائش ۱:۲۷) شروع میں انسان خدا کی صورت پر بنایا گیا۔ مگر گناہ نے انسان میں داخل ہو کر اس کی صورت کو بگاڑ دیا اور انسان گناہ کی وجہ سے اپنے خالق سے دور ہو گیا۔ اس لئے انسان خدا کو اور اس کے انتظام کو نیز اپنی اصلی صورت کو پہچاننے میں ناکام اور محروم ہو گیا۔ کیونکہ گناہ نے اس کی روحانی نگاہ کو اندھا کر دیا۔ اور اب خدا نے اپنے بڑے فضل اور رحم سے اپنے نئے تخلیقی کام سے جو بہت بڑا اور عجیب ہے۔ جیسے پہلے تھا۔ انسان کو دوبارہ مسیح میں بحال کیا جو آدم ثانی خدا کی صورت پر ہے۔ جس میں انسان نے پہلی دفعہ اور پورے طور پر صفائی

ے خدا کی صورت کو دیکھا۔ اس لئے جب ہم مسیح کو پہن لیتے ہیں جو اَن دیکھے
خدا کی صورت پر ہے۔ (کلسیوں ۱: ۱۵) تو روح القدس کی قدرت اور کام سے
ہم روز بروز خدا کی صورت پر ہوتے جاتے ہیں۔ یعنی رُوح پاک ہم کو بحال کرتا
ہے۔ جو ہمارا مددگار ہے۔ (یوحنا ۱۴: ۱۶) مسیح خداوند میں ہو کر ہم خدا کو
دیکھتے ہیں کہ وُہ ہماری زندگی میں کیا کرتا ہے۔ اور ہم سے کیا چاہتا ہے۔
یہ کہانی کا شروع کلیسیا جو مسیح کا بدن ہے۔ جس میں وُہ پاک روح کے ذریعہ
سکونت کرتا ہے۔ جس سے انسانی فطرت نئی بنتی جاتی ہے۔ اُس نمونے پر
جو ہم مسیح میں دیکھ چکے ہیں۔ اور کہانی کے آخر میں ہم خدا کو جانیں گے جیسے
وُہ ہم کو جانتا ہے۔ یوں نئی انسانی فطرت ایک نیا خاندان، نیا رشتہ
نئی یگانگت، نئی رفاقت اور نئی شراکت ہے۔ اور ہمارا ایک دوسرے
کے ساتھ محبت آمیز تعلق ہے۔ اس طرح ہم میں سے ہر ایک باقی تمام
کی خدمت میں مصروفِ کار ہے۔ ہر ایک دوسرے کی فتحمندی کے لئے
اُس کی مدد کرتا ہے۔ یہ سب کچھ اس لئے ہے۔ جبکہ نئی انسانیت پہنی
جا چکی ہے۔ اس لئے پرانے گناہ باقی نہیں رہ سکتے۔ جو آپس کی رفاقت کو
توڑنے کا سبب ہیں۔

”معرفت کو حاصل کرنے کے لئے“ کلسیوں کے خط میں پولس رسول کا
بڑا مقصد خدا کو اور مسیح کو پورے طور پر جاننا ہے۔ پس وُہ اس کو ثابت کر
چکا ہے۔ کہ یہ محض عقلی علم نہیں ہے، بلکہ یہ باطنی تبدیلی اور فطرت کی تجدید
ہے۔ جس کا نتیجہ نئی زندگی ہے۔ مقدس رسول کا مطلب یہ ہے۔ کہ جو نئی انسانیت
پہنتے ہیں۔ وُہ حقیقی انسانیت کی وہی صورت ہیں۔ جس پر ابتدا میں خدا نے
انسان کو پیدا کیا۔ جس سے مراد انسان کی بگڑی ہوئی فطرت کی بحالی ہے۔
پاک روح کی تحریک سے اور اُس کے مسلسل کام سے ایک مسیحی خیالی آدمی
کی صورت اختیار کرتا جاتا ہے۔ جس کا تصور خالق کے ذہن میں ہے۔ جب

ہم مسیح میں نئی انسانیت پہنتے ہیں تو ہم خدا کی نزدیکی حاصل کرتے ہیں۔ جس
میں ہمیں معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اور دنیوی امتیاز ختم ہو جاتا ہے۔

۱۱۔ آیت:- وہاں نہ یونانی رہا نہ یہودی نہ ختنہ نہ نامختونی نہ وحشی نہ سکوتی۔
نہ غلام نہ آزاد صرف مسیح سب کچھ اور سب میں ہے۔

مقدس پولس رسول اپنے پڑھنے والوں کو نصیحت کرتا ہے۔ کہ پرانی فطرت
کو بنیادی باتوں سمیت اتار دو۔ کیونکہ پرانی فطرت بذاتِ خود اجنبیت اور
انتشار ہے۔ اور بھائیوں میں نفرت پیدا کرتی ہے۔ لیکن جیسے وُہ نئی فطرت
کا ذکر کر چکا ہے۔ جو خدا کی صورت پر بنائی جا چکی ہے۔ جس کو انہوں نے مسیح
میں پہن لیا ہے۔ اس لئے ایماندار مسیح میں نئے مخلوق ہیں اور اُن میں
نئی انسانیت داخل ہو چکی ہے۔ گویا مسیح میں ایماندار خدا کی بادشاہی میں
ہیں۔ جس میں کسی قسم کی تقسیم اور تمیز نہیں پائی جاتی ہے۔ برتر اور کمتر، اعلیٰ
اور ادنیٰ کا سوال تک بھی نہیں ہے۔ نیز اُن میں حقوق اور فرائض کے لحاظ
سے مساوات ہے۔ اسی لئے ”وہاں نہ یونانی رہا نہ یہودی“ جیسے مقدس
رسول اس سے پیشتر غیر اقوام کی خود غرضی اور نفسانی زندگی کو بیان کر چکا ہے
اب وُہ اپنے زمانے کی رومی دنیا کی ایک اور بڑی اُبھری ہوئی خامی بتا
تا ہے۔ جو مختلف لوگوں میں تفرقہ اور نسلی امتیاز ہے۔ جو انسان اپنے
بھائیوں کے خلاف کرتے تھے۔ جیسے یہودیوں اور غیر اقوام میں تھا عقلی
اور مذہبی تفرقات، تہذیب و تمدن کی بلندی اور پستی نیز سب پر فوقیت
وغیرہ۔ سب سے بڑا فرق غلام اور آزاد میں تھا۔ ایسے تفرقات آج
کل ہماری مسیحی تہذیب میں بھی پائے جاتے ہیں۔ مگر پولس رسول کے زمانے
میں گہرے اور بڑے تھے۔ سماجی گروہوں اور مذہبی گروہوں کے درمیان
تفرقات عام پائی جاتی تھیں۔ جیسے افلاطونی مثال کے مصداق دو آدمی اپنے

بھائی کے لئے بھیج دیا ہے۔" مقدس پولس اِس تفریقی امتیاز کو یوں بیان کرتا ہے۔

یونانی اور یہودی :-

اِن کے درمیان یہاں تک امتیازی گڑھا تھا کہ وہ بمشکل ایک دوسرے سے بولتے تھے۔ یونانی یہودیوں کی عزت کرتے تھے۔ مگر اُن سے اتفاق نہیں کرتے تھے۔ یہودی یونانیوں کو غیر سنجیدہ اور روشن دماغ سمجھ کر ان سے نفرت کرتے اور اُن کو ناپسند کرتے تھے۔

نہ ختنہ نہ نامختونی :-

مختون نامختونوں کے گھر کھانا کھانا بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ مگر یہ تمام باتیں مسیح کے ساتھ مصلوب ہو گئیں اور مسیح میں زندہ ہو کر درمیانی خلیج یعنی نفرت کو ختم کیا گیا۔

نہ وحشی نہ سکوتی :-

وحشی لوگ اجنبی تھے جو یونانی زبان نہیں بول سکتے تھے۔ سکوتی لوگ یونان کے شمال کی طرف بہت دور رہتے تھے۔ یہ وحشی لوگوں سے بھی زیادہ گھٹیا قسم کے سمجھے جاتے تھے۔ اُس وقت کلسے میں اگر کوئی سکوتی تھا تو غلام تھا۔ گویا یہ اُس وقت کے غلام لوگ تھے۔ یہ دونوں قسم کے لوگ حکمت اور علم کے بغیر تھے۔ یونانیوں کے نزدیک ذہنی حکمت کے بغیر اور یہودیوں کے نزدیک مذہبی حکمت کے بغیر۔ لیکن مسیح کی انجیل میں اُن کے لئے کوئی فرق نہ تھا۔ کیونکہ انجیل محض ایک نظریاتی بات نہیں تھی بلکہ یہ ایک شخصی تجربہ تھا جو وہ سُن چکے تھے، اور اُسی میں ایمان رکھتے تھے۔ جب وہ مسیح میں ایمان رکھتے ہیں۔ تو مسیح نے اُن کو

ہمارے برابر بنایا ہے۔

غلام اور آزاد :-

اُس زمانہ میں غلام کا آزاد پر غالب آنا ناممکن تھا۔ آزاد کو تمام شہری حقوق حاصل ہوتے تھے۔ مگر غلام شہری حقوق سے محروم اور دوسرے کی ملکیت ہوتے تھے۔ مگر اب ایک عجیب طریقے سے مسیح نے سب کو برابر بنا دیا ہے۔ یہاں مقدس پولس رسول کا اشارہ اپنی طرف بھی ہے کہ میں بذاتِ خود رومی آزاد شہری ہوں۔ آزاد آدمی مسیح کا غلام بن گیا۔ اور غلام ایک آزاد آدمی بن گیا۔ جب سے بیٹے نے بذاتِ خود ہم کو آزاد کیا ہے مقدس پولس جسمانی طور پر ایک قیدی کی حیثیت سے زنجیروں میں ہے لیکن روح کے طور پر آزاد ہے۔ کیونکہ وہ گناہ کے بدن سے اور موت کے خوف سے آزاد ہے۔ وہ اپنے ضمیر اور دل میں روحانی طور پر خدا کا آزاد آدمی ہے۔ کوئی آدمی روح پر پابندیاں عاید نہیں کر سکتا۔ جس کو خدا نے آزاد کیا ہے۔ (۱۔کرنتھیوں ۷: ۲۱-۲۴) اُس وقت کے عام احساس کی بنا پر پولس رسول اِس بات پر زور دیتا ہے کہ یہ تمام تفریقات مصنوعی ہیں۔ کیونکہ حقیقت میں تمام انسان آدم کی اولاد ہیں، جو خدا کی صورت پر بنایا گیا تھا۔ اسی لئے مسیح گناہگاروں کو زندگی کے بلند معیار کے لئے ڈھونڈتا ہے۔ اور اُس کی دلچسپی مخصوص اور منقسم گروہوں میں نہیں ہے بلکہ خدا کی صورت میں ہے۔ جس میں تمام ایماندار شریک ہیں۔ مقدس رسول ایسے ہی گلتیوں کی کلیسیا کو نصیحت کرتا ہے۔ (گلتیوں ۳: ۲۸) لیکن دونوں خطوط میں خیال فرق پایا جاتا ہے۔ گلتیوں کے خط میں پولس رسول کہتا ہے کہ مسیح میں ایمان کے ذریعے پرانے تفرقات کو نیست و نابود کر دیا گیا ہے۔ مگر کلسیوں میں کہتا ہے۔ کہ اس کے اثر سے تفرقات ہرگز

نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ایمان داروں کو محسوس کرتا ہے کہ اُس نئی فطرت کی سطح پر سب ایک ہیں۔ رسول گلتیوں میں بھی بڑی احتیاط کے ساتھ تین عالمگیر وجوہات کو پیش کرتا ہے:-

۱۔ نسلی اِمتیاز۔

۲۔ احساسِ برتری و کمتری یعنی اعلیٰ و ادنیٰ۔

۳۔ نفس۔ مگر کلیسیوں میں عام طور پر تمام معاشرتی، مذہبی، نسلی اور زندگی تفرقات کو منظرِ عام پر لاتا ہے۔ جو انسان آپس کی نفرت اور امتیاد کا سبب ہیں۔ پس یہ سب باتیں بے معنی ہیں۔ جب "صرف مسیح سب کچھ اور سب میں ہے" جس کا مطلب یہ ہے کہ تمام بنی نوع انسان ایمان کی حالت میں مسیح کی خدمت کے لئے ایک ہی رُوح میں ہیں۔ اور برابر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ گویا مسیح خداوند ہر چیز ہے۔ اور مسیح صرف مسیح ہماری اِس نئی یگانگت اور رفاقت کا ایک اصول ہے۔ کیونکہ وُہ ہر ایک میں اور سب میں رہتا ہے۔ یہاں رسول اِس حقیقت کو اُجاگر کرتا ہے کہ ایک مسیحی دوسرے مسیحی کے خلاف گناہ کرتا ہے تو وُہ مسیح کے خلاف گناہ کرتا ہے کیونکہ مسیح اُس میں رہتا ہے۔ اِس کا مطلب یہ بھی ہے کہ وُہ اپنے بھی خلاف گناہ کرتا ہے۔ جبکہ وہی مسیح اُس میں بھی رہتا ہے۔ مسیح ایک عالمگیر رفاقت اور یگانگت کا اصول ہے۔ جبکہ صرف مسیح سب کچھ اور سب میں ہے۔

(ب)

نئی اِنسانیت کی باتیں پہننا

۳: ۱۲-۱۷

اِس سے پیشتر مقدس پولس رسول پرانی زندگی کے تاریک پہلو پر بحث کرتے ہوئے مسیح میں نئی زندگی کی حقیقت کو بیان کر چکا ہے۔ گویا مسیح میں نئی انسانیت یعنی نئی فطرت جو خدا کی صورت پر ہے۔ مقدس رسول کے روحانی اور ذہنی رجحان کا مرکز ہے۔ جس کو گناہ نے بگاڑ کر روحانی اندھا پن پیدا کر کے انسان کی نگاہ سے اوجھل کر دیا۔ مگر مسیح نے شیطان پر غالب آ کر اِس صورت کو پیش کیا جو بذاتِ خود اَن دیکھے خدا کی صورت پر تھا۔ اور انسان کی اصلی صورت میں مجسم ہوا۔ نیز رسول نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ ایمان دار مسیح کے نام میں بپتسمہ لیتے ہوئے ایمان کے وسیلہ اُس کے ساتھ مرتے ہیں اور اُس کے ساتھ زندہ بھی کئے جاتے ہیں۔ گویا پرانی زندگی کو ترک کر کے نئی زندگی کو حاصل کرتے ہیں، جو پاک روح کی تحریک سے خدا کی صورت پر بنتی جاتی ہے۔ پس اب مسیح اِس نئی انسانیت کا ایک اصول ہے۔ اِس لئے اُس میں ہوتے ہوئے ایمان کے وسیلہ ہم پرانی گناہ آلودہ فطرت سے آزاد ہو کر نئی فطرت کو پہن چکے ہیں۔ بدیں وجہ اِس حصے میں نئی انسانیت کی عادات پہننے اور اپنانے سے نئی انسانیت کی ضروریات اور مطالبات کو پیش کیا گیا ہے۔ مقدس

پولس رسول بالخصوص کلسے کے مسیحیوں پر اور بالعموم تمام دُنیا کے مسیحیوں پر
اِس حقیقت کو آشکارا کرتا ہے ۔ کہ نئی انسانیت کی باتیں جدید روح
کے ساتھ ہوں۔ یہ نئی انسانیت جو حقیقی مسیحی زندگی کی تعریف اور تعبیر
ہے، مقدس رسول کے روحانی تجربہ کے مطابق دو اصولوں پر مبنی ہے
ایک محبت جو تمام مسیحی ایمان داروں کو ایک روح بن اور ایک ہی سطح
پر یگانگت اور مساوات کا سبق سکھاتی ہے ۔

دوسرا اصول، خیالات اور جذبات کی پاکیزگی اور بلندی جو روزمرہ
زندگی کی عادات اور معمول ہونا چاہیئے۔ اُن سب کے لئے جو مسیح کے
نام میں مسیحی کہلاتے ہیں، اُن سب کو مسیح میں نئی انسانیت کا لباس
پہننا ہے۔ جس کو دوسرے لوگ دیکھ سکتے ہیں۔ اور اُن پر اُس لباس کا
اثر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ان سے مسیح کے بدن کا اظہار ہوتا ہے۔ اور مسیح
کو دوسروں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ تاکہ دوسرے لوگ بھی جو اِس گلّہ
کی بھیڑیں نہیں، دیکھ کر اور سمجھ کر اپنی آزاد مرضی سے مسیح کو قبول کریں
اور ابدی نجات اور ہمیشہ کی زندگی حاصل کریں۔ کیونکہ خدا کا پاک رُوح
فی زمانہ ہم کو اُس مقصد کی تکمیل کے لئے استعمال کرنا چاہتا ہے۔ جس
مقصد کے لئے مسیح اِس دنیا میں آیا کہ گنہگار زندگی پائیں اور کثرت
سے پائیں۔ اِس مقصد اور نصب العین کے پیشِ نظر مقدس رسول
نئی انسانیت کی حقیقی تصویر کھینچتا ہے۔ جو محض نظریاتی نہیں بلکہ ایک شخصی
تجربہ ہے۔ جو مسیح میں حقیقی ایمان دار کو حاصل ہے۔

۱۲- آیت:-

پس خدا کے برگزیدوں کی طرح جو پاک اور عزیز ہیں۔ دردمندی
اور مہربانی اور فروتنی اور حلم اور تحمل کا لباس پہنو۔

یہاں مقدس پولس اپنے پڑھنے والوں کو بالخصوص کلسے کے مسیحیوں

کو خدا کی طرف سے مسیح میں مقدس اور بلند بلاوا یاد دلاتا ہے۔ جس کی
بدولت مسیح میں ایمان داروں کو عزت، فضیلت اور عالی مرتبت حاصل
ہے۔ پس اُن کا افضل شان اور افضل حقوق کی بنا پر اُن پر خاص فرائض
بھی عائد ہیں۔ جیسے مقدس رسول کہتا ہے کہ "خدا کے برگزیدوں کی طرح
جو پاک اور عزیز ہیں"۔ خدا کے برگزیدوں کے لئے یونانی زبان کے الفاظ
ἐκλεκτοί τοῦ θεοῦ (اکلکتائے تو تھیو) استعمال کئے
ہوئے ہیں۔ جن کا مطلب وہ لوگ ہیں، جن کو خدا نے چنا ہو (رومیوں
۸: ۳۳، یوحنا ۱۳: ۱۸) انجیل ان الفاظ کے مطلب کو واضح طور پر
بیان کرتی ہے۔ کہ ایسے لوگ جو خاص الٰہی مقصد یعنی ابدی نجات کے
لئے دنیا میں سے علیحدہ کئے گئے ہوں۔ (متی ۲۴: ۲۲، ۲۴، ۳۱،
مرقس ۱۳: ۲۰، ۲۲، ۲۷، لوقا ۱۸: ۷)، "پاک" سے مراد
عملی پاکیزگی اور ذمہ داری ہے۔ (رومیوں ۸: ۲۹) "عزیز" ایسے لوگ
جن سے خدا اپنی الٰہی محبت کا اظہار کرتا ہے۔ (۱-تھسلنیکیوں ۱: ۴،
۲-تھسلنیکیوں ۲: ۱۳) یہ تینوں اصطلاحات پرانے عہدنامہ سے اخذ
کی گئی ہیں۔ جن کا اطلاق خدا کی قوم بنی اسرائیل پر ہوتا ہے۔ جو خدا
کے مخصوص لوگ تھے، اور یہی حقیقی مخصوصیت مسیحی کلیسیا میں محسوس کی
جاتی ہے۔ جس سے کلیسیا کے چند مقاصد کا اظہار ہوتا ہے یعنی:-

۱- انجیل کی بشارت کے لئے جیسے پولس بلایا گیا تھا اور خدا کا چنا ہوا وسیلہ تھا (اعمال ۱۹: ۱۵)
۲- مسیح کے بدن کے اعضا یعنی کلیسیا کے شرکا (۱-کرنتھیوں ۱۲: ۲۷)
۳- عملی زندگیوں سے مسیح کا اظہار اور اُس کی سربلندی (۱-پطرس ۲: ۴، ۹)
۴- وعدہ کے مخصوص اور چنے ہوئے آباؤاجداد یعنی ابراہام، اضحاق اور یعقوب کی نسل (رومیوں ۹: ۶-۱۲)

۵۔ خدا کی بادشاہت میں دینی حکومت کے مطابق خدا کا وفادار لقب (رومیوں ۱۱: ۵، ۷، ۲۸) جس کی امید خدا کے بڑے فضل سے ابدی نجات میں، ہمیشہ کی زندگی میں، خدا کے جلال کی حضوری میں اور مسیح کی ابدی میراث میں حصہ دار ہوتے ہیں ہے۔ یوں مسیح میں ایماندار کے وسیلے خدا کے حقیقی فرزندوں کی اصلیت پورے طور پر ظاہر ہوتی ہے جن کو خدا عزیز رکھتا ہے۔ اور دنیا میں سے جن کا انتخاب کیا گیا ہے اس لئے نئی انسانیت کے مطابق اُن پر حقیقی زندگی گزارنے کی ذمہ داری اور فرض عائد ہوتا ہے۔ بدیں وجہ مسیحی ایماندار کو مندرجہ ذیل باتوں کے لباس سے ملبّس ہونا نہایت ضروری اور لازمی ہے۔

"دردمندی":۔

جس کے لئے یونانی زبان کا لفظ σπλάγχνα οἰκτιρμοῦ (سپلنکھنا آئکٹرمو) جس کا مطلب آنتڑیوں کا احساس، رحم دلی۔ ترس کے ساتھ دوسرے کے لئے فکرمندی (فلیمون ۷، ۱۲ آیت، فلپیوں ۱: ۸، ۲: ۱)۔

"مہربانی":۔

جس کے لئے یونانی زبان کا لفظ χρηστότητα (خرستوتیتا) ہے۔ جس کا مطلب آرام دہ بہتری۔ بغیر کسی مجبوری کے کرم نوازی، شفقت آمیز بھلائی، رحم اور ہمدردی کا کردار جو اعتماد اور بھروسے کو دعوت دیتا ہے۔

"فروتنی":۔

جس کے لئے یونانی زبان کا لفظ

(تاپینوفروسونین) ہے۔ جس کا مطلب ذہنی فروتنی اور عاجزی ہے۔ گویا یہ دونوں الفاظ مہربانی اور فروتنی مسیحی ایماندار کے ذہنی رویہ کی عکاسی کرتے ہیں۔ اور کردار کے دونوں رُخ پیش کرتے ہیں۔ یعنی مہربانی ہمارے دوسروں کے ساتھ اچھے اور نیک تعلقات کا اظہار ہے۔ اور فروتنی ہماری خود ضبطی کی دلالت ہے (گلتیوں ۵: ۲۲، فلپیوں ۲: ۳)

"حلم":۔

جس کے لئے یونانی زبان کا لفظ πραΰτητα (پراؤتیتا) جس کا مطلب شریفانہ انداز اور دوسرے کو حقیر نہ جاننا بلکہ اپنے سے بہتر سمجھنا ہے۔ نیز حلیمی مسیح خداوند کی خوبی ہے (متی ۱۱: ۲۹) جس کا مسیح کے پیروکاروں میں ہونا لازمی ہے۔

"تحمّل":۔

جس کے لئے یونانی زبان کا لفظ μακροθυμίαν (ماکروتھومیان) ہے جس کا مطلب بغیر کسی بڑبڑاہٹ کے سب کچھ سہنا۔ کامیابی کے احساس میں امید کی طرف تکتے رہنا ہے۔ پس حلم اور تحمل ان دونوں لفظوں کا تعلق مسیحی زندگی کے مزاج سے ہے۔ جب اذیت ہو یا دوستوں اور دشمنوں کی طرف سے مسیح کی خاطر نقصان پہنچنے اور دُکھ اٹھانے کی حالت ہو یا توقع ہو تو حقیقی مسیحی لوگ ایسے مزاج کو اختیار کرکے جس میں حلم اور تحمّل ہو، حقیقی اور نئی انسانیت کا عملی ثبوت پیش کرتے ہیں اور روزِ عدالت کا بڑے صبر سے انتظار کرتے ہیں۔ کیونکہ جب مسیح آئے گا تو دنیا کا انصاف سچے منصف اور عادل کے ہاتھ میں ہوگا جس کا دعویٰ ہے کہ انتقام لینا میرا کام ہے۔ بدلہ میں ہی دوں گا۔

(رومیوں ۱۲: ۱۹) پس مقدس رسول بڑے مخلصانہ انداز میں درخواست کرتا ہے۔ کہ مندرجہ بالا باتوں کا "لباس پہنو" اس خیال سے کہ ایک لباس اُتار کر دُوسرا پہن لو۔ یعنی مسیح کو پہن لو جو اَن دیکھے خدا کی صورت ہے۔ اور مسیح میں نئے بنتے جاؤ۔ گویا عملی زندگی کے کردار کی پورے طور پر تبدیلی ہو۔ اِسی باب کی آٹھویں آیت میں پرانی انسانیت کا لباس مندرج ہے۔ جس کو اُتار دینے کے متعلق کہا گیا ہے۔ مگر اِس آیت میں نئی اِنسانیت کا لباس مندرج ہے، جو اُس اُتارے ہوئے لباس کے بدلے پہنتا ہے۔ جو الفاظ نئی انسانیت کی تعریف میں لکھے گئے ہیں۔ یہ انسان کی پرانی روش یعنی تلخ مزاجی کے خلاف حلیم طبع، خود ضبطی اور خوشی سے برداشت ہے۔ کیونکہ مسیحی زندگی کی خوبی رُوح کے میلان میں مبتلا ہے اِس لئے مسیحی لوگ مسیح خداوند جیسا مزاج رکھتے ہیں۔ (فلپیوں ۲: ۵) جبکہ انہوں نے نئی انسانیت کا لباس پہنا ہے۔ جو مندرجہ ذیل باتوں پر مشتمل ہے:-

۱۳۔ آیت:-

اگر کسی کو دوسرے کی شکایت ہو تو ایک دوسرے کی برداشت کرے اور ایک دوسرے کے قصور معاف کرے۔ جیسے خداوند نے تمہارے قصور معاف کئے ویسے ہی تم بھی کرو۔

مقدس پولس رسول اِس آیت میں مندرجہ بالا پہنے ہوئے لباس کی شخصیت کے ردِ عمل کو بیان کرتا ہے۔ نیز لباس کے نتیجے اور اثر کا ذکر کرتا ہے جس کا ہونا لازمی ہے۔ اور جو نئی انسانیت کے لباس کا عملی ثبوت ہے۔ یعنی برداشت کرنا اور ایک دوسرے کو معاف کرنا جیسے مسیح نے ہم کو معاف کیا ہے۔ پس مسیحی ایماندار پر یہ فرض اس لئے عائد ہوتا ہے۔ کہ اُس میں مسیح کی فطرت موجود ہے۔ جبکہ وہ مسیح

میں ہے اور مسیح اُس میں ہے۔ اور وہ ایمان کے وسیلے مسیح کے بدن کا عضو ہے۔ کیونکہ مسیح نے اپنے عالمگیر کفارہ سے عالمگیر گناہ یعنی کمزور اور بگڑی ہوئی انسانی فطرت جو شیطان اور گناہ سے مغلوب تھی اور انسان کے بڑے دشمن موت کو اپنی موت میں موت کے حوالہ کر دیا۔ پس اب جو گناہگار انسان ایمان کے وسیلے مسیح کو قبول کرتے ہیں۔ وہ اپنے لئے مسیح کے نجات بخش کام کو قبول کرتے ہیں۔ جبکہ انہوں نے مسیح خداوند سے معافی کی بخشش کو حاصل کیا ہے۔ اور وہ اِس روحانی خوشی میں مسرور ہیں۔ تو اُن کا بھی فرض اولین ہے۔ کہ وہ دوسروں کو بھی اس مفت بخشش میں شریک کریں جو گناہگاروں کے لئے مسیح یسوع کے پاس آنے کا وسیلہ بنتی ہے۔ مقدس رسول "تم" پر زور دیتا ہے۔ جس سے مراد ایماندار کلیسیا کے ارکان ہیں۔ جن کا تعلق براہِ راست خداوند کے ساتھ ہے۔ زندہ خداوند کے ساتھ جو آسمان پر خدا باپ کے جلال میں بیٹھا ہے۔ اس لئے پولس رسول درخواست کرتا ہے۔ کہ ہمارا علم یسوع مسیح کی زمینی زندگی تک ہی محدود نہ ہو۔ بلکہ وہ ہمارا شخصی تجربہ ہو کہ ہم اپنی زندگی میں جلالی مسیح کو رکھتے ہیں۔ جو ہماری زندگی کا مالک ہے اور ہماری زندگی کو اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرتا ہے۔ اِس لئے جب ہم نجات پا چکے ہیں اور اپنے میں معافی رکھتے ہیں۔ تو ہم پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم دوسروں کو اس بخشش میں شریک کریں۔ اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو نہ ہم اس بڑی بخشش کے شکرگزار ہوتے ہیں اور نہ حقیقی اور ابدی خوشی کے وارث ہو سکتے ہیں۔ اِس بھید کی حقیقت مسیح کی اپنی تعلیم کی ایک تمثیل (معافی سے محروم نوکر) میں پائی جاتی ہے۔ (متی ۱۸: ۲۲-۲۵) خداوند کی دُعا میں بھی یہ لفظ پائے جاتے ہیں "اور ہمارے گناہ معاف کر کیونکہ ہم بھی اپنے ہر قرضدار کو معاف کرتے ہیں۔" (لوقا ۱۱: ۴) اِس تعلیم کے مطابق اگر

ہم معافی کی رُوح نہیں رکھتے تو دُعائے ربّانی میں یہ الفاظ کہنے کا ہمارا کوئی حق نہیں ہے۔ پس نتیجۃً پولس رسُول کا مطلب یہ ہے کہ نئی انسانیت کے لباس کو پہننے سے یعنی الٰہی معافی سے ہم میں معافی کی رُوح پیدا ہو چکی ہے کیونکہ مسیح کا رُوح ہم میں بسا ہوا ہے۔ اِس لیے ہم اِس قابل ہیں کہ اِس فرض اور ذمہ داری کو سرانجام دیں۔ کلیسیا خدا کا گھرانہ ہے جس میں ہم سب ایک خاندان کے افراد کی حیثیت سے رہتے ہیں۔ پس ایک دُوسرے سے غلطی ہونے کا امکان ہے۔ مگر برداشت بھی لازمی ہے اور معاف کرنا اُس سے بھی زیادہ۔ کیونکہ معافی کا اظہار ایک ذریعہ اور وسیلہ ہے۔ جس سے ہم خدا کی اور ایمان داروں کی رفاقت میں لائے جاتے ہیں۔ اِس لئے ایسا مزاج رکھنا چاہیئے، جیسا مسیح کا تھا۔ بدی کے بدلے بدی نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ بدی رفاقت کے ٹوٹ جانے کا سبب بنتی ہے۔

۱۴۔ آیت:۔

اور اِن سب کے اُوپر محبّت کو جو کمال کا پٹکا ہے باندھ لو۔

اِس سے پیشتر مقدس پولس نئی انسانیت کی جتنی خوبیوں، خاصیتوں ضرورتوں، مطالبوں، فرائض اور ذمّہ داریوں کو پیش کر چکا ہے۔ اُن سب کے لئے نصیحت کرتا ہے۔ اِن سب کے اُوپر محبت کو باندھ لو جو کمال کا پٹکا ہے "کمال کا پٹکا" کے لئے یونانی زبان کا لفظ σύνδεσμος سن ڈسموس ہے۔ جس کا مطلب سب کو اکٹھا باندھنا۔ سب کو ایک گرفت میں رکھنا، جیسے انسان اُن سب میں ہے۔ (اعمال ۸: ۲۳) اِس سے مراد ایسی طاقت جو سب خوبیوں کو اکٹھا کر کے کاملیت کے لبادے میں پیش کرتی ہے۔ یہ ایک استعارہ ہے۔

ہیں کا تعلق محبت سے ہے۔ جو اِن سب کے اُوپر ہے" یعنی محبت سب سے اُوپر کا لباس ہے۔ جو دوسری خوبیوں کو اُن کی اپنی اپنی جگہ پر محفوظ رکھتی ہے۔ اور محبت میں یہ خوبی ہے کہ یہ دوسروں کی بھلائی میں خوشی محسوس کرتی ہے۔ پس محبت ایک پٹکا کی مانند ہے یہودی لوگ کھلا اور ڈھیلا لباس پہننے کے بعد کمربند کے طور پر ایک پٹکا باندھتے ہیں جو باقی ماندہ لباس کو اکٹھا رکھتا ہے۔ محبت کے پٹکا کے بغیر دوسرا سارا لباس بے سود اور بے کار ہے۔ (اکرنتھیوں ۱۳ باب) مقدس رسُول کا یہ بھی مطلب ہے۔ کہ محبت ایک سلسلہ یا بندھن ہے۔ جو نئی انسانیت کی خوبیوں کا کامل لبادہ ہے۔ محبت سب خوبیوں کو اپنی اپنی جگہ پر رہنے اور کام کرنے کی صلاحیت بخشتی ہے۔ نیز کلیسیا کی روحانی یگانگت کا بھی سلسلہ ہے۔ محبت کے ان معنوں میں مسیحی لوگوں کی کامل رفاقت سے کامل زندگی کو سمجھا جا سکتا ہے۔

اِس سے پیشتر رسُول حلیمی اور برداشت کے متعلق بیان کر چکا ہے لیکن محبت کے بغیر مسیحی زندگی میں ان خوبیوں کا سرانجام پانا ناممکن ہے۔ کیونکہ خدا محبت ہے۔ جو مسیح میں ظاہر ہوئی ہے اور مسیح میں ایمان کے وسیلے ایمان داروں میں بھی موجود ہے۔ کوئی آدمی بھی تنہا مسیحی زندگی کی کاملیت میں ترقی نہیں کر سکتا۔ اِس لیے بھائیوں کی رفاقت ضروری ہے۔ صرف محبت ہی رفاقت کو برقرار رکھ سکتی ہے۔ اور ناقابلِ شکست بنا سکتی ہے۔ رفاقت میں محبت کی بدولت ایک دوسرے کی برداشت ہو سکتی ہے۔ محبت ہی وفاداری کی رفاقت میں کاملیت کی طرف بڑھنے کے لئے مسیحی زندگی کی راہنمائی کرتی ہے۔ اور یہی مسیحی تعلیم کا بڑا مقصد ہے۔ جس کو محبت ہی پورا کر سکتی ہے۔

۱۵- آیت:-

اور مسیح کا اطمینان جس کے لئے تم ایک بدن ہو کر بلائے بھی گئے ہو۔ تمہارے دلوں پر حکومت کرے اور تم شکرگزار رہو۔

اس سے پیشتر مقدس پولس رسول نے انسانیت کے لباس یعنی محبت کی رُوح کو یاد دلا چکا ہے۔ جو ایک لازمی امر ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر رفاقت کی تمام کوششیں محض عقلی اور نظریاتی ہوں گی۔ لیکن اب مقدس رسول اِس آیت میں مسیحی رفاقت کی یگانگت کو اور رنگ میں پیش کرتا ہے۔ کیونکہ وہ مسیحی رفاقت کے عملی حقائق کو منظر عام پر لانا چاہتا ہے۔ تاکہ پڑھنے والے اس کی عملی حقیقت کو سمجھیں جیسا کہ وہ بڑے خوب صورت الفاظ میں یوں کہتا ہے۔ کہ "مسیح کا اطمینان تمہارے دِلوں پر حکومت کرے"۔ کیونکہ اسی مقصد کے لئے مسیحی بلائے بھی گئے ہو اور اسی مقصد کے لئے مسیح کے بدن میں پیوند ہوئے ہو اور کلیسیا اِسی لئے مسیح کا بدن کہلاتی ہے۔ اور مسیح اس بدن میں رہتا ہے۔ تاکہ مسیح کا اِطمینان اُن میں رہے۔ "مسیح کا اطمینان" سے مراد یہ ہے کہ اطمینان دینے والا مسیح ہے۔ (یوحنا ۱۴: ۲۷) مقدس پولس کے نزدیک یہ اطمینان مسیح کی بخششوں میں سے سب سے بڑی بخشش ہے۔ جو حقیقی اور روحانی رفاقت کی تصویر کے دونوں رُخ پیش کرتی ہے:-

۱- خدا کے ساتھ بحالی۔

۲- ہماری آپس میں صُلح اور دوستی۔

پس اِس لئے مسیحی زندگی میں مسیح کے اطمینان کو اعلیٰ درجہ حاصل ہونا چاہیئے۔ بلکہ "**حکومت کرے**" سے مراد یہ ہے کہ تمام

جھگڑوں اور تفرقات میں مسیح کے اطمینان کو حکومت کرنی چاہیئے۔ یعنی آخری فیصلہ اُس کا ہو۔ جو سب کے لئے قابلِ قبول ہو۔ اور ہر ایک ہر حال اُس فیصلے کے سامنے سرِتسلیم خم ہو۔ اگر ایسا ہے تو خاندانوں میں، کلیسیاؤں میں، دوستوں کے گروہوں میں اختلاف اور ناراضگی کا منظر کبھی نہیں ہو سکتا۔ جس کو انسانی فطرت مشکل نظر انداز کر سکتی ہے مگر جہاں اطمینان کی حکومت ہے۔ وہاں اختلافات ہمیشہ مغلوب ہوں گے۔ کیونکہ مسیحی ایمان دار "ایک بدن ہو کر بلائے گئے ہیں" جس کا مطلب ہے کہ گویا عشق اور کلیسیائی رفاقت میں بلکہ خاندانی مسیحی زندگی میں، نیز ہر حال اور ہر کام میں اُن کا طرزِ عمل اور رویّہ مسیح کے اطمینان کو پسند کرنے والا ہو۔ جو مسیح میں ایمان داروں کو حاصل ہوتا ہے۔ گویا وہ بھائیوں کی آپس میں شراکت کا وجود ہو۔ یہی حقیقت اُن کو یاد دِلاتی ہے کہ وہ مسیح کا بدن ہیں اور وہ ایک ہی رُوح کی ایک ہی حالت میں اطمینان اور سلامتی کے ساتھ رہنے کے قابل ہیں پس مسیحی شراکت میں اِس خوبی کا ہونا نہایت ہی لازمی ہے۔ اس رفاقت اور شراکت کے لئے جس میں مسیح کا اطمینان حکومت کرتا ہے۔ مقدس پولس کلسے کے مسیحیوں کو یاد دِلاتا ہے کہ "**شکرگزار رہو**"، شکرگزاری حقیقی مسیحی کی زندگی کی پہچان ہے۔ اِس طرح ہم خدا کے سارے انتظام کے لئے جو مسیح میں ہماری نجاتِ ابدی اور روحانیت کی فلاح و بہبود کے لئے کیا گیا ہے، شکرگزار ہوتے ہیں۔ جب ہم شکرگزار دل سے تمام بخششوں کی بالخصوص مسیح کے اطمینان کو قبول کرتے ہیں۔ تو وہ ہمارا ہوتا ہے۔ اِس لئے ہر مسیحی ایمان دار کے دِل اور ذہن میں شکرگزاری کی موجودگی کا احساس ہونا چاہیئے۔ تاکہ وہ مسیح میں تمام بخششوں کا وارث ہو سکے۔

۱۶۔ آیت:۔

مسیح کے کلام کو اپنے دلوں میں کثرت سے بسنے دو اور کمال سے آپس میں تعلیم اور نصیحت کرو۔ اور اپنے دلوں میں فضل کے ساتھ خدا کے لئے مزامیر اور گیت اور روحانی غزلیں گاؤ۔

مقدّس پولُس کلسّے کے مسیحیوں کو بڑی فکر مندی کے ساتھ نصیحت کرتا ہے۔ کہ جب تم نئی انسانیت کو پہن چکے ہو تو مسیح میں نئی فطرت اور نئی روح تمہاری اجتماعی زندگی کے ہر حصّے میں سرائیت ہونی چاہیئے جیسے رسول کہتا ہے کہ "مسیح کے کلام کو اپنے دلوں میں کثرت سے بسنے دو" مسیح کے "کلام" سے مراد مسیح کی انجیل ہے۔ جو اُس کے جلال کا مکاشفہ ہے۔ مسیح کا نجات بخش کام اور اُس کی پاکیزہ مرضی جس کا ذکر پرانے عہدنامہ میں بھی موجود ہے۔ (رومیوں ۱۵:۴، ۱۶:۲۶، گلتیوں ۳:۸، ۱-پطرس ۲:۶) نئے عہدنامہ میں (اعمال ۴:۲۹، ۱-کرنتھیوں ۱:۱۸) نیز نجات اور میل ملاپ کا پیغام (۲-کرنتھیوں ۵:۱۸-۱۹، افسیوں ۱:۱۳، ۲-تیمتھیس ۲:۹، عبرانیوں ۱:۶) یہ مسیح کا کلام ہمارے دلوں میں بڑی کثرت سے بسنا چاہیئے۔ گویا ہماری روح کا نصب العین ہونا چاہیئے۔ اور ہمارے دل و دماغ پر مسلّط ہونا چاہیئے "اور کمال دانائی سے آپس میں تعلیم اور نصیحت کرو" اِس سے مراد آپس کی گفت و شنید اور اچھی باتوں میں ترقی کرنے اور بڑھنے کے لئے دوسروں کی راہنمائی کرنا ہے۔ اِس لئے مسیحی گفتگو محض اوقات گزاری اور لفظی نہیں ہونی چاہیئے۔ بلکہ یہ خدا کی نگاہ میں بہت بڑی ذمہ داری مسیحی لوگوں کے سپرد ہے۔ کیونکہ خدا کا پیغام اُن کے پاس ہے اور یہ خوشخبری مسیح سے متعلق ہے۔ جو ایک دوسرے تک پہنچانا ہم

سب کا فرض اوّلین ہے۔ نیز یہ کلام ایک زندہ اصول ہے۔ جو مسیحیوں کی زندگی میں کام کرتا ہے۔ پرانے خیالات کو تبدیل کرتا ہے اور نئے خیالات بخشتا ہے۔ پورے طور پر زندگی، دنیا اور فرض کی سمجھ بخشتا ہے۔ اور یہ پاک روح کا کام ہے، جو دانائی بخشتا ہے۔ بلکہ وہ ایمان داروں میں رہتا ہے۔ پس اگر مسیحیوں کے دل میں مسیح کا کلام ہے۔ تو وہ ایک دوسرے کو کمال دانائی سے تعلیم دینے اور نصیحت کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔ مقدّس پولُس کے نزدیک مذہب بذاتِ خود اس کی دلچسپی نہیں ہے۔ بلکہ اِن تمام دلچسپیوں کے پیچھے ایک زندہ طاقت ہے۔ جو مسیح کا کلام ہے۔ اُس کی راہنمائی اور قوّت سے اِس بڑے فرض اور ذمہ داری کو سرانجام دیا جا سکتا ہے اگر ایک آدمی کے پاس علم کی کمی ہے۔ تو اُس وقت دوسرا بھائی اُس علم میں جو اُس کے پاس ہے۔ اُس کو بھی شریک کرنے کے لئے اُس کی مدد کرتا ہے۔ اور اُس کی کمی کو پورا کرتا ہے۔ محبت کی روح میں ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہیئے۔ اِس ذمہ داری کا احساس دلانے کے ساتھ ہی مقدّس رسول سماجی اجتماعوں کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور کہتا ہے "اپنے دل میں فضل کے ساتھ خدا کے لئے مزامیر اور گیت اور روحانی غزلیں گاؤ" ایسے سماجی اجتماع یعنی کنونشنوں میں مسیحی لوگ اکٹھے ہوتے ہیں۔ خاطر و مدارات کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ اِس لئے پولُس رسول کا مطلب ہے کہ ایسے اوقات کو خدا کی حمد و ستائش کے ساتھ گزارنا چاہیئے۔ جس میں روحانی سرور ہو۔ مقدّس رسول خدا کی تعریف کے لئے الہامی نظم کی تین اقسام پیش کرتا ہے۔ قدیم زمانے میں کچھ مذہبی اجتماع ایسے ہوتے تھے۔ جن میں خاموشی اور سنجیدگی ہوتی تھی لیکن مسیحیوں کے درمیان ایسے مواقع فضول اور ناواجب ہیں۔

کیونکہ مسیحی ایمان دار روحانی خوشی سے معمور ہیں۔ اُس کا اظہار خدا کی حمد وثنا، اور ستائش وتعظیم سے کرتے ہیں۔

مزامیر:۔

وہ پرانے عبرانی زبور ہیں، جن سے خدا کی بڑائی اور عزت کی جاتی ہے خدا کی تعریف ہیں ایمان دار کی روح اور دل کے جذبات مرکوز ہوتے ہیں۔ یہ خدا کی عبادت کا حصہ ہیں۔ (لوقا پہلا اور دوسرا باب)

گیت: (اعمال ۴: ۲۲):۔

یہ ابتدائی مسیحی عبادتوں کا طریقہ تھا۔ وہ اُس سے خداوند کی تعریف کرتے تھے۔ اس کا ذکر پلینی کے مشہور خط میں بھی پایا جاتا ہے۔ جو اُس نے شہنشاہ روم کو لکھا کہ مسیحی اُس جگہ جمع ہوتے ہیں، جہاں وہ مسیح کی الوہیت کے گیت گاتے ہیں۔"

روحانی غزلیں:۔

روحانی زندگی کے گیت ہیں۔ جو پاک روح کی تحریک سے لکھے گئے ہوں۔ ان تمام میں خدا کے فضل اور بخشش کا اظہار ہو اور جو ایمان دار کی روح اور دل کے جذبات اور احساسات پر اثر انداز ہوں۔ اور جن سے ایمان دار دل میں خدا کی موجودگی کا احساس محبت کی قوت اور پاکیزگی کے ساتھ معمور ہو جائے۔ پولس رسول کے نزدیک خدا کی تعریف شکرگزار دل کا اظہار ہے اور اس کا بڑا مقصد دل سے خدا کی تعریف اور تعظیم کرنا ہے۔

۱۷۔ **آیت**:۔

اور کلام یا کام جو کچھ کرتے ہو وہ سب خداوند یسوع کے نام سے

کرو اور اُسی کے وسیلہ سے خدا باپ کا شکر بجا لاؤ۔

یہاں مقدس پولس نئی انسانیت کے ارتقا کے عملی مقصد کو بیان کرتا ہے کہ کلام یا کام جو کچھ بھی کرتے ہو، وہ سب خداوند یسوع مسیح کے نام سے کرو۔ اس لئے کہ مسیحی زندگی کے تمام کاموں پر ضبط ہونا چاہیئے۔ یہ قول کا مطلب ہے کہ تمام مسیحی سماجی اجتماع مسیح خداوند کے ماتحت ہوں، بلکہ ہر چیز جو مسیحی زندگی کے تحت وقوع میں آئے مسیح کے اختیار کے ماتحت ہو۔ اس لئے مقدس پولس اپنے پڑھنے والوں کو یہ نصیحت کرتا ہے کہ جب تم "کلام" یعنی آپس میں گفتگو کرتے ہو یا الفاظ کے ذریعے مسیح کے زندہ کلام کا اظہار کرتے ہو جو تمہارے دلوں میں رہتا ہے۔ جب تم "کام" کرتے ہو تو پاک روح کی تحریک سے اپنے کاموں کو سرانجام دیتے ہو۔ پس مسیح خداوند مالک اور سر ہے۔ اس لئے مسیحی ایمان داروں کو اپنی زندگی کے ہر پہلو اور رشتے میں اس دنیا میں رہتے ہوئے اپنے مسیحی ایمان کا دیدنی اظہار کرنا چاہیئے۔ یعنی جو کچھ مسیح کہتا ہے۔ گویا سب کچھ خداوند یسوع مسیح کے نام سے ہونا چاہیئے۔ اس سے اُس کی موجودگی اور مدد کا احساس ہوتا ہے۔ "نام سے کرنا" اس محاورہ کے خیال کا قدیم رجحان ہے۔ نام کسی شخصیت کی جگہ کھڑا ہوتا ہے۔ نام سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ کیا ہے؟ اس کے اختیار اور مرضی کا ثبوت بھی ہے۔ قدیم جادوگر بھی فوق الفطرت مخلوق کے نام سے اپنی قوت کا دعویٰ کرتے تھے۔ ویسے ہی اپنے مذہب کو بھی "نام" میں ایک پوشیدہ وقعت تصور کرتے تھے۔ پولس رسول بھی اس نظریہ کے مطابق کہتا ہے۔ کہ سب کاموں کو مسیح کے نام سے کرو۔ یعنی اُس کا اختیار، اُس کی مرضی، اُس کی مدد اور اُس کی راہنمائی ہو۔ ایمان دار کی مرضی مسیح کے تابع ہو۔ اس طریقے سے ہم مسیح کا کام اور کلام قبول کرتے ہیں۔ "اور اُسی کے وسیلہ سے خدا باپ کا شکر بجا لاؤ۔" مقدس رسول ہم کو یاد دلاتا ہے کہ

مسیح صرف واحد اور سچا درمیانی ہے۔ جس کے ذریعے خدا تک ہماری رسائی ہو سکتی ہے۔ شکر گزاری مسیحی زندگی کا ایک مسلسل گیت ہے۔ یعنی خدا باپ کی شکر گزاری جس نے یسوع مسیح میں ہم کو بلایا ہے۔ گناہ سے رہائی بخشی ہے اور مسیح کے ساتھ یگانگت بخشی ہے۔ مسیح کے خادم اور گواہ ہونے کے لئے مقرر کیا ہے۔ پاک روح کی مدد اور راہنمائی عطا کی ہے۔ یہ سب کچھ یسوع مسیح کے وسیلے سے ہے جو خدا کا بیٹا ہے۔ اور بیٹے کے نام سے ہم خدا کو باپ کہہ کر پکار سکتے ہیں اور ہم آزادی اور دلیری کے ساتھ خدا کے پاس جا سکتے ہیں۔ وہ مسیح یسوع میں ہمارا باپ ہے۔ خداوند یسوع مسیح میں ہم خدا باپ کے فرزند ہیں (یوحنا ۱ : ۱۲)۔

اس آیت پر تبصرہ[1] کرتے ہوئے QUESNEL جو ایک حقیقی ایمان دار تھا کہتا ہے کہ "اے خدا" اگر ہماری باتیں اور ہمارے کام تجھ کی قربانی ہونے کے لئے تیار ہیں تو خداوند یسوع مسیح کے ذریعے نذر کئے جاتے ہیں، جو ہمارا سردار کاہن، راہنما اور ہمارا درمیانی ہے۔ اس لئے ہمارے ایمان کے سبب اُس کے ساتھ خدا کی سچی قربانی کی حیثیت سے، اُس میں خدا کی ہیکل کی حیثیت سے، اُسی پر خدا کی قربان گاہ کی حیثیت سے، اُس کے پیچھے ہماری شریعت اور نمونہ کی حیثیت سے، اُسی کے ماتحت ہمارا مالک اور بادشاہ کی حیثیت سے، پس اُسی کی روح میں ہمارے مقاصد، محرکات، رجحان اور نصب العین ہونے چاہئیں۔ جیسا کہ وہ ہمارا سر ہے۔

---

(1) QUESNEL COMBRIDGE BIBLE PP. 130

(۴)

مسیحی گھریلو زندگی

۳ : ۱۸ — ۴ : ۱

اب مقدس پولس رسول کے سامنے زیرِ بحث عنوان "مسیحی گھریلو زندگی" ہے، جو مسیحی معاشرہ کی سنگِ بنیاد ہے۔ مسیحیت میں مؤثر اور گہری تبدیلی کا طریقہ خاندانی رشتہ ہے۔ جس کی بنیاد مسیحی طریقہ سے نئے احساس کے ساتھ ایک نئے ڈھب میں رکھی گئی ہے۔ کیونکہ خاندان دنیا میں ایک بنیادی سماجی رفاقت اور یگانگت ہے۔ اور صرف اس سے ہی تمام انسانی معاشرے کی تعمیر وسیع پیمانے پر ہو سکتی ہے۔ یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ خاندان کا مسیحی تصور یہودیت سے لیا گیا ہے۔ لیکن مسیح نے اس رشتے کو پاک کیا اور گہرے طور پر پیش کیا۔ باپ شفقت اور محبت کی روح میں، برادرانہ الفت، مساوات اور محبت کی روح میں۔ اور بعد میں پولس رسول مسیحی خاندانی زندگی کے تصور کو پیش کیا۔ جو کہ مسیح کی تعلیم پر مبنی تھا۔ اِس حصّے کے اصول پولس رسول کی تعلیم میں بار بار پیش کئے گئے ہیں (افسیوں ۵ : ۲۲)، پطرس رسول بھی اس کی تائید کرتا ہے۔ (۱-پطرس ۲ : ۱۴، ۱۳ : ۱-۸) پولس رسول کلسیوں کے خط کے اس حصّہ میں خاندان کے عملی فرائض کے اصول کو علمِ الٰہی کے لحاظ سے پیش کرتا ہے مگر مقدس رسول کلسے کے مسیحی خاندانوں کے حالات سے شخصی طور پر

واقف نہیں تھا۔ اِس لئے اُس نے اُن کے خاص مسائل کو نہیں لیا۔ مگر عام مسائل پر بحث کی ہے۔ مقدس پولُس اپنے زمانہ کے مطابق محسوس کرتا ہے کہ ایسے مسائل اور خاندانی فرائض یقینی ہو سکتے ہیں۔ کلسے ہیں اور ہر جگہ اُس وقت اور آج کل بھی ممکن ہیں۔ لیکن غالباً کلسے کی کلیسیا کے لئے رسول کے پاس ایک خاص سبب ہے۔ جو اُس کے ذہن کا مرکز ہے۔ کیونکہ اُس کا ذہن اُنیسمس کے معاملہ میں کافی مصروف تھا جو بھاگا ہُوا۔ کلسی غلام تھا جس کا مقدس پولُس روحانی طور پر باپ اور اُستاد تھا۔ جس کو اُس نے اُس کے مالک کلسے کے مسیحی فلیمون کے پاس ایک مسیحی اور نئے مخلوق کی حیثیت سے بھیجا تھا۔ اُس سے متاثر ہو کر پولُس رسُول نوکروں اور مالکوں کے درمیان تعلقات کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ لیکن وہ خاندان کی مکمل حالت پر نظر کرتا ہے۔ مگر اِن آیات میں وہ حِصّہ زیادہ قابلِ توجہ ہے جو نوکروں اور مالکوں کے فرائض پر مبنی ہے۔ جو مقدس پولُس کی توجہ کا مرکز تھا۔

جبکہ مقدس رسُول کے نزدیک مسیحی رفاقت آدمیوں پر مشتمل ہے مگر وہ عورتوں اور بچوں کو بھی نظر انداز نہیں کرتا۔ اُس کی نگاہ میں اُن کو بھی مقام حاصل ہے۔ اور خاندانی زندگی سب پر مبنی ہے۔ کیونکہ سب چیزیں مسیح کی حکومت کے ماتحت اور مطابق ہیں۔ اِس لئے سب پر کچھ فرائض اور ذمہ داریاں عائد ہیں جو قبول کی گئی ہیں۔ اور استعمال کی جاتی ہیں مگر بوجھ اور مجبوری کی صورت میں نہیں بلکہ مالک کی خدمت کی حیثیت سے جس خدمت کا اصول محبت ہے۔ پولُس رسُول کے زمانہ کی گھریلو زندگی مندرجہ ذیل روابط وضوابط اور تعلقات پر مبنی تھی:۔

ا۔ بیوی اور خاوند (۳: ۱۸-۱۹)

ب۔ بچے اور والدین (۳: ۲۰-۲۱)

ج۔ مالک اور نوکر (۳: ۲۲-۴: ۱)

رسُول اِن کا واضح اور صحیح تصور پیش کرنے کے لئے اِن پر روحانی روشنی ڈالتا ہے۔

(ا)

بیوی اور خاوند

۳: ۱۸-۱۹

سب سے پہلے پولُس رسُول بیوی اور خاوند کے رشتے کو بیان کرتا ہے۔ جس پر خاندان کی ساری زندگی کا دارو مدار ہے۔ پولُس دوسرے تعلقات کی بہ نسبت خاندانی باہمی فرائض پر زور دینے میں محتاط ہے خاندان کے قانون کے مطابق یہ نیا مسیحی نظریہ تھا۔ کیونکہ یہودیت قدیم مذاہب کی مانند اِس بات کی ذمہ دار تھی کہ تمام حقوق ایک طرف ہیں اور تمام فرائض دوسری طرف ہیں۔ لیکن مسیحیت نے بڑے وثوق سے کہا کہ بیویاں، بچے اور نوکر بھی اپنے حقوق رکھتے ہیں۔ جیسے خاوند، والدین اور مالک رکھتے ہیں۔ دونوں فریقین کو حقوق حاصل ہیں اور دونوں پر فرائض اور ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں۔

بیوی کے فرائض

۱۸۔ آیت :۔

اے بیویو! جیسا کہ خداوند میں مناسب ہے۔ اپنے شوہروں کے تابع رہو۔

سب سے پہلے رسُول بیویوں سے مخاطب ہوتا ہے۔ کہ اے بیویو! اپنے خاوندوں کی تابع رہو۔ "تابع رہو" کے لئے یونانی متن میں یونانی زبان کا لفظ ὑποτάσσεσθε (ہوپوتاسیستھے) ہے جو ایک فوجی اصطلاح ہے۔ جس کا مطلب تابع رہنا اور ماتحت رہنا ہے۔ نیز کسی کی حکومت کو تسلیم کرنا ہے۔ پس پولُس رسُول کی ہدایت ہے کہ مسیحی گھر میں ایک مسیحی بیوی کو اپنے شوہر کی حکومت کو تسلیم کرنا چاہیئے۔ اور اُس کے تابع رہنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ "خداوند میں مناسب ہے۔" مناسب کے لئے یونانی زبان کا لفظ ἀνῆκεν (اینیکن) ہے (افسیوں ۵: ۴، فلیمون ۸ آیت) جس کا مطلب لائق، واجب اور اخلاقی فرض ہے۔ اس لئے رسُول اس حقیقت کی یاد دہانی کرتا ہے۔ کہ عورت کا یہ اخلاقی فرض ہے۔ جو خدا نے شروع دنیا سے عورت پر عاید کیا ہے کہ وہ مرد کی محکوم ہو۔ (پیدائش ۳: ۱۶) مگر مسیحی مذہب میں مسیح نے عورتوں کو ایک نئی آزادی بخشی ہے۔ لیکن وہ اس آزادی کو مناسب اور واجب طریقے سے استعمال کریں۔ رسُول کے ذہن میں مسیحی عورتوں کی غلط فہمی اور ناسمجھی تھی۔ جس کو وہ مسیحی آزادی کو غلط طریقے سے استعمال کرتی تھیں جو مسیحی مذہب کی رفاقت اور یگانگت کے اتحاد کو درہم برہم کرنے میں

انتشار انگیزی کا سبب تھیں۔ اس لئے رسُول عورتوں کو ایسے رویّہ سے منع کرتا ہے۔ جو جارحانہ، ناگوار، رسواکن اور شرمناک تھا۔ کیونکہ خاوند بیوی کا سر اور مالک ہے۔ خاندانی زندگی کو مرتب کرنے کے لئے اُس کی ذمہ داری ہے۔ یہ خداوند کا "قانون" ہے جو تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے یہ بیوی پر محکومی اور تابع فرمانی کا فرض عائد ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے خاوند کے تابع ہو۔ اس حقیقت کو مسیحیوں اور غیر مسیحیوں دونوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔ لیکن مسیح خداوند نے اس محکومی کا ایک نیا ڈھب بخشا ہے کہ جب ہم مسیح کے تابع ہوتے ہیں تو ہم اُس کی محکومی اور ماتحتی میں ایک نئی آزادی محسوس کرتے ہیں۔ پس یہی محکومی ایک مسیحی خاوند کے زیر اثر مسیحی بیوی کی ہو جو مسیحی خاندان کی رفاقت اور شراکت میں ہونی چاہیئے۔ اس سے پیشتر پولُس کے لئے بڑی مشکل یہ تھی کہ مسیحی آزادی کے مسئلہ کو واضح طور پر پیش کرے۔ مگر اب اس کے غلط استعمال سے باز رکھنے کے لئے اور اُس کے صحیح استعمال کے لئے ہدایت دینا اور اس پر کار بند رکھنا مشکل ہے۔ اس لئے وہ اپنے دل کی گہرائی سے التماس کرتا ہے کہ یہ خداوند میں مناسب ہے کہ بیویاں اپنے شوہروں کے تابع رہیں۔

شوہروں کے فرائض

۱۹۔ آیت :۔

اے شوہرو! اپنی بیویوں سے محبت رکھو اور اُن سے تلخ مزاجی نہ کرو۔

مقدس پولس بیویوں کو ہدایت کرنے کے بعد اب شوہروں کی طرف رجوع کرتا ہے۔ کہ شوہروں کو بھی مسیحی آزادی میں اپنے فرائض اور ذمہ داریاں نظر انداز نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ یہ خاوند کا یہ قطعی مکمل فرض نہیں ہے۔ کہ وہ گھر کا سر ہوتے ہوئے بغیر کچھ کئے اپنی بیوی سے محکومی اور تابعداری کے خواہاں ہوں۔ اگرچہ وہ خاندان کا سر ہیں۔ لیکن مسیحی ہوتے ہوئے اس حقیقت پر غور کرنا چاہیئے کہ مسیح بھی بدن یعنی کلیسیا کا سر ہے۔ لیکن مسیح کیسے اپنی سرپرستی کا اظہار کرتا ہے؟ اس کی سرپرستی محبت کی صورت میں ہے۔ جو بے لوث محبت ہے۔ جس میں وہ دوسروں پر حکم چلانا نہیں چاہتا۔ بلکہ ایک نوکر اور خادم کی حیثیت اختیار کرتا ہے۔ اس حقیقت کی بنا پر رسول شوہروں کو یاد دلاتا ہے۔ کہ "اپنی بیویوں سے محبت رکھو۔" یہاں پر محبت کے لئے یونانی زبان کا لفظ AYXΓXTE (اگاپاتے) ہے۔ جس کا مطلب پاک اور بے لوث محبت ہے۔

پولس رسول خاوند کی بیوی سے محبت کے لئے وہی لفظ استعمال کرتا ہے۔ جو انسان کے واسطے خدا کی محبت کے لئے لفظ استعمال کرتا ہے۔ گویا بیوی اور خاوند کے درمیان پاک، بے لوث اور الٰہی محبت ہے۔ کیونکہ یہ خدا کی طرف سے بنایا ہوا رشتہ ہے۔ (پیدائش ۲:۲۴) شادی کے جسمانی پہلو بھی خدا کا بہترین تحفہ ہیں۔ جن کی تقدیس اچھے روح سے کی جا سکتی ہے۔ لیکن یہاں مقدس پولس اس کے گہرے مقصد کو پیش کرتا ہے۔ یعنی ایسی محبت جو خود غرضی سے مبرا اور اپنے آپ کی قربانی کی محبت ہو۔ جو حقیقی مسیحی خاندان کی خوشی کا باعث ہے۔ یہ ہدایت صرف اس لحاظ سے ہے کہ جب مسیحی خاوند اپنی ازدواجی زندگی کے لئے عمل پیرا ہوگا۔ تو اس کو اپنی بیوی سے محبت کرنا سیکھنا ہے۔ جیسے رسول کہتا ہے کہ "ان سے تلخ مزاجی نہ کرو۔" تلخ مزاجی سے

لئے یونانی زبان کا لفظ ΠΙΚΡΧΙΝΕϬQE (پکرائنسٹے) ہے جس کا مطلب تلخ الفاظ یعنی کڑواہٹ ہے۔ مقدس پولس مسیحی خاوند کو اس رویہ سے منع کرتا ہے۔ کیونکہ اس کا مطلب ہے کہ اگر اس نے یہ سبق نہیں سیکھا کہ اس نے اپنی محبت کے اظہار کے لئے اپنی بیوی سے نرم مزاجی اور عزت کے ساتھ پیش آنا ہے۔ تو اس طرح بہت سے خاوند اپنی بیویوں کو پریشان اور برہم کرنے والے اور مسلسل مطالبات سے غصہ دلانے والے ہوتے ہیں۔ یہ صرف پریشانی کا سبب ہی نہیں ہے۔ بلکہ بیویاں ایسے رویّہ سے مشتعل ہو جاتی ہیں۔ اور ان کا غصہ بھڑک اٹھتا ہے۔ جس سے ان کا محکومی اور فرمانبرداری کے لئے رضامند ہونا مشکل نظر آتا ہے۔ جو ان پر اپنے خاوند کے لئے واجب ہوتا ہے۔ مگر جہاں سچی محبت ہے۔ وہاں ایسی باتیں ناممکن وقوع میں آتی ہیں۔ جس گھر کا مالک خداوند یسوع مسیح ہے۔ وہاں محبت وجود میں آئے گی اور ترقی کرے گی۔

(ب)

بچّے اور والدین

۳: ۲۰ - ۲۱

اس حصّہ میں پولس رسول باہمی فرائض اور ذمہ داریوں پر زور دیتا ہے۔

بچّوں کے فرائض

۲۰۔ آیت :۔

اے فرزندو! ہر بات میں اپنے ماں باپ کے فرمانبردار رہو
کیونکہ یہ خداوند میں پسندیدہ ہے ؎

پولس رسُول گھریلو زندگی میں گہری دلچسپی رکھتا ہوُا بچوں سے مخاطب ہو کر کہتا ہے۔ کہ بچے ہر طریقے سے ماں باپ کے فرمانبردار رہیں۔ کیونکہ زندگی کے لوازمات کی بہم رسانی کے لئے بچّوں کا دارومدار والدین پر ہے۔ پس یہ فطرتی بات ہے کہ بچّوں سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ فرمانبرداری کے ذریعے خاندانی زندگی میں شریک ہوں۔ کیونکہ ” یہ خداوند میں پسندیدہ ہے “ یہاں پسندیدہ کے لئے یونانی زبان کا لفظ EὐxPEσTov (ایوارِستون) ہے۔ جس کا مطلب قابلِ تعریف، خوش کرنے والا اور پسندیدہ ہے (فلپیوں ۴ : ۸ ، رومیوں ۱۲ : ۲) رسُول کا مطلب ہے کہ فطری احساس اور انسانی جذبہ مسیحی فرزندانہ احساس کے ساتھ متفق ہے۔ دس احکام کی شریعت میں خدا نے پانچواں حکم دیا ہے۔ کہ ” تو اپنے ماں باپ کی عزّت کر “ (خروج ۲۰ : ۱۲) پس خداوند میں بچوں کا فرضِ اوّلین ہے۔ کہ وُہ اپنے والدین کے فرمانبردار رہیں۔ نئے احساس اور نئے طریقے سے جن پر مسیح حکمران ہے۔ اور خدا کی مرضی بھی یہی ہے۔

والدین کے فرائض

۲۱۔ آیت :۔

اے اَولاد والو! اپنے فرزندوں کو دِق نہ کرو۔ تاکہ وُہ بے دل
نہ ہو جائیں ؎

مقدس رسُول اس طرح والدین کو بھی اُن کے فرائض یاد دِلاتے ہوئے اُن سے مخاطب ہوتا ہے کہ والدین محسوس کریں کہ بچّوں کے لئے اُن پر بھی فرض عاید ہیں۔ اور رسُول کہتا ہے کہ ” اپنے فرزندوں کو دِق نہ کرو۔ تاکہ وہ بے دل نہ ہو جائیں “ یہاں بے دِل کے لئے یونانی زبان کا لفظ W617 θ22 × (آتھومیسن) ہے۔ جس کا مطلب اُن کے نقائص نکالنا تخریبی نقطہ چینی کرنا۔ اُن کے کاموں کو فہرست میں نہ لانا اور بے دِل کرنا ہے۔ (افسیوں ۶ : ۴ ، ۲۔ کرنتھیوں ۹ : ۲) مقدّس پولس اُن والدین کو ایسے رویّہ سے منع کرتا ہے۔ جو جہالت کی وجہ سے اپنے بچّوں کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں۔ نیز اُن کو یاد دلاتا ہے کہ ہر بنی نوعِ انسان اپنے حقوق، احساسات اور جذبات رکھتا ہے۔ اس لئے ہر وقت بچوں کے ساتھ تحکمانہ انداز سے پیش نہیں آنا چاہیئے۔ اس سے اُن کے جذبات مجروح ہو جاتے ہیں بلکہ بچوں سے پیار اور محبت سے پیش آنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ پیار اور محبت کے بھوکے ہوتے ہیں۔ اور وُہ اپنے ہر کام کی داد کے خواہاں ہوتے ہیں۔ جس سے اُن کی حوصلہ افزائی اور اُن کی تو ہمتی اور دلی تشفی ہوتی ہے۔ پس اِس لئے اُن کی ہمیشہ نقطہ چینی نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اِس سے بچّے متلوّن مزاج، غمگین،

اور ذہنی طور پر بیزار رہتے ہیں۔ اِس رویّہ سے صرف بچے ہی نہیں
پریشان ہوں گے بلکہ والدین کو بھی پریشان کا شکار ہونا پڑے گا۔ کیونکہ
بچے ایسے والدین کے خلاف بغاوت کریں گے۔

(ج)

نوکر اور مالک

۳ : ۲۲ - ۴ : ۱

مقدّس پولس رسول ویسے ہی نوکروں اور مالکوں سے مخاطب
ہوتا ہے۔ جیسے وُہ گھریلو زندگی کے معاملہ میں پہلے فریقین سے مخاطب
ہوا ہے۔ کیونکہ اُس کے ذہن میں گھریلو زندگی پہ روشنی ڈالنے کے
لئے سب سے بڑا مقصد اور مسئلہ یہی تھا۔ جو اَب اُس کے سامنے
زیرِ بحث ہے۔

نوکر کے فرائض

۲۲۔ آیت :۔

اے نوکرو! جو جسم کی رُو سے تمہارے مالک ہیں سب
باتوں میں اُن کے فرمانبردار رہو۔ آدمیوں کو خوش کرنے
والوں کی طرح دکھاوے کے لئے نہیں، بلکہ صاف دلی اور
خدا کے خوف سے۔

مالکوں اور نوکروں کے تعلق پہ پولس رسول زیادہ تفصیل سے بیان
کرتا ہے۔ کیونکہ وہ ایک مشکل معاملہ میں مصروف ہے۔ جیسا کہ اُس
نے مختصر بیان دیا ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ اُس کے ذہن میں کلسّی
غلام اُنیسمس کا مسئلہ مرکز بنا ہوا تھا۔ جیسے وہ کہتا ہے کہ "اے نوکرو!
جو جسم کی رُو سے تمہارے مالک ہیں" یہاں پر ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ
پولس رسول اُس قدیم معاشرہ کے متعلق کہہ رہا ہے۔ جس وقت نوکر
اپنے مالک کی ملکیت ہوتا تھا۔ موجودہ زمانے کے مطابق اِس خیال پہ
اعتراض کیا جاتا ہے کہ آیا پولس رسول کے مشورے ٹھیک اور واجب
تھے۔ جبکہ اِس زمانہ میں غلامی کو ایک حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا
ہے۔ مگر یہ بات قابلِ غور ہے کہ یہاں وُہ اِس رسم کو ملامت نہیں کرتا
کہ یہ بذاتِ خود غلط ہے، بلکہ اِس ضمن میں فلیمون کے خط میں بحث
کر چکا ہے۔ جو اُنیسمس کے ہاتھ میں تھا۔ مگر یہاں اُس کی کوشش یہ ہے
کہ مسیحیت کو واضح اور صحیح پیمانے پر پیش کرے۔ جس میں نوکر اور
مالک کے تعلقات محبّت اور خوشی کی خدمت پہ مبنی ہوں۔ نوکروں
کو ہر بات میں فرمانبردار ہونے کی ہدایت کرتا ہے تاکہ وُہ اپنے مالک
کی خوشی کو پورا کر سکیں۔ اِس کے بعد نوکروں کی نیّت اور باطنی فطرت
کو بے نقاب کرتا ہے۔ یہ کہ آدمیوں کو خوش کرنے والوں کی طرح دکھاوے
کے لئے نہیں بلکہ صاف دل اور خدا کے خوف سے" یہاں صاف دِل
کے لئے یونانی زبان کا لفظ ΑΠΛΟΤΗΤΙ ΚΑΡΔΙΑΣ (اپلوتیتی
کردیاس) ہے۔ جس کا مطلب پورے دِل کی دُرستی سے خدمت کرنا۔
(اتواریخ ۲۹ : ۱۷) اور دانائی ہے کیونکہ خدا کا خوف دانائی کا شروع
ہے (امثال ۱ : ۷) مقدّس رسول نوکروں کو نصیحت کرتا ہے کہ با دلِ نخواستہ
کام نہ کرو، بلکہ اپنے مالکوں کو پورے دِل سے خوش کرو۔ کیونکہ یاد رکھنا

چاہیئے کہ خدا ہمارے ہاتھوں سے کئے ہوئے کام کو نہیں دیکھتا بلکہ ہماری نیت پر دیکھتا ہے۔ جو کسی خدمت کو سرانجام دینے کے لئے ہوتی ہے۔ پس اِس بجا آوردی کے لئے خدا کا خوف کافی ہے۔

۲۳- آیت :-

جو کام کرو جی سے کرو یہ جان کر کہ خداوند کے لئے کرتے ہو نہ کہ آدمیوں کے لئے ۔

پولس رسول نوکروں کو نصیحت کرتا ہے کہ جسمانی مالکوں کے تابع رہو یہ جانتے ہوئے کہ تمہارا اصلی مالک آسمان پر ہے۔ کیونکہ ہمارا روزمرّہ کا کام مسیحی خدمت ہے۔ یہی وہ خدمت کا میدان ہے۔ جس میں ہم خدا کی خدمت کر سکتے ہیں۔ اور اُس کو عزت وجلال دے سکتے ہیں، جیسے رسول کہتا ہے "یہ جان کر کہ خداوند کے لئے کرتے ہو" مقدس رسول کا مقصد نوکروں اور غلاموں کے باطن کو تبدیل کرنا ہے۔ یہ غالباً یقین کیا جا سکتا ہے کہ نوکروں کی بیرونی حالت تو خدمت کی تھی۔ مگر اندرونی طور پر مجبور تھے۔ اور بادلِ نخواستہ دکھاوے کے لئے کرتے تھے۔ جب کہ مالک اُن پر کڑی نگرانی کرتے تھے۔ لیکن وہ اُن کو مشورہ دیتا ہے کہ مسیحی اس طرح میں دیانت داری سے کام کرو۔ جس کا اجر یقیناً ملے گا۔

۲۴- آیت :-

کیونکہ تم جانتے ہو کہ خداوند کی طرف سے اِس کے بدلہ میں تم کو میراث ملے گی ۔

"تم جانتے ہو" یہاں مقدس پولس مسیح کی انجیل کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور اُس میں تمام خدا کے وعدے یاد دلاتا ہے جو مسیحی زندگی کے اجر پر مبنی ہیں (متی ۵: ۱۲، ۱۶: ۲۷، لوقا ۶: ۳۵، رومیوں ۲: ۶-۱۰،

عبرانیوں ۱۰: ۳۵، مکاشفہ ۲۲: ۱۲) اگر ہم مسیحی زندگی کو ایمان داری دیانت داری اور وفاداری سے گزارتے ہیں تو اُس کے اجر کے لئے خدا نے وعدہ کیا ہے۔ جہاں تک کہ ٹھنڈے پانی کے بدلے بھی خدا سے اجر ملے گا (متی ۱۰: ۴۲) "تم کو میراث ملے گی" اور یہ اجر میراث پر مشتمل ہے۔ جو یقینی ابدی زندگی ہے اور روشن مستقبل (۱۔ پطرس ۱: ۴، افسیوں ۱: ۱۴) یہی مستقبل ہماری اُس زندگی سے اِس طرح وابستہ ہے۔ جبکہ مسیح ہم میں ہے۔ جو جلال کی اُمید ہے (کلسیوں ۱: ۲۷)، پس آدمی غلام کی طرح سلوک کرتے ہیں۔ مگر جو مسیح میں ایمان دار ہیں خدا اُن کے ساتھ بیٹے کی طرح سلوک کرتا ہے۔ مسیح کی یہی خوشخبری ہے۔ کہ غلام وارث ہے۔ یہ انسانی اور دنیوی قانون کے مطابق نہیں نہیں بلکہ وہ الٰہی قانون کے لحاظ سے خدا کا وارث ہے (گلتیوں ۴: ۷)، پس اُس وقت کے مسیحی ایمان دار غلاموں کو اُمید دلائی گئی ہے۔ مسیح میں ایمان داروں کا اصلی وطن آسمان ہے۔ جہاں وہ میراث کے حق دار ہیں۔ جبکہ دنیا میں مالک کی وفات کے بعد میراث میں نوکر کا کوئی حق نہیں ہوتا مگر جو اُس نے خود تھوڑا بہت جمع کیا ہوتا ہے۔ اُس کو وہ اپنی آزادی کے بدلے لے سکتا ہے۔ مگر ایمان داروں کے لئے میراث وعدہ کے ملک میں رکھی گئی ہے۔ جب وقت آئے گا اُس وقت تو اُس حق کا مطالبہ کر سکیں گے۔ کیونکہ ایمان داروں کو مسیح میں خدا کے فرزند ہونے کا حق بخشا گیا ہے (یوحنا ۱: ۱۲) رسول غلاموں پر یہ حقیقت واضح کرتا ہے کہ جب تم مسیح میں ایمان رکھتے ہو تو خدا تمہیں آزاد کرتا ہے۔ اِس لئے بیٹے ہونے کی حیثیت سے میراث کے حقدار بھی ہو۔ اب اِس باطنی حقیقت میں تمہارا صرف ایک ہی مالک ہے اگر تم وفاداری سے اپنے دنیاوی مالکوں کی خدمت کرتے ہو تو اِس طریقے

سے تم مسیح کی عزت اور خدمت کرتے ہو اور اس سے اپنی وفاداری کا عملی ثبوت پیش کرتے ہو۔

۲۵۔ آیت :۔

کیونکہ جو بُرا کرتا ہے وہ اپنی برائی کا بدلہ پائے گا۔ وہاں کسی کی طرفداری نہیں۔"

یہاں پر مقدس رسول ایک عالمگیر اصول بیان کرتا ہے۔ جو خدا کی مرضی کے مطابق ہے۔ اس سے پیشتر رسول نے نوکروں کو تسلی دی ہے۔ اگر ان کے مالک ان سے ناواجب سلوک کرتے ہیں تو وہ انصاف کے آخری روز اپنے کئے کی سزا پائیں گے۔ بشرطیکہ نوکر بھی صاف دل سے خدمت کریں "کیونکہ جو بُرا کرتا ہے، وہ اپنی بُرائی کا بدلہ پائے گا" مقدس پولس غالباً براہِ راست نوکروں سے مخاطب ہے اور ان کو آگاہ کرتا ہے۔ کہ تم بھی یہ خیال نہ کرو۔ کہ تم اپنی بُرائی کے باوجود سزا سے بچ جاؤ گے۔ خداوند کی آنکھیں تم پر بھی لگی ہوئی ہیں۔ وہ ہر ایک اچھے اور بُرے کام کو دیکھتا ہے، بلکہ اس کی نیت کو جانتا ہے۔ کیونکہ وہ دلوں اور گردوں کو جاننے والا خدا ہے۔ نیز رسول ان کو سوچنے پر آمادہ کرتا ہے۔ کیونکہ اس زمانے میں غلامی کی یہ سب سے بڑی بُرائی تھی، کہ غلام شخص کی اخلاقی ذمہ داری کو تباہ کر دیا جاتا تھا۔ ہر غلط کام کے لئے غلام مجرم ہوتا تھا جس سے غلام یا نوکر بُرائی اور بھلائی کی قوتِ تمیز سے محروم رہتے تھے نیز ان کی عدالت بھی ایک آزاد آدمی کی نسبت فرق ہوتی تھی۔ بلکہ ان کی وقعت جانوروں سے بھی کم ہوتی تھی۔ پس پولس رسول کا بڑا مقصد ایک غلام اور نوکر میں آدمیت کو جگانا ہے۔ پہلی بات جو لازمی ہے کہ اس میں احساس پیدا ہو۔ تب وہ ذمہ دار ہوگا۔ کیونکہ رسول ان پر ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ کہ مسیح نا راستی کے کام کرنے والوں کو معاف نہیں کرے گا۔ کیونکہ اس کے

حضور "کسی کی طرفداری نہیں۔" وہ سچا اور عادل منصف ہے۔ اس کا عمل ہمیشہ انصاف پر ہے۔ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ اس کے حضور غیر جانبداری بھی نہیں بلکہ وہ جانبدار ہے۔ جو راست ہے وہ اس کا طرفدار ہے۔ وہ ہر ایک کے کاموں کے موافق بدلہ دے گا (خروج ۲۳: ۱-۹)، (افسیوں ۶: ۸-۹) خدا کی سچائی اور انصاف کا اطلاق، غلام، اور مالک دونوں کے ضمیر پر ہوتا ہے۔

مالک کے فرائض

۴: ۱۔ آیت :۔

اے مالکو! اپنے نوکروں کے ساتھ یہ جان کر عدل و انصاف کرو کہ آسمان پر تمہارا بھی ایک مالک ہے۔"

یہاں اب مقدس پولس رسول مالکوں کی طرف رجوع کرتا ہے۔ مگر ان کو بڑی مختصر سی ہدایت کرتا ہے کہ جبکہ تمہارے ہاتھ میں اختیار ہے تو اس کو "عدل و انصاف" سے استعمال کرو۔ بالخصوص یہاں بھی پولس کا نشانہ نوکر اور غلام ہی ہیں۔ جن کی طرف مالکوں کو متوجہ کرنا چاہتا ہے۔ اس سے وہ مالکوں کے خوابیدہ انسانی احساس کو جھنجھوڑتا ہے۔ ان کے پتھر دلوں کی جن میں ہمدردی ترس اور رحم نہیں جراحی کرنا چاہتا ہے اور ان کے جذبات اور احساسات کو بیدار کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے ان کو آگاہ کرتا ہے کہ دنیا کے لحاظ سے تم غلاموں کے لئے کوئی ذمہ داری نہیں رکھتے۔ وہ تمہارے مویشی ہیں اور تم اپنی پسند اور مرضی کے مطابق ان سے سلوک کرتے ہو۔ مسیح میں ہوتے ہوئے اور کلیسیا میں شراکت رکھتے ہوئے ایسا نہیں ہو سکتا۔ بالخصوص رسول یہاں

مسیحی مالکوں سے مخاطب ہے۔ جیسا کہ کلسے کا رہنے والا فلیمون تھا۔ کہ اگر تمہارے
غلام مسیحی ہیں یعنی اُس کا اشارہ اُنیسمس کی طرف ہے تو وُہ مسیح میں تمہارے بھائی
ہیں۔ اور بھائی کے ساتھ بھائی جیسا سلوک کرنا چاہیئے۔ اگر وُہ مسیحی نہیں ہوں تو وہ
بھی خدا کی مخلوق ہیں۔ مقدس پولُس مالکوں کو یاد دِلاتا ہے کہ تم میاں پر مالک کہلاتے
ہو اور تمہارے پاس اختیار ہے۔ دُوسری دنیا کے بارے میں سوچو اور دوسرے رشتہ
کو یاد رکھو کہ تمہارا مالک آسمان پر ہے۔ اس لئے تم بھی اُس کے غلام ہو۔ اُس حالت
میں تم اپنے ساتھ خدا کی طرف سے کیسے سلوک کی توقع کرتے ہو؟ شاید تمہارا
جواب ہو گا "عدل و انصاف"۔ اِس طرح تمہارے غلام بھی تم سے ایسے سلوک کی
توقع رکھتے ہیں۔ پس یہ دونوں الفاظ غلاموں کے ساتھ تعلقات میں تمہاری
رہنمائی کریں گے۔ کیونکہ عدل و انصاف سے مراد ہر ایک انسان کے حقوق میں
مساوات ہے۔ ہر کسی کے جائز حقوق کے تحفّظ کے لیۓ اختیار کا مناسب استعمال
دوسرے کے جذبات اور احساسات کو مجروح کرنے کی بجائے اُن کی قدر کرنا۔ گویا
غلام کو غلام سمجھو بلکہ انسان سمجھو۔ جبکہ تم بھی انسان ہو۔ کیونکہ خدا سب کا مالک اور
خالق ہے۔ اُس کے حضور سبھی ایک جیسے ہیں۔

چوتھا باب

۴ : ۲-۱۸

۱۔ عملی نصیحت

۴ : ۲-۶

خط کا مصنف اب اپنے خط کو ختم کرنے والا ہے۔ اور خط کے آخری حصّہ میں عملی نصیحت کے چند مشورے اُن کے سامنے رکھتا ہے۔ اور اُن کا حل بھی پیش کرتا ہے۔ تاکہ اُن کو اپنانے اور سمجھنے میں آسانی ہو۔ اور یہ تین ضروری مشورات ہیں۔ جن کا اُن کی عملی زندگی میں ہونا نہایت ضروری تھا:-

۱۔ دعا کرنا (۴ : ۲-۴)

۲۔ باہر والوں یعنی غیر مسیحیوں سے برتاؤ (۴ : ۵)

۳۔ مسیحی طرزِ گفتگو (۴ : ۶)

۱۔ دُعا کرنا

۴:۲ آیت :-

دُعا کرنے میں مشغول اور شکر گزاری کے ساتھ اُس میں بیدار رہو۔

اِس آیت میں مقدس رسُول روحانی تبدیلی اور بیداری کے عملی مشورہ کو پیش کر رہا ہے۔ کہ "دُعا کرنے میں مشغول" یہاں پر دُعا کے لئے یونانی زبان کا لفظ τῇ προσευχῇ (تے پروسیوکھے) جس کا مطلب ایک مقدّس مقصد کے لئے خدا سے دعا کرنا اور درخواست کرنا ہے۔ یعنی ایک گہرے احساس کے ساتھ خدا سے دعا کرنا۔ جس بھی خُدا کے حضور عرض داشت پیش کی جاتی ہے۔ اِس لئے رسُول اپنی طرف سے ایک روحانی مشورہ دیتا ہے۔ اور اُس پر عمل پیرا ہونے کی نصیحت کرتا ہے کہ دعا کرنے میں مشغول رہو۔ (رومیوں ۱۲: ۱۲) اُس کا مطلب ہے کہ دُعا کے لئے وقت نکالو۔ خدا باپ سے ملاقات کا ذریعہ ہے۔ جس میں خدا کے حضور اپنی درخواستیں گذران سکتے ہو۔ اور اُن کے جواب میں تسلی پا سکتے ہو۔ اِس لئے دُعا کے عمل کو مستقل مزاجی سے قائم رکھنا اور جاری رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ حقیقت میں دُعا محکم یقین، روحانی آرام اور حقیقی خوشی اور تسلی ہے۔ ایک فرض، ایک کام اور ایک خدمت ہے بریں سبب ہر مسیحی ایماندار کے لئے دُعا روحانی زندگی کی بحالی اور ترقی کے لئے روحانی خوراک ہے۔ اِس لئے دُعا زندگی کا شعار بنانا اور روزمرہ کی عادت بنانا ایک لازمی امر ہے۔ (اعمال ۲: ۴۲) "شکر گذاری کے ساتھ اس میں بیدار رہو" اِس سے رسُول کا مطلب یہ ہے کہ دُعائیں شکر گذاری کی دُعائیں ہونی چاہئیں۔ جس میں ہم خدا کے اُس فضل کا شکر ادا کرتے ہیں جو یسوع مسیح میں گناہگاروں کی نجات کے لئے ہے۔ شکر گذاری دُعا کی منزل اور تاج ہے۔ دُعا میں دل اور دماغ کو بیدار ہونا چاہیئے کیونکہ پولس رسُول کی عملی نصیحت کی بنیاد مسیح کے اپنے الفاظ ہیں کہ "جاگو اور دعا کرو تاکہ آزمائش میں نہ پڑو۔ روح تو مستعد ہے مگر جسم کمزور ہے۔" (مرقس ۱۴: ۳۸) یعنی اُن تمام چیزوں اور باتوں سے ہوشیار اور آگاہ

ہونا چاہیئے جو دُعا میں انسان کی توجہ اور خیالات کو درہم برہم کرتی ہیں۔ نیز سُستی اور کاہلی کا سبب بنتی ہیں۔ یہ ایماندار کی زندگی میں شیطان کی ہر ممکن کوشش ہوتی ہے۔ کہ ایماندار کے لئے خدا کی رفاقت سے دُور ہونے کا امکان پیدا کرے۔ اس لئے رسُول دُعا میں بیدار رہنے کی تاکید کرتا ہے۔ نیز دعائیں شکر گذاری کی ہوں۔ کیونکہ اس سے قناعت اور بھروسہ پیدا ہوتا ہے۔ جو مسیحی ایماندار کا خاصا ہے۔ اور ہونا چاہیئے۔

۳۔ آیت :-

اور ساتھ ساتھ ہمارے لئے بھی دُعا کیا کرو کہ خدا ہم پر کلام
کا دروازہ کھولے تاکہ مَیں مسیح کے اُس بھید کو بیان کر سکوں،
جس کے سبب سے قید بھی ہوں۔"

پولس رسُول اِس آیت میں مشورہ کے طور پر کلسے کی کلیسیا کو آج تمام دنیا کی مسیحی کلیسیا کو نصیحت کرتا ہے کہ وہ اپنی سفارشی دعاؤں میں خادمانِ دین اور مقدس انجیل کے مبشروں کو یاد رکھیں کہ خدا اُن کو اِس بھاری خدمت کے لئے اپنے پاک روح کی قوت سے ملبس کرے۔ اور وسیع پیمانے پر انجیل کی منادی کرنے کے لئے مناسب حالات پیدا کرے۔ "اور ساتھ ساتھ ہمارے لئے بھی دُعا کیا کرو۔" (رومیوں ۱۵: ۳۰، افسیوں ۶: ۱۹، ۱۔تھسلنیکیوں ۵: ۲۵، عبرانیوں ۱۳: ۱۸) مقدس رسُول اِس درخواست میں جمع متکلم کا صیغہ "ہمارے" استعمال کرتا ہے۔ جس سے مراد رسُول اپنے لئے، اور اپنے دوستوں یعنی اپنے ساتھیوں اپفراس اور تیمتھیس کے لئے بھی التماس کرتا ہے۔ کہ کلسے کی کلیسیا اپنی اجتماعی اور سفارشی دعاؤں میں یاد رکھے۔ اِس درخواست سے مقدس پولس کے مسیحی کردار میں یہ زبردست اور مستقل مزاجی کا ثبوت ملتا ہے، کہ وہ اپنی رہائی، موجودہ

خطرات اور تکالیف کے لئے درخواست نہیں کرتا جبکہ وہ قید میں ہے اور مصیبتوں کا شکار ہے۔ لیکن اُس کی درخواست صرف اپنی انجیل خدمت کے کام کو جاری رکھنے کے لئے ہے۔ کہ "خدا ہم پر کلام کا دروازہ کھول دے۔" اِس سے مراد ہے کہ خدا اپنے بڑے فضل و حکمت اور قدرت سے یسوع مسیح کی انجیل کی منادی کرنے کا مناسب اور بہتر حالات میں موقع عنایت کرے۔ (۱-کرنتھیوں ۱۶ : ۹، ۲-کرنتھیوں ۲ : ۱۲) مقدس رسول دروازہ کھولنے کی وہی صورت استعمال کرتا ہے جو مکاشفہ کی کتاب کے تیسرے باب کی آٹھویں آیت میں مندرج ہے۔ کہ "قدوس اور برحق نے فرمایا کہ دیکھ میں نے تیرے سامنے دروازہ کھول رکھا ہے۔ کوئی اُسے بند نہیں کر سکتا، کہ جب خدا انجیل کی بشارت کے لئے دروازہ کھول دے گا تو دنیا کی کوئی طاقت اُسے بند نہیں کر سکے گی۔ پولس رسول کا خط فلپیوں کے نام (۱ : ۱۲ - ۱۴) کو پڑھنے سے ہم جان سکتے ہیں کہ مقدس پولس نے قید کی حالت میں اپنے لئے دروازے کھلے ہوئے پائے۔ جبکہ اُس نے اُن سپاہیوں کو انجیل کی بشارت دی جو قید خانہ میں اِس پر پہرے دار تھے۔ نیز روم میں یہودیوں کے رئیسوں کو انجیلی خوش خبری کا پیغام دیا۔ (اعمال ۲۸ : ۱۷ - ۲۲) گویا اُس نے قید کی حالت میں بھی انجیل کے پیغام سے بہت سے لوگوں کو بیدار کر دیا۔ اُنیسمس جیسے مفرور غلام اُس کی محبت اور قربانی کے گرویدہ ہو گئے۔ یوں رسول کی خواہش کے مطابق اُس کی زندگی کے آخری سال بھی انجیل کی خدمت میں بے پھل نہیں تھے۔ جب کہ اُس کو منادی کا یہ کام پورے طور پر بند نظر آتا تھا۔ اِس لئے رسول گہرے احساس کے ساتھ دعا کی درخواست کرتا ہے کہ خدا اُس کے لئے اور ایسے مواقع مہیا کرے، تاکہ میں مسیح کے اُس بھید کو بیان کر سکوں۔ جس کے سبب سے قید بھی ہوں۔"

حقیقت میں مقدس پولس روم میں شاہی قیدی ہوتے ہوئے بھی مسیح کی انجیل کو پیش کرتا رہا۔ جس کے لئے زنجیروں میں جکڑا ہوا زیر حراست تھا۔ مقدس پولس یہ محسوس کرتا ہے کہ اُس کی گواہی یہاں بھی پھل لا رہی ہے اگرچہ وہ اپنی کلیسیاؤں میں نہیں جا سکا لیکن تمام کلیسیائیں اِس حقیقت سے آگاہ ہیں۔ کہ مقدس رسول انجیل کی خاطر دکھ اٹھا رہا ہے۔ اور اُس کی قربانی سے نئے نتائج پیدا ہو رہے ہیں۔ اگر الٰہی تجویز کے مطابق غیر اقوام مسیح کی انجیل کو وعدہ کی نجات کے لئے قبول کرتے ہیں، تو پولس رسول کا مطلب ہے کہ وہ انجیل کی خاطر یہاں قید خانہ میں ہے۔ اِس طرح وہ انجیل کو پیش کرتا یعنی مسیح کا بھید ظاہر کرتا ہے۔ خدا کا کلام اِس حقیقت کا شاہد ہے کہ خدا کا پوشیدہ مقصد مسیح میں گناہ گار انسان کو بچانے کا ہے۔ جو مسیح کا بھید ہے۔ جس سے مراد مسیح کی زندگی اور موت ہے۔ جس میں خدا کی بچانے والی مرضی ظاہر ہوتی ہے۔ "مسیح کا بھید" پولس رسول اِس محاورہ کو اپنے خطوط میں قریباً اکیس دفعہ استعمال کرتا ہے۔ مگر اِس خط میں دو دفعہ استعمال کیا گیا ہے۔ گویا یہ اُس کا دل پسند محاورہ ہے، جس میں وہ خدا کے فضل اور مسیح کے نجات بخش کام کو یاد کرتا ہے۔

۴- آیت :-

"اور اُسے ایسا ظاہر کروں جیسا مجھے کرنا لازم ہے۔"

یہاں مقدس رسول کلسے کی کلیسیا سے اپنے لئے دعا کی درخواست کرتا ہے کہ وہ اپنی سفارشی دعاؤں میں رسول کو اِس مقصد کے لئے پیش کریں کہ خدا اُس کو خداوند یسوع مسیح کی انجیل کی منادی کی توفیق بخشے۔

"ایسا ظاہر کروں جیسا مجھے کرنا لازم ہے۔" اِس سے مراد مسیح کی انجیل

کے بھید کا انکشاف ہے۔ اور رسول اس کو خدا کی طرف سے اپنا فرض
اور ذمہ داری سمجھتا ہے۔ (۱۔کرنتھیوں ۹: ۱۶، اعمال ۲۰: ۲۴، رومیوں
۱: ۱۴-۱۵) اور یہ بھید رسول کی روحانی نگاہ میں واضح اور کھلا ہے۔
اور اس کی ہر بات اس کی زبان میں صاف اور عیاں ہے۔ پولس
رسول نہ صرف غیر اقوام کی قبولیت کے لئے سوچ رہا تھا بلکہ ایک وسیع
پیمانے پر انجیلی بشارت کو پھیلانے کے لئے سوچ رہا تھا۔ جو گناہگار
انسانوں کے لئے مسیح کی بیش بہا دولت ہے۔

(۴)

غیر مسیحیوں سے برتاؤ

۵۔ آیت:-

وقت کو غنیمت جان کر باہر والوں کے ساتھ ہوشیاری سے
برتاؤ کرو۔

دعا کی نصیحت کے بعد یہاں پولس رسول مشورہ کے طور پر غیر مسیحیوں
کے ساتھ برتاؤ کی نصیحت کرتا ہے، جس میں مسیحی دانائی اور پرکشش
رویہ پیش کرتا ہے "وقت کو غنیمت جان کر" اس کے لئے یونانی زبان
کا لفظ [illegible] (ایکس اگورازومینوئی) جو کہ
ناگہانی اور ہنگامی صورت حال کی اصطلاح ہے۔ جس کا مطلب مناسب
موقع کا استعمال ہے۔ اسی محاورہ سے نئے عہد نامہ میں اس قلیل
وقت کی طرف اشارہ ہے۔ جو مسیح کی آمد ثانی تک ہے۔ (افسیوں ۵: ۱۶)

"اور وقت کو غنیمت جانو کیونکہ دن برے ہیں" گویا غنیمت کا لفظ
اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ اس حقیقت کو مت بھولو کہ تم ایسے
دور میں سے گزر رہے ہو جس کا ہر لمحہ قیمتی ہے۔ اگر یہ وقت ضائع ہو
گیا۔ تو اس کے بعد انجیل کی روشنی پھیلانے کا کوئی موقع ہاتھ نہیں آئے گا۔
جو موقع میسر ہے اسی کو غنیمت اور قیمتی جانو۔ کیونکہ اگر مسیح کے سامنے
مقبول ہونا ہے تو مسیح کی عدالت سے پیشتر اس کی مرضی کے مطابق تیار
ہونا بھی لازمی ہے۔ "باہر والوں کے ساتھ ہوشیاری سے برتاؤ کرو" باہر
والوں سے مراد غیر مسیحی ہیں۔ مسیحیوں کو بالخصوص کلسے کے مسیحیوں کو
رسول ایک بیش قیمت مشورہ سے نوازتا ہے۔ کہ غیر مسیحیوں کے ساتھ
ہوشیاری سے برتاؤ کرو۔ پولس رسول یہاں پر مسیح کے خیال کا اعادہ
کرتا ہے۔ جبکہ اس نے یہ مشورہ اپنے شاگردوں کو دیا۔ کہ "سانپوں کی
مانند ہوشیار اور کبوتروں کی مانند بے آزار بنو" (متی ۱۰: ۱۶) رسول
کا مطلب نو مریدوں کے غیر اقوام سے تعلقات ہیں۔ جس کے لئے وہ
اپنے تمام خطوط میں فکرمند دکھائی دیتا ہے۔ مگر یہاں پر اس کا خیال
ان کو اذیت سے ہی محفوظ رکھنا نہیں ہے، جس کے لئے ان کو ہمیشہ
دوچار ہونا پڑتا تھا، بلکہ اس کے ذہن میں وہ لوگ ہیں جو مسیح کے سچے
وفادار اور مخلص ایلچی ہیں۔ جو مخصوص منتظر نہیں ہیں۔ بلکہ عام مسیحی
آدمی اور عورتیں ہیں۔ جو اپنے غیر مسیحی ساتھیوں کے سامنے مسیح کی انجیل
کا عملی ثبوت پیش کرتے ہیں۔ مسیحی زندگی کی سب سے بڑی خوبی اپنے
اچھے اخلاق اور عملی کردار سے متاثر کرنا ہے۔ تاکہ دوسرے لوگ ان کی
زندگی سے حظ اٹھائیں اور لطف اندوز ہوں نہ کہ نفرت کا اظہار کریں۔
کیونکہ رسول کے ذہن میں وہ لوگ بھی تھے جو سرگرم اور جوشیلے مسیحی تھے۔
جو غیر قوم کے مذہب اور رسم و رواج کو وقت بے وقت اعلانیہ رد کر

دیتے تھے۔ اس کا نتیجہ مخالفت کا بڑھنا تھا۔ نیز کئی لوگ جاہل مسیحیوں کے ناواجب رویہ سے مسیحی مذہب کے خلاف متعصب بن گئے۔ پس اس نصیحت میں رسول کی خواہش ہے کہ مسیحی لوگ غیر مسیحیوں کے ساتھ ایسا برتاؤ کریں جس سے وہ انجیل کی طرف متوجہ ہوں اور ایمان لائیں نہ کہ مسیحیوں کے غلط رویہ سے انجیل سے متنفر ہو جائیں۔ بدیں وجوہات مسیحی لوگ موقع شناس ہوں اور غیر مسیحیوں کے ساتھ دانائی کی طرح میں برتاؤ کرنا چاہئیں۔

(۳)

مسیحی طرزِ گفتگو

۶- آیت:-

تمہارا کلام ہمیشہ ایسا پُرفضل اور نمکین ہو کہ تمہیں ہر شخص کو مناسب جواب دینا آجائے۔

مقدس پولس رسول یہ تیسرا مشورہ مسیحی طرزِ گفتگو کے بارے میں پیش کرتا ہے۔ "جو پُرفضل اور نمکین ہو۔" فضل سے مراد جاذبیت اور خوب صورتی ہے۔ (کلسیوں ۳: ۱۶) نمکین سے مراد ہے لطافت، مزیدار اور قابلِ شنید ہے۔ پولس رسول اپنے پڑھنے والوں کو نصیحت کرتا ہے کہ تمہاری گفتگو میں اس طرح رچاشنی، جاذبیت اور دانائی ہو جس کہ لوگ سننے کے لئے متوجہ ہوں۔ نیز رسول کا مقصد ہے کہ ہر مسیحی کو طرزِ گفتگو کے مؤدبانہ سے روشناس ہونا چاہیئے۔ اور اس کا اطلاق کرنا بھی جانتا ہو۔ فضل سے مراد یہ بھی ہے کہ مسیحیوں کی زبان میں خدا کا فضل ظاہر ہونا چاہیئے۔ نمکین سے مراد ہے کہ مسیحیوں کی گفتگو، جھگڑا

اور فساد کا سبب نہیں ہونی چاہیئے۔ بلکہ انجیل کی روح میں پُرکشش اور جاذب توجہ ہو۔ ہر شخص کو مناسب جواب دینا آجائے۔ جس سے مراد یہ ہے کہ معترضین کے سامنے اپنا عذر پیش کر سکیں، اور اپنے ایمان کا تحفظ کر سکیں۔ نیز اپنے ہمسایہ غیر مسیحیوں کی راہنمائی انجیل کے بلند مقصد کی طرف کر سکیں۔ نہ کہ اپنے دوستوں میں پامال کرنے والی سچائی اور پاکیزگی سے اکتاہٹ پیدا کریں۔ بلکہ ہر بات کو اس رنگ میں پیش کریں جس میں جاذبیت اور لطف ہو۔ اور جس سے محبت اور ہمدردی منعکس ہو۔ اور یہ اس طرح ممکن ہے کہ تم کو مناسب جواب دینا آجائے۔ ہر حقیقی مسیحی اپنی عام گفتگو میں بھی اپنے آپ کو مشتہر کرتا ہے۔ مگر اس کو وقت، جگہ اور شخص کا خیال رکھنا چاہیئے۔ پس اگر اپنی گفتگو کو مؤثر بنانا ہے، تو طرزِ گفتگو کے آداب سے بخوبی واقف ہونا لازمی ہے۔ موقع کی روح کے مطابق زبان کو اختیار کرنا چاہیئے۔ جو دوسرے آدمی کے خیالات کو بلندی کی طرف لے جائے۔

(۴)

پیغام رساں کا تعارف

۴: ۷-۹

کلسیوں کے نام یہ خط کچھ اور اشخاص سے بھی متعلق ہے جو کلیسیا سے تعلق نہیں رکھتے تھے۔ ان میں سے ایک قابلِ اعتماد تخکس ہے۔ جو پولس رسول کا خاص پیغام رساں تھا۔ جس کے ہاتھ یہ خط بھیجنے کی کلیسیا

تک پہنچایا۔ پس مقدس رسول اس حصہ میں کلسے کی کلیسیا سے اپنے پیغام رساں کا تعارف کراتا ہے۔ اس متفرق حصہ میں دو اشخاص قابلِ غور ہیں۔ جن کو رسول اس خط کے ساتھ بھیج رہا ہے۔ ایک تخکس اور دوسرا انیسمس ہے۔ رسول کی انتہائی خواہش ہے کہ اس کے دونوں دوست کلسے کی کلیسیا میں واجب اور جائز طریقے سے قبول کیے جائیں اس لیے اُن کی شخصیت کو کلیسیا پر واضح کرنے کے لیے اُن کے نام سے چند القابی اور شناختی الفاظ کے ساتھ ملقب ہوتا ہے۔ نیز اپنے متعلق تمام شخصی اطلاعات دے کر اُن کو بھیجتا ہے۔ جن کو لکھنے کے لئے رسول کے پاس فرصت نہیں تھی۔

(۱)

تخکس

۱۔ آیت:۔

پیارا بھائی اور دیانت دار خادم (تخکس) جو خداوند میں ہم خدمت ہے میرا سارا حال تمہیں بتا دے گا

اس آیت میں مقدس رسول اپنے پیغام رساں سے روشناس کراتا ہے (تخکس Tuxikos) یہ ایک یونانی نام ہے۔ جس کا مطلب مبارک شخص ہے۔ یہ پولس رسول کے شخصیات میں اور وفادار دوستوں میں سے ایک بہترین دوست اور خدمت گزار تھا۔ یہ رسول کے کئی خطوط کا ذمہ دار اور قابلِ اعتماد پیغام رساں تھا۔ جو رسول کی ہدایات کے مطابق روم سے ایشیائے کوچک کے سفر میں کلسی غلام انیسمس

کے ساتھ روانہ ہوا۔ جس کو پولس رسول اُن کے مالک کے پاس بھیج رہا تھا۔ اور شاید تخکس نے اِفسس پہنچایا تھا۔ (افسیوں ۶: ۲۱)۔ رسول کے کہنے پر اس خاص کام کے لیے اس کو وادیٔ لوکس کے سفر دن میں سے ہو کر جانا پڑا۔ جو روم سے افسس جاتے وقت راستے میں آتے تھے۔ تخکس کو پہلے لودیکیہ جانا پڑا۔ جو اُس وقت وادیٔ لوکس میں مسیحیت کا بڑا مرکز تھا۔ مقدس رسول نے تخکس کو کلسے جانے کے لئے خاص تاکید کی۔ تاکہ اُس کے ساتھ انیسمس جو معزز کلسی غلام تھا۔ اور اُس کو اُس کے مالک کے پاس واپس بھیجا جا رہا تھا۔ تخکس رسول کی طرف سے انیسمس کا سفارتی تھا۔

تخکس آسیہ یعنی ایشیائے کوچک کا باشندہ تھا۔ (اعمال ۲۰: ۴)، اور شاید افسس کا رہنے والا تھا (۲۔ تیمتھیس ۴: ۱۲۔ افسیوں ۶: ۲۱) وہ پولس کی زندگی کے تین مختلف ادوار میں اُس کے ساتھ دکھائی دیتا ہے:۔

۱۔ تخکس پولس رسول کے ساتھ پہلے اُس وقت تھا۔ جب رسول اپنا تیسرا مشنری سفر ختم کرنے کو تھا۔ قریباً ۵۸ عیسوی میں (اعمال ۲۰: ۴)۔ غالباً ترفمس افسی کی مانند (اعمال ۲۱: ۲۹) رسول کے فرمان کے مطابق تخکس یہودیہ کے غریب مسیحیوں کے لیے چندہ لے جانے کے لیے اپنی کلیسیا کی طرف سے نمائندہ ہو کر رسول کے ساتھ یروشلیم گیا۔ (۱۔ کرنتھیوں ۱۶: ۱-۴)

۲۔ اُس کے بعد دوسری دفعہ (تخکس) کو پولس کے ساتھ ہم اُس وقت دیکھتے ہیں۔ جب یہ خط لکھا گیا۔ غالباً روم کی اسیری کے آخر میں قریباً ۶۲-۶۳ عیسوی میں۔ جیسا کہ وہ اس خط کا پیغام رساں ہے۔

۳۔ پھر ہم تیسری دفعہ اُس کو رسول کے ساتھ اُس کی زندگی کے آخری

دونوں ہیں دیکھتے ہیں۔ جبکہ وہ ططس کے پاس رسول کی طرف سے کریتے میں بھیجا گیا۔ (ططس ۳ : ۱۲) اور پھر افسس کو (۲۔تیمتھیس ۴ : ۱۲)، پولس رسول اُس کو مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ ملقب کرتا ہے۔ جس سے اُس کی شخصیت کی تصدیق ہوتی ہے۔

"پیارا بھائی" اُس کا مطلب مسیحی ایماندار کی حیثیت سے کلیسیائی خدمت میں دیانت دار، ہمدردی اور محبت کی روح میں وفادار بھائی ہے۔ (۲۔کرنتھیوں ۸ : ۱۸) "دیانتدار خادم" جس کے لئے یونانی زبان کا لفظ διάκονος (ڈیاکونس) یعنی ڈیکن ہے۔ یہ پولس رسول کے اُن خادموں میں سے ایک تھا جو رسول کی خدمت کرتے تھے۔ اور اُس کے مددگار رہتے (اعمال ۲۰ : ۴، رومیوں ۱۶ : ۱، فلپیوں ۱ : ۱، ۱۔تیمتھیس ۳ : ۸، ۱۲) اور رسول کا بھیجا ہوا خادم تھا۔ رسول اپنے خطوط اپنے خادموں کے ہاتھ بھیجتا تھا۔ (۲۔کرنتھیوں ۸ : ۱۸، افسیوں ۶ : ۲۲، فلپیوں ۲ : ۲۵، ۲۸) یعنی مسیح کی انجیل کو سنانے اور کلیسیائی خدمت کے کام کو سر انجام دینے کے فرائض میں وفادار اور دیانت دار خادم تھا۔ گویا اس لفظ سے یہ حقیقت عیاں ہے کہ وہ انجیلی خدمت میں پولس رسول کا مددگار تھا۔ تخکس کو رسالت کا عہدہ حاصل نہیں تھا، بلکہ رسول کے ماتحت کی حیثیت سے پیغام کو دوسروں تک پہنچانے میں مددگار رہتا۔ "وہ ہم خادم ہیں ہم خدمت" بے شک تخکس ثانوی حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن رسول تخکس کی شخصیت کو اور واضح کرنے کے لئے اس حقیقت کا اضافہ کرتا ہے۔ اور اُس کو اپنے برابر خیال کرتا ہے۔ کہ مسیح کے کام میں وہ ہم خدمت بھائی ہے۔ "میرا سارا حال تمہیں بتا دے گا" اس سے مراد یہ ہے کہ رسول کی کچھ شخصی اطلاعات تھیں۔ جن کو لکھنے کے لئے اُس کے پاس فرصت نہیں

تھی۔ وہ اطلاعات تخکس کے سپرد کی گئی تھیں۔ تاکہ وہ جن کے پاس جائیگا اُن کو زبانی بتا دے گا۔ جن باتوں کو بھی پولس رسول کے عقیدتمند اور کلیسیا کے فکرمند اُس کے بارے میں پوچھنے کی حاجت محسوس کریں گے۔ اور تخکس رسول کی قید کے متعلق بھی تمام حالات سے آگاہ کرے گا۔

۸۔ آیت:۔

اُسے میں نے اسی لئے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ کہ تم ہماری حالت سے واقف ہو جاؤ اور وہ تمہارے دلوں کو تسلی دے۔

اس آیت میں پولس رسول اپنے پیغام رساں تخکس کو بھیجنے کا مقصد اور وجہ بیان کرتا ہے۔ کلسے کی کلیسیا پولس رسول کی قید کے لئے، اور اُس کے دکھوں کے لئے نہایت فکرمند تھی۔ اور بہت دور ہونے کی وجہ سے اُن کے لئے جلدی سے حالات کا معلوم ہونا بھی ناممکن تھا۔ اور کلسے کی کلیسیا کا مبشر اپفراس بھی رسول کے پاس پہنچ چکا تھا۔ مگر ابھی تک واپس نہیں آیا تھا۔ بدیں وجہ کلیسیا میں بے حد فکرمندی اور پریشانی تھی۔ اور کلیسیا رسول کی طرف سے پیغام آنے کا بے صبری سے انتظار کر رہی تھی۔ مقدس رسول پاک روح کے وسیلے اُن کی فکرمندی اور پریشانی سے واقف ہے۔ اِن ہی حالات کے تحت "اسی لئے تمہارے پاس بھیجا ہے" اُن کے پاس تخکس کو بھیجا ہے۔ اس ایسے سفر میں تخکس کا واحد مقصد کلسے کی کلیسیا کے لئے پیغام لے جانا ہی نہیں تھا۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ اس نے دوسری کلیسیاؤں میں بھی جانا تھا۔ پس اس بڑے مقصد میں کلسے کی کلیسیا کے لئے اُس کی پیغام رسانی اتفاقیہ تھی۔ بالخصوص اُنہ پولس رسول کی درخواست پر

وہاں جا رہا تھا۔ کیونکہ وہ خصوصاً افسس جا رہا تھا۔ روم سے افسس
جاتے وقت راستے میں کلسے کا شہر تھا۔ اس لئے اس کو یہ خاص پیغام
دیا گیا "تم ہماری حالت سے واقف ہو جاؤ"۔ یعنی تخکس کلسے میں
کسی خاص تفتیش یا معلومات کے لئے نہیں جا رہا تھا۔ اگلے لفظوں میں
اس جملے کی تشریح ہو جاتی ہے "اور تمہارے دلوں کو تسلی دے"۔
اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کلسے کی کلیسیا پولس رسول کے لئے فکر مند
اور پریشان تھی۔ پس کلسے کی کلیسیا کے لئے تخکس کا بڑا مقصد پولس
اور اپفراس کے حالات سے واقفیت دلا کر ان کے دل کو تسلی دینا اور
ان کی حوصلہ افزائی کرنا تھا۔ بالخصوص شاید وہ اپنے ساتھی اپفراس کے حالات
تخکس سے معلوم کر کے کسی حد تک دلی اور دماغی تسلی حاصل کر چکے ہوں گے۔

(۴)

انیسمس

۹۔ آیت :-

"اور اُس کے ساتھ انیسمس کو بھی بھیجا ہے۔ جو دیانت دار اور
پیارا بھائی اور تم میں سے ہے۔ یہ تمہیں یہاں کی سب باتیں بتا
دیں گے۔"

انیسمس (ONESIMUS) جو فلیمون کے خط کا مرکزی کردار ہے۔
یہی اس آیت میں پولس رسول متعارف کراتا ہے۔ جو تخکس کے ہمراہ کلسے
واپس جا رہا تھا۔ پولس رسول نے تخکس کے ذریعے فلیمون کو ایک خط لکھا
تھا۔ جو انیسمس کے ہاتھ میں تھا۔ لیکن یہاں پر بھی اس کا ذکر کرنا مناسب

سمجھتا ہے۔ جس سے اپنے پُر تپاک قلب کا اظہار کرتا ہے۔ جس کو وہ کہتا
ہے "دیانت دار اور پیارا بھائی"۔ رسول یہاں پر نہ ہی اُس کو غلام کہتا
ہے۔ اور نہ ہی اُس کی گذشتہ تاریخ کی ورق گردانی کرتا ہے۔ کیونکہ
اب مسیح میں وفادار اور پیارا بھائی ہے۔ جو نئے سرے سے پیدا ہو چکا
ہے (فلیمون ۱۰ آیت)۔ یعنی اُس کی زندگی مسیح میں پورے طور پر تبدیل ہو
چکی ہے۔ "اور تم میں سے ہے"۔ مقدس رسول انیسمس کو اُن میں سے
ثابت کرتا ہے۔ جبکہ وہ مسیح میں ایمان دار ہے۔ تاکہ ساری کلیسیا اُس کو
قبول کرے۔ اور اُس کے مفرور ہونے کی وجہ دلوں کی تمام نفرت کو محبت
کی شکل دی جائے۔ اور وہ اُس کے ساتھ مسیحی محبت کے ساتھ پیش آئیں
جیسے مُسرف بیٹے کو اپنے باپ کے گھر میں قبول کیا گیا تھا۔ (لوقا ۱۵: ۱۱-
۳۲)۔ یہ رسول کے شائستہ جذبات کی ترجمانی ہے۔ جبکہ وہ براہ راست
انیسمس کی معافی اور بحالی درخواست سے پہلو تہی کرتا ہے۔ وہ صرف
اُس کو ایک باوقار اور باعزت مسیحی دوست کی حیثیت سے کلیسیا سے
متعارف کراتا ہے۔ کیونکہ وہ رسول کے ساتھ روم میں کافی دیر رہا ہے
اور رسول کے متعلق وہ بھی بہت سی باتیں جانتا ہے۔ اس لئے کلسے کی
کلیسیا کو اُس سے بھی رسول کی شخصی زندگی کے متعلق بہت سی معلومات
حاصل ہو سکتی ہیں۔

(۵)

الوداعی سلام

(۴: ۱۰ سے ۱۸)

اس حصہ میں مقدس پولس رسول اپنے خدمت گزار دوستوں

کی طرف سے سلام بھیجتا ہے۔ اور اُن کا بھی ذکر کرتا ہے، جن کو سلام بھیجتا ہے۔ خط کے اختتام پر اپنے ہاتھ سے الوداعی سلام لکھ کر خط کو بند کرتا ہے۔ پس یہ حصّہ جدید علماء کے اعتراض کی بنیاد ہے۔ جبکہ وہ خط کے لکھے جانے کی جگہ رُوم قبول نہیں کرتے۔ بلکہ افسس کو کلسیوں کے خط کی جائے تحریر تسلیم کرتے ہیں۔ اِس کی دلیل اُن کے پاس یہ ہے کہ اس حصّہ میں اُن آدمیوں کے نام مذکور ہیں۔ جبکہ پولُس رسُول افسس میں تھا۔ تو وہ اُس کے ساتھ تھے۔ مگر یہ دلیل قابلِ قبول نہیں ہے۔ کیونکہ بالخصوص وہ اُن کا ذکر اِس لئے کرتا ہے۔ تاکہ کلسے کی کلیسیا اُن سے واقف ہو جائے۔ شاید وہ کبھی اُن کے پاس آئیں تو خوشی سے قبول کئے جائیں (۴: ۱۰)۔ افسس سے اِس قدر واقفیت کی ضرورت نہیں تھی۔ کیونکہ افسس کلسے سے صرف ایک سو میل کے فاصلے پر تھا۔ اس لئے کلسے کی کلیسیا اُن سے آسانی سے واقف ہو سکتی تھی۔ نیز اگر وہ لوگ افسس میں پولُس رسُول کے رفیق تھے۔ تو وہ رُوم میں بھی اُس کے ساتھ جا سکتے تھے۔ اگر وہ رسُول کے سچے اور وفادار، خدمت گزار ساتھی ہیں۔ جیسا کہ رسُول اُن سے مخاطب ہوتا ہے۔ تو اُن کا ہر جگہ پہنچنا ممکن تھا۔ اعمال کی کتاب اِس حقیقت کی واضح شہادت ہے۔ ایک اور بھی حقیقت اس کے حق میں ہے۔ کہ پولُس رسُول کے زمانہ میں کلیسیا ایک معمولی سی اقلیت تھی۔ اِس لئے نمایاں اور ممتاز خاندانوں، کلیسیائی افسروں اور بزرگوں کو ہر جگہ کے کلیسیائی جانتے تھے۔ اِس لئے پولُس رسُول اُن اشخاص سے سلام لکھ کر بھیجتے ہیں۔ جن کے ساتھ کلسے کی کلیسیائی کی خاص دلچسپی تھی۔ پس یہ الوداعی سلام دو حصّوں پر مشتمل ہے۔ ایک حصّہ میں وہ اشخاص ہیں جن کی طرف سے سلام بھیجا گیا (۴: ۱۰-۱۴) اور دوسرے حصّہ میں وہ لوگ ہیں جن کو سلام بھیجا گیا۔ (۴: ۱۵-۱۷) اس کے بعد رسُول اپنے ہاتھ سے الوداع لکھتا ہے (۴: ۱۸)

(ل)

الوداعی سلام بھیجنے والی

۴: ۱۰-۱۴

یہ غالباً چھ اشخاص تھے، جنہوں نے کلسے کی کلیسیا کو رُوم سے سلام بھیجا۔ جن میں تین یہودی مسیحی تھے۔ اور تین غیر قوم مسیحی تھے۔

یہودی مسیحیوں کا سلام

۱۰۔ آیت:۔

ارسترخس جو میرے ساتھ قید ہے۔ تم کو سلام کہتا ہے۔ اور برنباس کا رشتہ کا بھائی مرقس (جس کی بابت تمہیں حکم ملے تھے اگر وہ تمہارے پاس آئے تو اُس سے اچھی طرح ملنا)۔

(۱) ارسترخس (APIΣTAPXOΣ):۔

مقدونیہ کے شہر تھسلنیکے کا باشندہ تھا۔ (اعمال ۱۹: ۲۹، ۲۰: ۴) یہ شخص یہودی مسیحی تھا اور یروشلیم سے رُوم کی طرف جاتے وقت سفر میں پولُس کے ساتھ تھا۔ (اعمال ۲۷: ۲) لیکن خیال غالب ہے کہ یہ شخص مورہ کے شہر میں آکر رسُول سے جُدا ہو گیا۔ (اعمال ۲۷: ۵)، پولُس اُس کو اپنے ساتھ اسیر بھائی کے طور پر پیش کرتا ہے "میرے ساتھ قید ہے" اِس قید کے لئے یونانی زبان کا لفظ ا۔

συναιχμαλωτος (سُن آئیکما لوتوس) جس کا مطلب روحانی قیدی ہے (رومیوں ۱۶ : ۷) اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ وُہ پولُس کی طرح قیدی نہیں تھا۔ لیکن رضاکارانہ پولُس رسُول کے ساتھ رہ کر اُس کی قید میں شریک تھا۔ گویا وُہ رسُول کے آخری سالوں کی خدمت کے دوران اُس کے عقیدت مندوں میں سے اُس کا خدمت گزار اَور وفادار ساتھی تھا۔ یعنی مسیح میں اسیر۔ (۲۔کرنتھیوں ۲ : ۱۴)

(۲) مرقس (ΜΑΡΚΟΣ) :-

جس کا نام یوحنا مرقس تھا (اعمال ۱۲ : ۲۵، ۱۵ : ۳۷) یہ برنباس کا رشتہ کا بھائی تھا۔ رشتہ کے بھائی کے لیے یونانی زبان کا لفظ ανεψιος (انیپسی اُوس) اِس کا مطلب بھتیجا یا بھانجا ہو سکتا ہے مگر قدیم نسخہ جات سے معلوم ہوا ہے کہ وُہ برنباس کا بھانجا تھا۔ ابتدائی کلیسیائی روایت ہے کہ یہ پطرس کا پیارا ساتھی تھا۔ جس نے پطرس رسُول کے وعظ کو تحریر کیا اَور یہی وجہ مرقس ہے جس کا نام انجیل مقدس کی دوسری کتاب سے منسوب ہے۔ (یعنی مرقس کی معرفت انجیل) کے مُصنف سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ اَبیہ کی طرف سے نمائندہ تھا۔ اَب یہ رسُول کے پاس رقوم میں ہے۔ یہی مرقس جو یوحنا کہلاتا تھا۔ ابتدائی کلیسیائی تواریخ میں پانچ ناموں سے یاد کیا جاتا ہے :-

۱۔ ابتدائی شاگرد یوحنا مرقس (اعمال ۱۲ : ۱۲، ۲۵)
۲۔ پولُس رسُول کا آخری ساتھی۔ (فلیمون ۲۴، ۲ تیمتھیس ۴ : ۱۱)
۳۔ مقدس پطرس رسُول کا پیارا ساتھی اَور رُوحانی بیٹا۔ (۱۔پطرس ۵ : ۱۳)
۴۔ مُبشر
۵۔ سکندریہ کا بشپ۔ یوسیبیئس مؤرخ اِس کے متعلق لکھتا ہے کہ یوسُ

رسُول مرقس کے بارے میں چند متعرضہ کے طور پر کچھ ہدایات دیتا ہے۔ جن کے متعلق پڑھنے والے سُن چکے ہیں۔ اِس لئے کہ اگر وُہ اُن کے پاس آسکے تو وہ اُس کو خوشی سے قبول کریں۔ پولُس رسُول صرف یاددہانی کے لئے اس فقرہ کا اضافہ کرتا ہے۔ ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ فقرہ الیفراس کی درخواست پر لکھا گیا ہے۔ جو اپنے نومریدوں کو وُہ پیغام یاد دِلانا چاہتا ہے۔ جو اُن کو یاد دِلا چکا تھا۔ کہ سلام بھیجنے والا مرقس وادیٔ لوقس میں جلدی آئیگا۔ یہ بھی مقدس رسُول کے یہودی خدمت گزار دوستوں میں سے وفادار دوست تھا۔ غالباً یہ یروشلیم کا رہنے والا تھا۔ (اعمال ۱۲ : ۱۲)

۱۱۔ آیت :-

اَور یسوع جو یوستس کہلاتا ہے۔ مختونوں میں صرف یہی خدا کی بادشاہی کے لئے میرے ہم خدمت اَور میری تسلّی کا باعث رہے ہیں ؏

(۳) یسُوع :-

ارسترخس اَور مرقس کے بعد رسُول اِس آیت میں یسوع کا ذکر کرتا ہے جو یہودی مسیحی ہے۔ اَور سلام بھیجتا ہے۔ یہ پولُس رسُول اَور مرقس کی مانند دو ناموں سے یاد کیا جاتا تھا۔

(۱) یسوع (ιησους) یہ آرامی زبان کا لفظ اَور یہودی نام تھا۔
(۲) یوستس (Ιουστος) یہ یونانی لہجہ میں غیر اقوام کے استعمال کا نام تھا۔ جس سے وُہ یاد کیا جاتا تھا۔ نیز تینوں دوست یہودی تھے۔ جن کا پولُس رسُول نے ذکر کیا ہے۔

"مختونوں میں سے صرف یہی خدا کی بادشاہی کے لئے میرے ہم خدمت اَور میری تسلّی کا باعث رہے ہیں۔" پولُس رسُول اِس فقرہ کو بڑی

دل کی تلخی اور بے چارگی کے ساتھ تحریر کرتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول پر یہودی مسیحیوں کی بے وفائی اور مخالفت کا گہرا احساس تھا۔ گویا اس کو پورے طور پر شکایت ہے۔ (فلپیوں ۱: ۱۵-۱۷) جہاں وہ یہودی انجیلی منادوں کا ذکر کرتا ہے۔ جب کہ کئی حسد کی روح میں مسیح کی منادی کرتے تھے۔ اور کئی اس کو دکھ دینے کی خاطر۔ پس یہ شخصی دشمن بلا شبہ یہودی تھے۔ جو ہمیشہ اس کو شک کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اس لئے وہ ان تینوں دوستوں کا بے حد ممنون ہے۔ جنہوں نے اس کے ساتھ وفاداری کا ثبوت دیا ہے۔ کیونکہ یہ یہودی غیر اقوام کی مانند اپنے پرانے متعصبانہ رویہ کو ترک کر کے خدا کی بادشاہی کے وفادار ثابت ہوئے۔ "خدا کی بادشاہی" کی اصطلاح اناجیل ثلاثہ میں پائی جاتی ہے۔ جس کا ذکر پولس رسول کی تحریرات میں شاذ و نادر ہی آتا ہے۔ مگر شاید پولس رسول ان تینوں دوست یہودی بھائیوں کے لئے استعمال کرتا ہے۔ تاکہ اس کا اطلاق ان پر مؤثر ثابت ہو جو اپنے مذہبی حقوق میں زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور خدا کی بادشاہی کے تصور کو زیادہ بہتر سمجھتے ہیں بہ نسبت اس بادشاہی کے جس کا مسیح نے اعلان کیا تھا۔

غیر قوم مسیحیوں کا سلام

۱۲- آیت :-

اپفراس جو تم میں سے ہے اور مسیح یسوع کا بندہ ہے۔ تمہیں سلام کہتا ہے۔ وہ تمہارے لئے دعا کرنے میں ہمیشہ جانفشانی کرتا ہے۔ تاکہ تم کامل ہو کر پورے اعتقاد کے ساتھ خدا کی پوری

مرضی پر قائم رہو۔

(۱) اپفراس (ΕΠΑΦΡΑΣ) :-

یہ کلسے شہر کا باشندہ اور وادی لوقس کا مبشر تھا۔ غالباً اسی نے وادی لوقس کی کلیسیاؤں کی بنیاد رکھی تھی۔ یہ غریب اپفراس اس بدعت کے لئے نہایت فکرمند اور پریشان ہے۔ جو ان کی کلیسیاؤں میں اِدھر اُدھر پھیل رہی تھی۔ پس اس کی حقیقی اور سچی خدمت جو مسیح کے لئے ہے۔ اور وہ دعا جو کلسے کے گرد و نواح کی کلیسیاؤں کے لئے ہر وقت کرتا ہے۔ مقدس رسول کلیسیاؤں کے سامنے تحریری رنگ میں واضح کرتا ہے۔ جس کے لئے وہ (اپفراس) ہمیشہ جانفشانی کرتا ہے "تاکہ تم کامل ہو کر پورے اعتقاد کے ساتھ خدا کی پوری مرضی پر قائم رہو۔" مقدس رسول اس بات کا انکشاف کرتا ہے کہ اپفراس جو ان میں سے بڑے بوجھ، گہرے احساس اور بڑے درد کے ساتھ ان کے لئے خدا سے دعا کرتا ہے اور خدا سے ان کے لئے روحانی قوت اور مدد مانگنے کے لئے انتہائی جد و جہد کرتا ہے۔ تاکہ وہ پورے طور پر خدا کی مرضی کے علم کو جانیں۔ جو مقدس انجیل کی ہر سچائی کے لئے ایک مضبوط گرفت ہے جس پر جھوٹے استادوں کی ہر کوشش ناکام ثابت ہو گی۔ اس طرح رسول اپنے خط کو ختم کرتے وقت اپنے اصلی مقصد پر روشنی ڈالتا ہے۔ تاکہ ان کے جوش میں تازگی اور زندگی پیدا ہو جائے اور وہ گرم جوشی سے عمل میں سرگرداں رہیں۔

۱۳- آیت :-

میں اس کا گواہ ہوں کہ وہ تمہارے اور لودیکیہ اور ہیراپلس کے لوگوں کے واسطے بڑی کوشش کرتا ہے۔

ایفراس کی سلام لکھنے کے بعد اس آیت میں ایفراس کی خدمت اور کوشش پر رسول اپنی شہادت پیش کرتا ہے۔ نیز وہ اُس کے اس مخصوص کام کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جس میں ایفراس سراپا مصروف ہے۔ یہ وہی کام ہے۔ جس کے لئے وہ رُوم میں رسول کے پاس پہنچا ہے۔ وہ کام کیا تھا؟ ہم صرف اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ کام وادیٔ لوقس کے مسیحیوں کے لئے ایک امدادی اپیل تھی یعنی اُن کے لئے جو ناگہانی صورت حال کے شکار تھے۔ رُوم کے مسیحیوں سے اُن کے لئے چندہ جمع کرنا تھا۔ یہی کام تھا۔ جس کے لئے ایفراس بے حد کوشش کر رہا تھا اور دن رات اِس محنت میں مصروف تھا۔ کیونکہ اس سے پیشتر ایک بڑے زلزلہ سے اِن تینوں شہروں (لودیکیہ، ہراپلیس اور کلسے) کو نقصان پہنچا تھا۔ جس کے لئے پولس رسول اپنے سارے خط میں خاموش ہے۔ مگر یہاں پر صرف اِس ناگہانی واقعہ پر اشارہ کرتا ہے قدیم مؤرخوں کی شہادت ہے۔ کہ اس زمانہ میں اِن متاثرہ شہروں کو کافی مالی امداد دی گئی۔ بدیں وجہ ایفراس ہمدردی کے طور پر روم میں دولت مند مسیحیوں کے پاس اُن متاثرہ بھائیوں کی فہرست لایا تھا۔ جو اس بڑے زلزلہ میں اپنے سارے مال واسباب سے محروم ہو گئے تھے۔ اور بے حد پریشانی، بے بسی اور بے دلی کی حالت میں تھے۔

۱۴- آیت :۔

پیارا طبیب لوقا اور دیماس تمہیں سلام کہتے ہیں۔

اس آیت میں سلام بھیجنے والے دو اشخاص کا ذکر ہے، جو غیر قوم مسیحی تھے۔

(۲) لوقا (ΛOUKOS لُوقوس) :۔

یہ غیر قوم مسیحی تھا۔ ایک روایت ہے کہ یونانی سیریہ کے انطاکیہ میں پیدا ہوا اور یہ پولس کا شاگرد تھا۔ پولس رسول کی موت کے بعد اِس نے دِلمتیہ، گال، اٹلی، اور مقدونیہ میں انجیل کی منادی کی۔ اِس نے اخیہ یا بیت عنیاہ میں جامِ شہادت نوش کیا۔ پولس رسول خاص دلچسپی کے ساتھ لوقا کا ذکر کرتا ہے۔ ابتدائی کلیسیائی روایت کے مطابق جو بلاشبہ حقیقت پر مبنی ہے۔ کہ لوقا طبیب انجیل کی تیسری کتاب کا اور رسولوں کے اعمال کی کتاب کا مصنف ہے۔ یہاں ایک بہترین اور قابلِ توجہ حقیقت ہے۔ کہ انجیل کی دوسری، اور تیسری کتابوں کے مصنف پولس رسول کی آخری زندگی میں اُس کے ساتھ ہیں۔ بالخصوص لوقا پولس کے ساتھ آخری دم تک رہا۔ (فلیمون ۲۴ آیت، ۲۔ تیمیتھیس ۴: ۱۱) اعمال کی کتاب میں پولس رسول کے مشنری سفر جن میں ہم اُس کو دیکھتے ہیں۔ کہ وہ بہت سے حصوں میں جمع متکلم کے صیغے استعمال کرتا ہے۔ (جیسے ہم روانہ ہوئے) جو اس ثبوت کی دلالت ہے۔ کہ وہ پولس رسول کا وفادار ساتھی تھا لوقا پولس کے ساتھ یروشلیم گیا۔ اور ظاہرا طور پر یروشلیم سے پولس کی حراست کے بعد اُس کے ساتھ رہا اور اٹلی کے بحری سفر میں بھی وہ روم میں پہنچنے تک پولس کے ساتھ ہے۔ اِس باب میں یہاں یہ ایک مضبوط ترین دلیل ہے کہ یہ خط روم سے لکھا گیا۔ جب ہم اعمال کی کتاب میں پڑھتے ہیں، کہ لوقا روم گیا۔ مگر اُس میں کوئی ذکر نہیں ہے جس سے ظاہر ہو کہ لوقا افسس میں پولس کے ساتھ تھا۔ اور اُس کے کام میں حصہ لیا۔ نیز اعمال کی کتاب میں کوئی ایسا ذکر

نہیں ہے۔ کہ جس سے یہ ظاہر ہو کہ لوقا افسس میں پولسؔ کے ساتھ ان حالات میں شریک تھا۔ اِس حوالے سے ہمیں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ لوقا ایک طبیب تھا۔ یہ حقیقت بلا شُبہ تسلیم کی جاتی ہے۔ کہ لوقا کافی مدّت تک۔ بلکہ پولسؔ کی زندگی کے آخری دِنوں تک اُس کے ساتھ رہا۔ رسُول بذاتِ خود ہمیں اپنی کمزور صحت کی بابت بتاتا ہے جبکہ وُہ قید کی حالت میں ہے۔ اِس لئے اِس کو ایک طبیب کی ہمراہی نہایت ضروری تھی۔ لوقا پیارا طبیب تم کو سلام کہتا ہے۔ جیسے رسُول تخکس کو پیارا بھائی کہتا ہے۔ اور یہاں لوقا کو پیارا طبیب کہتا ہے۔

(۳) دیماس (Δημᾶς) :-

یہ بھی غیر قوم میں سے مسیحی تھا۔ جو پولسؔ رسُول کے خدمت گزار دوستوں میں سے تھا۔ جو روم کی اسیری میں رسُول کے پُرسانِ حال تھے۔ (فلیمون ۲۴ آیت)، یہ غالباً تھسلنیکے کا باشندہ تھا۔ کیونکہ یہ بعد میں رسُول کو چھوڑ کر تھسلنیکے چلا گیا۔ (۲۔تیمتھیس ۴: ۱۰) اور اپنے دنیاوی کاروبار میں مصروف ہو گیا۔ الغرض، لوقا اور دیماس یہ تینوں غیر مسیحی تھے۔ اور جب یہ خط لکھا گیا، تو یہ روم میں پولسؔ کے ساتھ تھے۔ اِس لئے رسُول نے اِن کی طرف سے کلسے کی کلیسیا کو سلام بھیجا۔

(ب)

جن کو سلام بھیجا گیا!

۴: ۱۵-۱۷

۱۵-آیت :-

لودیکیہ میں کے بھائیوں اور نمفاس اور اُن کے گھر کی کلیسیا سے سلام کہنا۔

اِس آیت میں پولسؔ رسُول اُن کے نام درج کرتا ہے۔ جن کو وُہ سلام بھیجتا ہے۔ اور جن کو وُہ شخصی طور پر کلسے میں اور اُس کے ہمسایہ شہروں یعنی ہراپلس اور لودیکیہ میں جانتا ہے۔ "لودیکیہ میں کے بھائیوں" مسیح میں ایمان دار سب آپس میں بھائی ہیں۔ اس طرح رسُول مسیحی رفاقت اور یگانگت کا اظہار کرتا ہے۔ یوں برادرانہ اُلفت سے پاک رُوح کی موجودگی اور مسیح کی محبت کا ثبوت پیش کرتا ہے۔ نیز یہ مسیحی عالمگیر روحانی یگانگت اور محبت کا اظہار ہے۔ اِس لئے وُہ اُن کو بھائی کہتا ہے۔ "نمفاس اور اُن کے گھر کی کلیسیا"، نمفاس لودیکیہ کی رہنے والی ایک مہذّب اور امیر عورت تھی۔ جس کے پاس ایک کافی بڑا گھر تھا۔ وہاں عبادت کا انتظام اُس کے گھر میں ہوتا تھا۔ جو لوگ وہاں پر مل کر عبادت کرتے تھے۔ وُہ اُس کے گھر کی کلیسیا پر مشتمل لوگ تھے۔ مقدس رسُول اُن سب کو سلام بھیجتا ہے۔ اِس لئے اُن لوگوں کو اُس کے گھر کی کلیسیا کہتا ہے۔ یہ ایک مسیحی گروہ تھا۔ جیسے بڑے شہروں میں لوگ بہت سے گروہوں کی صورت میں عبادت کرتے ہیں۔ ویسے ہی ہر ایک مسیحی گروہ

تھا۔ مگر اُس کلیسیا کے پاس گرجہ گھر کی کوئی مخصوص عمارت اور علیحدہ جگہ نہیں تھی۔ اس لئے وُہ لوگ مسیحی گھروں میں عبادت کا انتظام کرتے تھے۔ (رومیوں ۱۶: ۵، ۱۔کرنتھیوں ۱۶: ۱۹، اعمال ۱۲: ۱۲) جیسے اُس وقت فلیمون کے گھر میں مسیحی عبادت ہوتی تھی۔ (فلیمون ۲ آیت)

۱۶- آیت :-

اور جب یہ خط تم میں پڑھ لیا جائے تو ایسا کرنا کہ لودیکیہ کی کلیسیا میں بھی پڑھا جائے۔ اور اُس خط کو جو لودیکیہ سے آئے تم بھی پڑھنا۔

یہ آیت اُس وقت کے مسیحی ادب کی تاریخ کے لئے بڑی دلچسپی کا باعث ہے۔ خاص طور پر اُن حالات کے لئے جن کے تحت پولس رسُول نے یہ گشتی خطوط تحریر کئے۔ اِس آیت میں رسُول کی طرف سے تاکیداً ہدایات دی گئی ہیں کہ جب یہ خط کلسے میں پڑھ لیا جائے تو اُس کے بعد لودیکیہ میں بھی پڑھا جائے۔ پس اِس آیت میں تین باتیں قابلِ توجہ ہیں :-

۱- پولس رسُول کا خط کلیسیائی عام مجلس میں پڑھا جانا چاہیئے۔ (۱۔تھسلنیکیوں ۵: ۲۷) ایک حالت میں وُہ شخصی خطوط بھی تھے جیسا کہ خطوط کے مختلف حصّوں میں مختلف کرداروں کی شخصی عکاسی ہوتی ہے۔ اسی لئے ہم بہت سے حصّوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ جن حصّوں میں وُہ لکھے گئے تھے۔

۲- یہ ایک وسیع پیمانے کے گشتی خطوط تھے۔ یہ ممکن ہے کہ پولس رسُول کے تصوّر میں یہ بات ہرگز نہ آئی ہو۔ کہ اُس کی موت کے بعد یہ خطوط بیس سو سال بعد تمام دُنیا میں پڑھے جائیں گے۔ لیکن یہ بھی تصوّر کرنا غلط ہے۔ کہ وُہ عام خطوط کی طرح پڑھے جانے کے بعد پھینک دیئے جائیں گے۔ بلکہ مقدس رسُول کا مقصد یہ تھا۔ کہ کم از کم اِن خطوط کو

ہمسایہ کلیسیاؤں میں بھیجا جائے۔ غالباً اس نے دَورِ مستقبل میں اس خیال سے جھانکا کہ جو لوگ بھی اِن خطوط کو حاصل کریں گے۔ وُہ اِن کی نقول کر کے محفوظ رکھیں گے۔ جس تصوّر کی تکمیل آج ہم دیکھتے ہیں۔

۳- یہاں ایک واضح اشارہ ہے کہ جب پولس رسُول نے کلسیوں کو ایک خط لکھا۔ اسی وقت ایک دُوسرا خط بھی لکھا۔ جس کے بارے میں رسُول کو توقع تھی کہ وُہ لودیکیہ کے راستے کلسے میں آئے گا۔ لیکن ہم آج کل اُس کے متعلق کچھ نہیں جانتے۔ کہ اُس کے ساتھ کیا ہُوا اور وُہ خط کہاں ہے ؟ ایک نظریہ کے مطابق یہ خط اَب ضائع ہو چُکا ہے اور یہ حقیقت بالکل ممکن ہے۔ مگر یہ تعجب خیز بات ہمارے یقین میں ایک اختلاف پیدا کر دیتی ہے۔ جو یقین پولس رسُول کی تحریرات پر ہم رکھتے ہیں۔ اور ہمارے پاس ہیں۔ لیکن اِس بات سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اِس بیان کے علاوہ ہمیں اور بھی بیان ملتے ہیں۔ جہاں اِس بات کا ثبوت پایا جاتا ہے۔ کہ پولس رسُول کے اَور بھی خطوط ضائع ہو چکے ہیں۔ اُن میں سے ایک کا ذکر (۱۔کرنتھیوں ۵: ۹) میں اور دوسرے کا ذکر (۲۔کرنتھیوں ۶: ۱۴-۱۸) میں پایا جاتا ہے۔ نیز کرنتھس کی مُصیبت کے دَوران پولس رسُول نے ایک پُر درد خط لکھا۔ جس کے متعلق آج کل ہم کچھ نہیں جانتے۔ پس اِس لئے یہاں کوئی زیادہ حیرت انگیز بات نہیں ہے۔ کہ یہاں پُورے طور پر اس خط کے ضائع ہو جانے کا ثبوت ملتا ہے۔ جبکہ وُہ خط ہمارے پاس موجود نہیں ہے۔

ایک دُوسرے نظریہ کے مطابق کہ جو افسیوں کا خط ہمارے پاس موجود ہے۔ یہ خط یہی تھا۔ جس کی کلسے میں پڑھے جانے کی ہدایت کی گئی تھی۔ کیونکہ یہ بھی ایک گشتی خط ہے۔ اور کلسیوں کے خط کا ہمعصر

ہے "لودیکیہ سے آئے" یہ الفاظ اِس بات کی دلالت ہیں کہ یہی خط لودیکیہ کے راستے کلسے پہنچا تھا۔ یہاں یونانی زبان میں حرفِ تخصیص دے، اِس کا ثبوت ہے۔ کہ کلسیوں کو اِس خط میں جو نصیحت کی گئی ہے ویسے ہی لودیکیہ کو بھی نصیحت کی گئی ہے۔

۱۷۔ آیت :۔

اور ارخپّس سے کہنا کہ جو خدمت خداوند میں تیرے سپرد ہوئی ہے
اُسے ہوشیاری کے ساتھ انجام دے۔

مقدس پولس رسول الوداعی سلام کے بعد ارخپّس کو تاکیداً لکھتا ہے۔ کہ وہ خداوند میں ملی ہوئی خدمت میں اپنی ذمہ داری کے فرض کو ہوشیاری سے ادا کرے۔

ارِخپّس (ΑΡΧΙΠΠΟΣ) :۔

غالباً کلسے کے رئیس فلیمون کا بیٹا تھا۔ جس کو مقدس رسول ہم سپاہ کے لقب سے یاد کرتا ہے۔ (فلیمون ۲ آیت) ارِخپّس کے اِس لقب اور اِس آیت کی تاکید سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلیسیا میں مخصوص خادم تھا۔ جو شاید یا تو کلسے میں یا لودیکیہ میں کلیسیائی خدمت سے کام کو سرانجام دے رہا تھا۔ اور پولس رسول کو اُس کے کام میں کچھ سستی، اور لاپرواہی کا شک ہوا۔ اِس لئے اُس نے ارخپّس کو تاکیداً لکھ بھیجا، کہ وہ کلیسیائی گلہ کی نگہبانی کے لئے ہوشیاری سے متوجہ ہو۔ شاید یہ بھی ممکن ہے، کہ وادیٔ لوکس کے مبشر اپفراس کی غیر حاضری میں کلسے کی کلیسیا کا خاص ذمہ دار ہو۔ رسول اُسے اِس ذمہ داری کو پورے طور پر نبھانے کے لئے محتاط کرتا ہے۔ یا اُس کو خدمت کے طریقے کا احساس دلاتا ہے۔ "کہ جو لوگ تمہارے سپرد ہیں اُن پر حکومت نہ جتاؤ بلکہ گلہ کے لئے نمونہ

بنو" (۱۔پطرس ۵ : ۳) "جو خدمت خداوند میں تیرے سپرد ہے" یہاں خدمت کے لئے یونانی زبان کا لفظ διακονίαν (ڈیاکونیان) جس کا مطلب انتظامی خدمت ہے۔ پس اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اِس مقدس خدمت میں ایک کارندہ کی حیثیت سے تھا۔ (رومیوں ۱۲ : ۷، ۱۔تیمتھیس ۳ : ۸) پس یہ ممکن ہے کہ ارخپّس کلسے کا نگہبان اور استاد تھا۔ (افسیوں ۴ : ۱۲) اِس لئے پولس رسول اُس کو اِس خدمت گزاری کے کام میں ہوشیاری سے سرانجام دینے کی تاکید کرتا ہے اور توقع کرتا ہے کہ اِس کے کہنے پر وہ پورے دل سے عمل پیرا ہوگا۔

الوداع

۱۸۔ آیت :۔

۱ میں پولس اپنے ہاتھ سے سلام لکھتا ہوں۔ میری زنجیروں کو یاد رکھنا۔ تم پر فضل ہوتا رہے۔

یہاں تک مقدس پولس رسول اپنے خط کو کاتب سے لکھواتا رہا ہے۔ (رومیوں ۱۶ : ۲۲) اب وہ اپنے معمول کے مطابق قلم کو اپنے ہاتھ میں لے کر الوداعی سلام لکھتا ہے۔ (گلتیوں ۶ : ۱۱، ۲۔تھسلنیکیوں ۳ : ۱۷) یہاں پر اپنے دستخط سے رسول اپنی تحریر پر اپنے اختیار کا اظہار کرتا ہے۔ کہ وہ خداوند یسوع مسیح کا بھیجا ہوا رسول اور ایلچی ہے۔ لیکن دنیوی لحاظ سے بے اثر، بے یار و مددگار اور زنجیروں سے جکڑا ہوا ایک غریب قیدی ہے۔ لیکن رسول کے لئے یہ اسیری اُس کا فخر اور اُس کی شان ہے۔ کیونکہ یہ سب کچھ مسیح کی خاطر ہے۔ اِس لئے وہ بڑی خوشی

ہے اور بڑی دلیری سے یسوع مسیح کی انجیل کی بشارت دیتا ہے۔ اور اپنے پڑھنے والوں پر یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ میں اُسی اختیار کے ساتھ لکھتا ہوں جس کے لئے ہیں فخریہ انداز میں مسیح یسوع ایمان کے واسطے مصیبتوں کا شکار رہوں۔ اور اِن دکھوں میں سچائی کے پیغام کا پورے طور پر یقین حاصل کر چکا ہوں۔ جس کی میں منادی کرتا ہوں۔ پس یہ آخری الفاظ میری طرف سے نہیں بلکہ مسیح کی طرف سے ہیں۔ جو ہماری منزل کی ابتدا اور انتہا ہے۔ مقدس پولس پاک رُوح کے وسیلے محسوس کرتا ہے۔ کہ میں تمہاری بہت سی کمزوریوں کو جانتا ہوں۔ یعنی جھوٹے اُستادوں کی طاقت دنیا اور شیطان کے تمام بڑے بڑے منصوبے اور بدی کی تمام تجاویز کو بھی جانتا ہوں۔ لیکن اِس کے برعکس میں مسیح کو بھی جانتا ہوں اور اُس کی محبت کو جو تمہارے لئے اور تمام بنی نوع انسان کے لئے ہے۔ میں مسیح خداوند کی قدرت کو بھی جانتا ہوں۔ جس کے سامنے شیطان اپنی تمام طاقتوں سمیت مغلوب ہے اور میں مسیح کی محبت کو بھی جانتا ہوں۔ جو انسانی ذہنوں میں اثر اور زندگیوں میں تبدیلی پیدا کرتی ہے۔ پس اِس لئے میں پورے یقین اور وثوق کے ساتھ دُعا کرتا ہوں۔ کہ خدا کا فضل جو مسیح یسوع میں آیا ہے، تمہارے ساتھ ہو۔ اور پورے اعتماد کے ساتھ تم کو اُس فضل میں سمجھتا ہوں۔ نیز میرا یہ ایمان ہے کہ وُہ تمہارے ساتھ آخر تک رہے گا۔ اور فضل کے کام کی تکمیل کرے گا۔ جو تم میں شروع ہو چکا ہے۔ جب تم نے پہلے انجیل کی منادی کو سُنا اور اُس کو قبول کیا ہے۔ حقیقتاً یہی خدا کا سچا اور زندہ کلام ہے۔ جو تم میں کام کرتا اور اثر کرتا ہے۔ یہ رسُول کے ذہن اور دل کے گہرے خیالات اور جذبات کی عکاسی ہے، جب اُس نے اپنے قارئین کو الوداع لکھا۔

ختم شد

تحریر!

جبیب بلک بلڈنگ چوک اردو بازار لاہور کاتب نذیر پہلوان لاہور کمرہ نمبر ۲